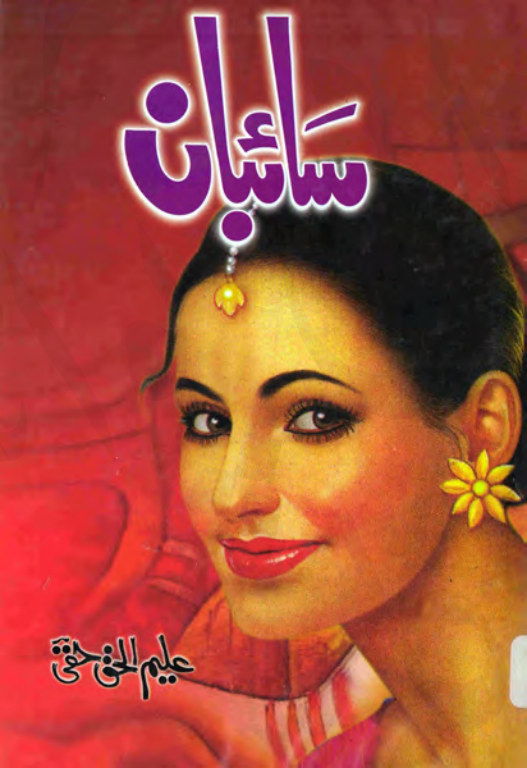


سائمان

علیم الحق الحق



سائنس

علیم الحق الحق

علم و فن سائنس پبلشرز

34۔ اردو بازار، لاہور، فون: 7232336، فکس: 7352332
www.ilmoirfanpublishers.com, E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com

”اس لڑکے کی کہانی جسے حالات نے اتفاقیہ طور پر باکسر بنا دیا۔ اس کا باپ اپنے سیاسی نظریات کی وجہ سے قتل ہو گیا تھا اور کم عمری ہی میں اُسے اپنے جڑواں بھائی کا کفیل بننا پڑا۔ وہ اپنے بھائی کے لیے ایک ایسا سانبان تھا جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھنے والا اُسے نفرت اور اذیت کے سوا کچھ نہ دے سکا۔ اُس کی ویران زندگی میں بہار آئی بھی تو وہ اس سے بے نیاز ہی رہا۔ اس کی نظر تو باکسنگ کی دُنیا کے اعلیٰ مدارج پر تھی۔ اُس کا ذہن رنگ میں اپنے حریفوں کو زیر کرنے کی ترکیبیں سوچ رہا تھا لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ کچھ پانے کے لیے اُسے کیا کچھ کھونا پڑے گا۔ ان کٹھنوں کا احوال جن سے گزر کر زندگی کی اصل حقیقتوں کا ادراک ہوتا ہے اور انسان یہ راز پالیتا ہے کہ شدید اذیت کے بعد ملنے والی راحت کا لطف ہی کچھ اور ہے

وہ ایک گرم دن تھا۔ جو چند افراد نظر آرہے تھے، وہ بھی تھکے تھکے لگ رہے تھے۔ قصبے کی مرکزی سڑک سنسان تھی۔ قصبہ گزشتہ گیارہ گھنٹے سے گرمی سے جنگ کر رہا تھا اور نڈھال ہو چکا تھا لیکن دھوپ میں اب بھی تمازت موجود تھی۔ سمندر کی جانب سے چلنے والی ہوا بھی لگتا تھا، کسی بھٹی سے گزر کر آرہی ہے۔

جون لوگ سنرک کے کونے پر ایک شیڈ کے نیچے کھڑا اپنے بھائی کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے پہلے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر سنرک پر نظر ڈالی۔ اس طرف ڈائمنڈ گیراج تھا جہاں اس کا بھائی کام کرتا تھا۔ شام کے چھ بجے تھے۔ وہ روز اسی وقت، اسی جگہ بھائی کا انتظار کرتا تھا۔ اس کا بھائی شاذ و نادر ہی لیٹ ہوتا تھا۔

چھ بج کر پانچ منٹ پر دونوں بھائی ملے۔ گھر پہنچنے کے لیے ابھی انہیں ایک گھنٹا پیدل چلنا تھا۔ وہ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چل دیے۔ دونوں پسینے سے شرابور ہو رہے تھے۔



مضافاتی علاقے کے اس چھوٹے سے مکان میں وہ دونوں کھڑکی کے سامنے کھڑے تھے۔ سٹی ہاسپٹل کے ڈاکٹر ولسن اور محکمہ پولیس کا کیپٹن والٹر، والٹر بڑی تو ندوالا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کے بے حد سرخ چہرے پر ہلکی نیلی آنکھیں تقریباً سفید لگتی تھیں۔

دونوں لڑکوں کو دیکھا تو اس نے جھٹکے سے سر گھمایا۔ ”وہ دیکھو جڑواں لوگن“ اس نے کہا۔

ڈاکٹر نے کھڑکی سے دونوں کو دیکھا ”روز اسی وقت جاتے ہیں۔“

”تم بھی کبھی کبھی ان کے گھر جاتے ہو“ کیپٹن کا لہجہ سوالیہ نہیں تھا۔

”ہاں۔ ان کے باپ کے ساتھ شطرنج کھیلتا ہوں اور اس سے بحث کرتا ہوں۔“

”میری بات مانو ڈاکٹر تو اب اس کے ہاں جانا چھوڑ دو۔ کچھ لوگ اس کے پیچھے

پڑے ہیں۔ مجھے لگتا ہے، دو ایک دن میں کچھ ہونے والا ہے۔ دیکھو، لوگن بظاہر تو یہاں گراج

چلا رہا ہے لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ ورنہ بتاؤ، اس کا بیٹا اپنے باپ کے گیراج کو چھوڑ کر ڈائمنڈ

گیراج میں کیوں کام کر رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کیونسٹ ہے۔“

”یہ ریاست ہے ہی متعصب“ ڈاکٹر نے کہا ”تمہارے محکمے کا رویہ مجھے کبھی اچھا

نہیں لگا۔“

”تو تم کیونسٹوں کی سائیڈ لے رہے ہو“ کیپٹن نے حیرت سے کہا ”بہر حال ڈاکٹر“

میں تمہیں سمجھا رہا ہوں، تم اس میں ملوث ہونے کی کوشش نہ کرو۔“

”مجھے ان کیونسٹوں سے ڈر نہیں لگتا۔ تمہیں بھی نہیں لگنا چاہئے۔ اگر تمہارے

نظریات درست ہیں تو انہیں کامیابی ہو ہی نہیں سکتی۔“

کیپٹن والٹر کے چہرے پر الجھن کا تاثر نظر آیا ”میں سیاست نہیں سمجھتا“ اس نے کہا ”میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ لوگن کے گھر نہ جایا کرو۔ بات سنو..... آج رات کا تو وہاں کا کوئی پروگرام نہیں ہے نا؟“ وہ چند لمحے ہچکچایا، پھر بولا ”خدا کے لیے ڈاکٹر، تفصیل نہ پوچھنا، وہ میں نہیں بتا سکتا۔ بس میں تمہیں اشارہ دے رہا ہوں، آج رات وہاں کا رُخ نہ کرنا۔“

ڈاکٹر نے کندھے جھٹک دیے۔ اس نے سوچا، شاید یہ لوگ آج پھر لوگن کے گھر کی تلاشی لیں گے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ حالانکہ لوگن کے گھر سے آج تک کچھ برآمد نہیں ہوا تھا۔ نہ کیونسٹ لٹریچر نہ اسلحہ۔ بہر حال یہ اس کا دردِ سر تھا بھی نہیں۔ اس نے کھڑکی سے سنرک پر جاتے ہوئے بھائیوں کو دیکھا۔ انہیں دیکھ کر یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ وہ جڑواں ہیں۔ ان کی ماں ان کو جنم دیتے ہوئے مر گئی تھی۔ اب وان بہت تیزی سے بڑھ رہا تھا اور خوب قد کاٹھ نکال رہا تھا۔ جون اس کے برعکس تھا۔ اور وان کم عقل نہیں تھا۔ بلکہ وہ ذہین تھا۔ لیکن وہ بہت کم سخن تھا۔ اسے دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ وہ کردار کا آدمی ہے۔ وہ اپنے بھائی کو پرستش کی حد تک چاہتا تھا۔

جاتے ہوئے وان نے اچانک سر اٹھایا۔ اس کی نظر کھڑکی میں کھڑے ڈاکٹر پر پڑی تو اس نے ہاتھ لہرایا۔

”بڑے کے متعلق تو میں جانتا نہیں“ کیپٹن والٹر نے کہا ”لیکن یہ چھوٹا بھی اپنے باپ کی طرح ہے۔ میرا بس چلے تو پہلی فرصت میں اسے اندر کر دوں۔ دیکھ لینا، یہ چھوٹا بھی اپنے باپ جیسا ہی نکلے گا۔“

”تم جانب داری سے کام لے رہے ہو۔ بلکہ میں کہوں گا کہ تم احمق ہو۔“

کیپٹن اٹھ کھڑا ہوا ”بہر حال، میری بات یاد رکھنا۔“



”یہ کھڑکی میں کیپٹن والٹر ہی تھا؟“ وان نے جون سے پوچھا۔

”ہاں۔ ڈاکٹر کو چھوڑنے آیا ہوگا۔ آج کسی نے خود کو پھانسی دے کر خودکشی کرنے کی

کوشش کی تھی۔ کیپٹن اسی سلسلے میں ڈاکٹر کو ہیڈ کوارٹر لے گیا تھا۔ ویسے یہ دونوں بہت مختلف

مزاج کے ہیں۔“ جون نے جواب دیا۔

”کیپٹن والٹر اچھا آدمی نہیں، وہ ہم لوگوں کو ناپسند بھی کرتا ہے۔“

”مجھے تو وہ کچھ زیادہ ہی ناپسند کرتا ہے۔“

وان نے اس کے والکن کیس کو غور سے دیکھا۔ ”اور سناؤ، آج کا دن کیسا رہا؟“
جون مسکرایا۔ اس لمحے وہ بہت پرکشش لگنے لگا ”بہت اچھا“ اس نے جواب دیا
”اور ایسا کم ہی ہوتا ہے۔ والس کو میرا لکھا ہوا گیت بہت پسند آیا۔ ویسے وان، اگر مجھے یہاں
سے نکلنے کا موقع اور اچھا سا والکن مل جائے تو میں اتنی محنت کروں، اتنی محنت کروں کہ سب کچھ
بھول جاؤں۔ پھر میں کچھ بن کر دکھاؤں۔ اپنی صلاحیتیں ثابت کروں۔“

وان نے اسے بغور دیکھا۔ اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی، ”مجھے تو یہاں سے نکلنے کا
کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ دیکھو نا..... ڈیڈی بھی کچھ نہیں کر رہے ہیں.....“
”سوائے مشکلات پیدا کرنے کے“ جون نے لقمہ دیا ”انہیں سمجھاؤ نا کہ مشرق کی
طرف نکل چلیں۔ یہاں وہ کسی بھی وقت مصیبت میں پھنس جائیں گے۔“
”لیکن وہ کہاں سین گے کسی کی۔“

”ٹھیک کہتے ہو۔ اورہ کیوں سین کسی کی۔ اب تو پارٹی میں ان کی اہمیت بنی ہے، وہ
یہاں بہت خوش ہیں۔“
”اور ان کے بغیر ہم جانیں سکتے“ وان بولا۔

ان کا گھر درحقیقت ایک وسیع و عریض مرغزار کے درمیان بنا اناج گھر تھا، جسے ہر
مکین نے حسب توفیق مکان بنانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ اب بھی گھر سے زیادہ اناج گھر
لگتا تھا۔ گھر کے ساتھ ہی چینی چھت والا ایک شیڈ تھا، جس کی پیشانی پر لوگوں گیراج لکھا تھا۔ باہر
چند گیسولین پمپ تھے۔

وان گھر کے قریب پہنچا تو سیٹی بج رہا تھا۔ سیٹی کی آواز سن کر ان کا باپ باہر نکل آیا۔
وہ پستہ قامت اور موٹا تھا۔ چہرے پر جھریاں تھیں حالانکہ وہ صرف پچاس سال کا تھا۔ بیس سال
پہلے وہ قسمت آزمائی کی غرض سے ہجرت کر کے امریکا آیا تھا۔ اس نے مختلف کام کیے لیکن ٹکا
کہیں بھی نہیں۔ ان مختلف کاموں اور ملازمتوں کے دوران اس نے محنت کا استحصال ہوتے
دیکھا۔ طبعاً وہ باغی اور لڑاکا تھا۔ وہ مزدوروں کے حق کے لیے آواز بلند کرنے لگا۔ یوں اسے
خطرناک قرار دے دیا گیا۔ کئی بار اس کی پٹائی ہوئی اور زندگی تک کو خطرہ لاحق ہو گیا۔ وہ ایک
جگہ سے دوسری جگہ پھرتا رہا۔ پھر اس نے کیلی فورنیا کا رخ کیا۔ اسے لیور مور میں گوشت ڈبوں

میں پیک کرنے والی ایک فیکٹری میں کام مل گیا۔ یہاں وہ سبزی خور ہو گیا۔ یہیں وہ پہلی بار اولگا
سے ملا۔ وہ نسلا روسی تھی اور ایک ریسٹوران کے مالک کی بیٹی تھی۔ ریسٹوران کے مالک وان
کوف سے اس کی بحث چلتی تھی۔ وان کوف کو اس سے پہلی نظر میں نفرت ہو گئی تھی۔ بیٹی کا اس
کی طرف جھکاؤ دیکھ کر وہ اس کے مستقبل سے خوف کھاتا تھا۔

اولگا نے لوگوں سے شادی کی تو بڑھے وان کوف نے اس سے قطع تعلق کر لیا۔ ابتدا
میں بہت اچھی گزری۔ تین سال خواب کی طرح گزر گئے۔ شادی کی تیسری سالگرہ کے ایک
ہفتے بعد اولگا نے جڑواں بیٹوں کو جنم دیا لیکن خود جاں بردہ ہو سکی۔

مائیکل لوگوں کی دنیا اُجڑ گئی۔ شروع میں تو ایسا لگتا تھا کہ وہ پاگل ہو جائے گا۔ بچوں
کی وہ شکل دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا۔ چنانچہ بچوں کو وان کوف کے سپرد کر دیا گیا۔ وان کوف
ریٹائر ہو چکا تھا۔ بچے اسے اور اس کی بیوی کو قدرت کا تحفہ لگے۔ پانچ سال تک بچے وہاں
رہے۔ پھر اچانک چند دنوں کے دفتے سے بڑھا وان کوف اور اس کی بیوی انتقال کر گئے۔

مائیکل کو یہ خبر چند روز بعد ملی۔ وہ آیا اور نہ چاہتے ہوئے بھی بچوں کو اپنے ساتھ لے
گیا۔ حالانکہ وہ ان کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ دونوں اس کی محبوب بیوی کی موت
کے ذمے دار تھے۔ لیکن کچھ ہی دن میں وہ بدل گیا اور اسے بچوں سے محبت ہو گئی۔ ایک کی
دسمانی نشوونما زبردست تھی اور دوسرے میں موسیقی کا رجحان تھا۔

وقت گزرتا گیا۔ اب مائیکل لوگوں پچاس برس کا تھا۔
اس وقت وہ بیٹوں کو دیکھ کر مسکرایا اور ان کے قریب آنے کا انتظار کرتا رہا پھر وہ نیچے
اترا اور پورچ میں ایک ٹوٹی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بیٹوں سے ان کے کام کے متعلق پوچھا۔
پھر گیراج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا ”آج تو مجھے بھی کام ملا۔ ایک فورڈ ٹھیک کرنے
کے لیے لائی گئی تھی۔“

جون نے گیراج کی طرف دیکھا۔ فورڈ کا پچھلا حصہ نظر آرہا تھا۔ وان نے باپ کو
بغور دیکھتے ہوئے کہا ”آج قصبے میں اجنبی لوگ آئے ہیں۔ چار بھری ہوئی کاریں تو میں نے
خود دیکھیں۔ باس کا کہنا ہے کہ وہ اینٹی کمیونسٹ لوگ ہیں۔“

”اور وہ لوگ مختلف علاقوں سے آئے ہیں“ جون بولا ”ڈیڈی..... آج میٹنگ

ہے نا؟“

میٹنگ ملتوی ہونے سے اور میٹنگ کی نئی تاریخ سے متعلق تھے۔

گرین بہت خوف زدہ تھا۔ وہ اس وقت جانور نما انسانوں میں گھرا ہوا تھا، جن سے رحم کی توقع بے سود تھی۔ وہ خود کو بہت تنہا محسوس کر رہا تھا۔

”تو تم کیونست ہو؟“ مجھے میں سے ایک لیڈر ٹاپ آدمی آگے بڑھا۔

”نہیں..... خدا کی قسم، میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ میں بے قصور ہوں“ گرین نے گھگھکیا کر کہا ”خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو۔“

”ہوں..... تو تم بے قصور ہو۔ تم نے کیونست پارٹی کے الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت سے متعلق قرارداد پر دستخط نہیں کیے تھے؟“

”کیسے تھے لیکن یہ میرا بنیادی حق ہے۔“

”ابھی تمہیں بہت سے حقوق ملیں گے“ کسی نے کہا ”لگاؤ مرمت اس کی“ کچھ لوگ

چلائے ”یا پھر اس کی زبان کھلاؤ، اس سے اُگلاؤ۔“

گرین آرٹسٹ تھا۔ یہ سب کچھ نہیں جھیل سکتا تھا۔ ”میں صرف دو آدمیوں کو جانتا ہوں“ اس نے کہا ”ایک گیر ہارڈ ہے اور دوسرا نیک لوگن.....“

یہ سنتے ہی کچھ لوگ گیر ہارڈ کو پکڑ لانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ اب گرین کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہاں اس کی جگہ مائیک لوگن ہوتا تو کبھی زبان نہ کھولتا۔ وہ تھا ہی ایسا آدمی۔

دروازے کی طرف ہلچل مچی۔ کسی نے گرین کو بغلوں میں ہاتھ دے کر کھڑا کر دیا ”لو..... تمہارا ایک ساتھی تو آ گیا۔“

گرین نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ وہ لوگ گیر ہارڈ کو لے آئے تھے۔ گیر ہارڈ کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اس کے کپڑے تازہ تار ہو رہے تھے۔ اس نے ملاطمت آمیز نظروں سے گرین کو دیکھا لیکن کچھ کہا نہیں۔ کسی نے گرین کو دروازے کی طرف دھکیلا ”چلو ہمارے ساتھ۔ اب ہم لوگن کو لائیں گے۔“

ان کی تعداد بیس کے لگ بھگ تھی۔ وہ چار گاڑیوں میں سوار ہوئے گرین کو تیسری کار میں بٹھایا گیا۔ گرین اور زیادہ خوف زدہ ہو گیا تھا۔

پہلی کار لوگن گیراج سے کوئی سو گز پیچھے رکی۔ لیڈر اتر اور اس نے ہدایات دیں۔

”نہیں۔ تھی مگر ملتوی کر دی گئی ہے“ مائیکل نے جواب دیا، ”مجھے اجنبیوں کی آمد کا علم تھا۔ اس کار میں بھی دو اجنبی ہی آئے تھے۔ اس نے گراج میں کھڑی فورڈ کی طرف اشارہ کیا“ لہذا تم دونوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ آج رات تمہارے باپ کی پٹائی نہیں ہوگی۔“



سورج ڈھلنے کے بعد تین سو کے قریب افراد ریلوے ڈپو پر جمع ہو گئے۔ ان میں ہر طرح کے لوگ تھے۔ کسان، کلرک، مزدور، خلاصی۔ وہ سب لباس سے غریب لگ رہے تھے لیکن لگتا تھا کہ انہوں نے اس کے لیے اہتمام کیا ہے۔ ان میں سے چند کسان مسلح تھے۔ باقی لوگوں کے ہاتھوں میں لاثیمیاں اور ڈنڈے تھے۔ بیشتر نشے میں بھی تھے۔ وہ سب غصے میں تھے، انہیں پتا چل گیا تھا کہ میٹنگ ملتوی کر دی گئی ہے۔

”ان بد بختوں کو خبردار کس نے کیا؟“ ایک یک چشم کسان نے دھاڑ کر کہا۔ ”خدا کی قسم، میں آج ان کیونستوں پر ثابت کر دیتا کہ ہم اس ملک میں ان کا وجود برداشت نہیں کریں گے۔ مگر اب ہم کیا کریں۔ ناکام واپس جائیں؟“

چند منٹ بعد کچھ بہتر لباس والے کلرک ٹاپ کے افراد ان میں کھل مل گئے۔ انہوں نے گردہ کوٹاؤن ہال کی طرف چلنے کا مشورہ دیا، جہاں میٹنگ ہونا تھی۔ لوگ چار پانچ کی ٹکڑیوں میں ٹاؤن ہال کی طرف چل دیے۔ وہ سب مشتعل تھے اور خود کو شتر بے مہار محسوس کر رہے تھے۔ انہیں کسی لیڈر کی ضرورت تھی۔

ہال میں سناٹا تھا۔ ذرا دیر میں وہاں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ہر شخص اپنی کہے جا رہا تھا، کوئی کسی کی سننے کو تیار نہیں تھا۔ اچانک ایک شخص کسی کو گھسیٹا ہوا ہال میں داخل ہوا۔ مجمع ان کے گرد اکٹھا ہو گیا۔ وہ شخص گھڑی بنا فرش پر پڑا ہانپ رہا تھا۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا، کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ اس نے دونوں ہاتھ سے خون آلود چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ اس نے یوں ادھر ادھر دیکھا، جیسے چھپنے کی کوئی جگہ تلاش کر رہا ہو۔

مجھے میں کچھ لوگ اسے پہچان گئے اسے گھسیٹ کر لانے والا چیخ رہا تھا۔ ”یہ بھی کیونست ہے۔ میں نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑا ہے۔“

وہ آرٹسٹ جان گرین تھا۔ کبھی کبھی اس کے اسٹوڈیو میں میٹنگز ہوتی تھیں۔ وہ بائیں بازو کے اخبارات کے لیے تصویریں بناتا تھا۔ اس وقت اس کی جیب میں اسلحہ تھے۔ اسلحہ

کے بعد اس نے ایک رائفل وان کی طرف بڑھادی۔ پھر وہ جون کی طرف متوجہ ہوا ”کھڑکی سے ہٹ جاؤ بیٹے۔“

وہ تینوں نیم تاریکی میں آوازوں پر کان لگائے بیٹھے رہے۔ ذرا دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی ”کون ہے؟“ وان نے پوچھا۔

جواب میں اجنبی آواز سنائی دی ”دروازہ کھولو۔ میں گرین نامی ایک شخص کو ٹیکسی میں لایا ہوں۔ اس کے پاس کرایہ نہیں ہے۔“

مائیکل لوگن نے احتیاط سے دروازہ کھول کر جھانکا۔ پورچ پر ایک شخص ڈرائیور کی ٹوپی پہنے کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے گرین تھا۔

”پونے دو ڈالر“ ڈرائیور نے ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت گرین تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے چیخنے ہوئے ڈرائیور کی کمر پر زوردار ٹکرائید کی اور تیزی سے مائیکل کو اپنے ساتھ لیتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ ”دروازہ بند کر دو لوگن“ اس نے ہانپتے ہوئے کہا، ”باہر انٹی لوگ ہیں۔“

لوگن نے دروازہ بند کر دیا ”کتنے ہیں“ اس نے پوچھا۔

”اٹھارہ بیس ہوں گے۔ انہوں نے گھیرا ڈال دیا ہے۔ انہوں نے مجھے مار مار کر تمہارے متعلق معلوم کیا۔“

پورچ پر قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وان رائفل لیے کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

”بس..... اور آگے نہ آنا“ اس نے چیخ کر کہا ”کیا چاہتے ہو تم لوگ؟“

”بہتر ہے دروازہ کھول دو ورنہ بھون دیے جاؤ گے۔ کوئی حماقت نہ کرنا۔ ہماری تعداد کم نہیں۔“

وہ ڈرائیور تھا۔ وان نے اس کے سر سے ذرا اوپر فائر کیا۔ ڈرائیور کوئی آڑ لینے کے لیے لپکا۔ فوراً ہی رائفلیں گرجیں۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ مائیکل لوگن نے پیشانی سے پسینہ پونچھا۔

”مجھے افسوس ہے نے کہ میں تمہیں بھی مصیبت میں پھنسا دیا“ اس نے وان سے کہا۔

باہر سے عجیب سی آواز آئی اور کمرے کے فرش پر کوئی چیز آ کر گری۔ جون ریٹکتا ہوا اس تک پہنچا ”خدا کی پناہ!“ وہ منمنایا ”گیس کا شیل ہے۔ شکر ہے، پھٹا نہیں۔“

ایک اور شیل بیرونی دیوار سے ٹکرایا۔ باہر موجود لوگ کھانسنے لگے ”چلو..... خود ہی ذائقہ کچھ لیاد بختوں نے“ وان نے کہا۔

کچھ دیر سناتا رہا پھر فائرنگ ہوئی۔ اس کے بعد تیسرا شیل فرش پر جون سے پانچ فٹ

دو گاڑیاں موڑ لی گئیں۔ ان کے انجن بند نہیں کیے گئے تھے۔ ایک کار مکان کے سامنے پارک کی گئی اس میں صرف ڈرائیور بیٹھا تھا۔ دوسری کار مکان کے عقبی حصے کی طرف گئی۔ رائفلوں سے مسلح افراد نے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ ایک رائفل کی نال گرین کی پشت سے لگا دی گئی۔ لیڈر نے اس کے کان میں سرگوشی کی ”خوب سمجھ لو گرین! تمہیں ہمارے کہنے پر عمل کرنا ہے۔ تم اس شخص کے ساتھ دروازے پر جاؤ۔ یہ دستک دے گا۔ ہمیں لوگن کو کسی طرح باہر نکالنا ہے۔ ترکیب میں نے اپنے ساتھی کو سمجھا دی ہے۔“

گرین نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔



تینوں لوگن نشست گاہ میں تھے۔ وان کرسی پر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔ کھلی کھڑکی کے ساتھ جون کھڑا اٹکن بجار ہاتھ۔ مائیکل لوگن اپنے تومند بیٹے کو فخریہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پائپ تھا اور وہ ہلکے ہلکے کش لے رہا تھا ”وان..... تم استحلیک کلب کب سے نہیں گئے؟“ اس نے اچانک پوچھا۔

”دس دن ہو گئے“ وان نے بے زاری سے جواب دیا ”وہاں مجھے پسند بھی نہیں کیا جاتا۔ میں نے پچھلی بار تین راؤنڈ میں وہاں کے ہیرو لیے کی خاصی مرمت کر دی تھی۔“

”جون ہنسنے لگا“ وہ پولیس والا ریلے؟“

”ہاں۔ لیکن اس میں مزاح کا تو کوئی پہلو نہیں.....“

”آج میں کارنر پر تمہارا انتظار کر رہا تھا تو وہ مجھے خونی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔“

مائیکل لوگن نے جھکنے سے سراٹھایا۔ اس کی آنکھیں سبز گئی تھیں ”ہش!“ اس نے سرگوشی میں کہا ”یہ آواز کیسی ہے؟“

ایک لمحے کے لیے سامنے لائٹس چمکیں۔ جون نے کھڑکی سے باہر جھانکا ”سڑک پر پیچھے دو کاریں کھڑی ہیں۔ دونوں اشارت ہیں“ اس نے بتایا۔

وان لوگن چھتے کی رفتار سے عقبی دروازے کی طرف لپکا۔ ”ڈیڈی..... ایک گاڑی پچھلے دروازے پر بھی ہے۔“

”خدا کی پناہ..... یہ دشمن ہوں گے۔ میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ یہاں تک آجائیں گے۔“ مائیکل نے کہا۔ اس نے الماری کھول کر دو رائفلیں نکالیں۔ ایک لمحے کی بچپنا ہٹ

لیڈر نے چیخ کر کہا ”جھنڈا لاؤ“ جھنڈا لایا گیا ”اب تم سب کہیں اسے چومو گے“ وہ غرایا اور لیوس کی طرف متوجہ ہوا، ”جھنڈے کو چومو۔“

لیوس، گیر ہارڈ کی طرف دیکھنے لگا۔ مجمعے میں سے ایک شخص بڑھا اور اس نے پوری قوت سے لیوس کے پیٹ میں لات ماری لیوس چیخا ہوا اُلٹ گیا۔

لیڈر، ریان کی طرف بڑھا ”تمہارا کیا خیال ہے؟“

لیوس کی طرح ریان نے بھی سوالیہ نظروں سے گیر ہارڈ کو دیکھا۔ پھر اس نے بے بسی سے کندھے جھٹکے، آنکھیں بند کیں اور جھک کر جھنڈے کو چوم لیا۔ ایک چشم کسان نے قہقہہ لگاتے ہوئے اس کی ٹھوڑی پر گھٹنا مارا۔ لوگ ہنسنے لگے۔ لیڈر، گیر ہارڈ کے سامنے جا کھڑا ہوا

”تم بڑی توپ شے ہوتا۔ اب تم جھنڈا چومو اور لوگن تم بھی۔“

لوگن اور گیر ہارڈ ساکت و صامت کھڑے رہے۔ لیڈر نے چھڑی گھمائی۔ لوگن کا چہرہ خون میں نہا گیا۔ گردہ اپنی جگہ کھڑے رہے۔ مجمع آگے بڑھ آیا۔ اگلے ہی لمحے وہ گھونٹوں اور لاتوں کی بارش کی زد میں تھے۔

وان دیوار سے چپکا کھڑا تھا۔ دوسروں کی طرح اس کے دونوں ہاتھ بھی پشت کے پیچھے کر کے باندھ دیے گئے تھے۔ اس نے باپ کو لہو لہان چہرہ لیے گرتے دیکھا۔ پھر گیر ہارڈ بھی گر گیا۔

لیڈر نے مجمعے کو پیچھے ہٹایا پھر وہ وان کی طرف متوجہ ہوا، ”تمہارا کیا خیال ہے لڑکے؟“ وہ دھاڑا۔ ”جھنڈا چومو گے یا نہیں؟“

”کیوں چوموں؟“

”کیوں۔ تم امریکن نہیں ہو؟“

”بالکل ہوں لیکن یہ ثابت کرنے کے لیے لوگوں کو ایذا نہیں دیتا۔ اور تم مجھے چھوڑ دو..... یا پھر میرے ہاتھ کھول دو۔“

یہ سنتے ہی لیڈر اس پر پل پڑا۔ اس کی کراہیں سن کر مائیکل لوگن لڑکھڑاتا ہوا اٹھا۔ وہ بولا تو اس کی آواز میں گھن گرج تھی، ”چھوڑ دو اسے۔ میں نے کہا تھا تا کہ میرے بیٹے اس میں ملوث نہیں۔ ٹھیک ہے، میں تمہارے جھنڈے کو چوموں گا اور یہ بھی چومے گا۔ یہی چاہتے ہوتا تم۔ حالانکہ ہم بھی تمہاری طرح امریکن ہیں۔ تم ہمیں باندھ کر یہاں لائے..... اور ہمیں مار

پیچھے پھٹا۔ کرا گیس سے بھر گیا جون گھبرا کر فرش پر لیٹ گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ بری طرح کھانسنے رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وان کھانتے ہوئے اس کی طرف لپکا۔ اس نے باپ کو پکارا ”ڈیڈی..... ہمیں باہر نکلنا ہوگا۔ یہاں تو ہم بے بس چوہوں کی طرح مارے جائیں گے۔“

مائیکل لوگن کے پھیپھڑوں میں جلن ہو رہی تھی۔ اس نے بڑھ کر دروازہ چوٹ کھول دیا اور دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد گرین بھی کھانسا ہوا باہر آ گیا ”ہم باہر آ گئے ہیں“ مائیکل نے چیخ کر کہا ”تم لوگ جیت گئے۔“

ایک آدمی رانفل اس کی طرف تانے لپکا آیا ”ہاتھ کندھوں سے اوپر اٹھا لو اور میرے ساتھ چلو۔“

”ٹھیک ہے“ مائیکل لوگن نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا، ”لیکن میرے بیٹوں کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔ انہیں ہاتھ نہ لگانا۔“

”جنہم میں جائیں تمہارے بیٹے۔ ہم تو تمہارے لیے آئے ہیں“ اس شخص نے ہڈیانی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

ایک طرف سے چھ سات آدمی آئے اور انہوں نے لوگن اور گرین کو کاروں کی طرف گھینٹنا شروع کر دیا۔ وہ انہیں مار بھی رہے تھے۔

اپنے بھائی پر جھٹکے ہوئے وان نے دیکھا، اس کے باپ کا منہ بار بار کھل رہا تھا۔ پانی سے باہر نکالی گئی کسی پچھلی کی طرح۔ جون کہیوں کے بل اٹھ بیٹھا تھا۔ وہ بھی یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ وان اٹھا۔ وہ مٹھیاں بھینچے ہوئے دھاڑا ”لڑکے..... تم بیچ میں پڑنے کی حماقت نہ کرنا۔“

لیڈر نے چیخ کر کہا۔

وان باہر نکلا اور اس پر جھپٹا۔ اس کے گھونٹنے نے لیڈر کو اُلٹ دیا۔ لیکن دوسرے لوگوں نے تیزی سے اس پر قابو پایا۔ جون ان تینوں کو گھسیٹتے جاتے دیکھتا رہا۔ وہ خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔



ٹاؤن ہال میں جشن کا سماں تھا۔ مائیکل لوگن نے ادھر ادھر دیکھا اور حیران رہ گیا۔ گیر ہارڈ! اسے کیسے پکڑا گیا؟ پھر اس نے گرین کو دیکھا اور اس کی سمجھ میں سب کچھ آ گیا۔ وہاں میلڈ برگ کا مکینک ریان بھی تھا اور کوئی ٹائی کا مزدور لیوس بھی۔

پیٹ کر یہ ثابت کر رہے ہو کہ ہم امریکن نہیں۔ تم نے مجھے مارا، اس لیے کہ تمہارا خیال میں، میں کمیونسٹ ہوں اور تم کمیونسٹوں کو صرف تخریب کار سمجھتے ہو۔ تم کیا جانو، میں اس پورے ملک میں گھوما پھرا ہوں، میں نے ہر ریاست میں..... ہر طرح کے لوگوں کے ساتھ کام کیا ہے۔ میرے پاس آنکھیں بھی ہیں اور دماغ بھی۔ یہ دنیا..... یہ تمہیں کیسی لگتی ہے، جہاں لاکھوں میں صرف چند افراد ایسے ہیں، جو اپنی ہر خواہش پوری کر سکتے ہیں۔“

”اور تمہارے روس میں کتنے ہیں؟“ مجھے میں سے کسی نے پوچھا۔ سب ہنسنے لگے۔
 ”میں روس کو نہیں بدلنا چاہتا۔ میرا روس سے کوئی تعلق نہیں۔ میں تو اپنے امریکا کو بدلنا چاہتا ہوں“ لوگن نے چیخ کر کہا۔ ”یہ میرا وطن ہے۔ میں یہاں کے غیر منصفانہ قوانین کے خلاف لڑ رہا ہوں، میں بدعنوان انتظامیہ اور رشوت ستانی سے لڑ رہا ہوں۔ اور وہ کہتے تھے یہاں تک ہیں کہ میں تم سے لڑ رہا ہوں اور تم بے وقوف سمجھتے بھی نہیں کہ.....“

وہ یہیں تک کہہ پایا تھا کہ مجمع اس پر ٹوٹ پڑا۔ ذرا دیر بعد وہ ان پانچوں کو سڑک پر لے آئے۔ وہ اپنی دانست میں امریکا کے آئین کا دفاع کر رہے تھے۔



ڈاکٹر ولسن نے تھکے ہوئے لہجے میں نرس سے کہا۔ ”انہیں اندر لے آؤ۔“ نرس باہر گئی اور اس نے اشارے سے انہیں بلایا۔

دونوں لڑکے اندر آئے۔ جون کا لباس صاف ستھرا تھا جبکہ وان کے جسم پر چھتھرے جھول رہے تھے۔ دونوں تھکے تھکے اور وحشت زدہ لگ رہے تھے۔

مائیکل لوگن کے منتھوں میں آکسیجن کی ٹیوبس لگی ہوئی تھیں۔ اس کا چہرہ کٹا پھٹا اور سوجا ہوا تھا۔ وہ دونوں سے بے ہوش تھا۔ ”ڈاکٹر..... یہ کیسے ہیں اب؟“ جون نے پوچھا۔
 ”مجھے افسوس ہے بیٹے۔ ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔“

وان، باپ پر جھگ گیا۔ ”ڈیڈی..... یہ میں ہوں وان۔“ مائیکل کی آنکھیں کھلیں لیکن ان میں شناسائی کی چمک نہیں تھی۔ پھر وہ بند ہو گئیں۔

ذرا دیر بعد مائیکل لوگن کی آنکھیں پھر کھلیں..... ڈاکٹر نے جھک کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ”مائیک..... مائیک..... تمہارے بیٹے آگئے ہیں۔“ پھر وہ لڑکوں کی طرف مڑا۔ ”قریب آ جاؤ۔ وقت ضائع نہ کرو۔“

وہ دونوں باپ پر جھک گئے۔ مائیکل کے متورم ہونٹ ہلے۔ ”میرے بچو..... میری بات غور سے سنو۔ گھر میں الماری میں ایک چھوٹا بکسا ہے۔ اس میں زیادہ نہیں، صرف چند سو ڈالر ہیں۔ وہ لو اور اس ریاست سے جلد از جلد نکل جاؤ۔ یہاں تم نہیں پنپ سکو گے۔ میرا نام تمہارا پیچھا کرتا رہے گا۔“

”لیکن ڈیڈی.....“ جون کے لہجے میں احتجاج تھا۔

”جیسا میں کہتا ہوں ویسے کرو۔ میں تمہارے لیے کچھ بھی نہیں کر سکا۔“ اس کی آواز لرز رہی تھی۔ لہجے میں اذیت تھی ”میرے بچو، ریاست میں کبھی نہ پڑنا۔ میں نے پندرہ سال گنوائے اور کچھ بھی نہیں پایا۔ تم میرے بچو، بس دولت کمانا۔ یہ بہت گھٹیا مشورہ ہے۔ ہے نا؟ لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم میری طرح لڑو، مرو۔ تم یہاں سے چلے جاؤ..... کسی ایسی جگہ جہاں کوئی تم سے واقف نہ ہو اور اپنی زندگی بناؤ۔ تمہارے پاس ذہانت بھی ہے اور طاقت بھی۔“

وان مسکرایا۔ ”آپ ہماری فکر نہ کریں ڈیڈی۔ ہم ٹھیک رہیں گے۔“

مائیکل نے آنکھیں موند لیں۔ ڈاکٹر نے جھک کر اسے دیکھا اور دونوں لڑکوں کو باہر لے گیا۔ ”تم یہاں رکو، میں ابھی آتا ہوں۔“ اس نے کہا اور دوبارہ اندر چلا گیا۔ لڑکے راہداری میں دیوار سے ٹیک لگائے خاموش کھڑے رہے۔ چند لمحے بعد ڈاکٹر آیا۔ ”وہ تمہیں بلا رہا ہے۔“ اس نے وان سے کہا۔

وان دوبارہ کمرے میں چلا گیا۔ وہاں اسے موت کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا، یوں جیسے اندھیرے میں کسی ذی روح کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔ وہ خوف زدہ ہو گیا۔
 ”یہاں آؤ وان، مجھے تم سے بات کرنی ہے۔“ مائیکل نے اسے پکارا۔

وان آگے بڑھا اور بستر کی پٹی پر بیٹھ گیا۔

”بیٹے..... یہ جذباتیت کا وقت نہیں۔ موت ایک بے حد غیر جذباتی حقیقت ہے۔ میں نے بہت سخت زندگی گزاری ہے وان اور میری موت بھی کوئی آسان نہیں۔“ مائیکل نے اپنے سر ہاتھ سے بیٹے کا ہاتھ تھام لیا۔ ”وان! میں نے تمہیں جون کے لیے بلایا ہے۔ بیٹے، تمہیں اس کا خیال رکھنا ہوگا۔ اکثر تمہیں خیال آئے گا کہ یہ ایک دشوار کام ہے۔ وہ ہمیشہ سے تم سے مختلف رہا ہے۔ شاید اس لیے کہ وہ اپنی ماں پر گیا ہے۔ لیکن نہیں، وہ اور طرح سے بھی مختلف ہے۔ میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ تمہیں اس کا خیال رکھنا ہوگا کہ وہ کسی دشواری میں نہ پڑے۔ تم طاقت ور ہو وان، سختی بھی ہو۔ کچھ بھی کر سکتے ہو۔ جون کو تو بس اپنا وجود ثابت کرنے

کے لیے ایک موقع چاہیے۔ بعض موقعوں پر وہ تمہارے لیے مشکل ثابت ہو گا لیکن تم پر دانہ کرنا۔ اس سے تمہیں بھی فائدہ ہوگا۔ تم مشکلات سے نہیں ڈرتے، ڈٹ جاتے ہو۔ تم دونوں ساتھ رہے تو کبھی نہ کبھی کچھ بن جاؤ گے۔ مجھے یقین ہے اس کا۔ ابتداء میں تم بہت سختیاں دیکھو گے۔ میں نے تمہیں زندگی شروع کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں دیا۔ تم ابتدا میں سوچو گے کہ زندگی کتنی دشوار ہے۔ اسی لیے میں کہہ رہا ہوں کہ یہاں سے پہلی فرصت میں نکل جاؤ۔ یہاں تم صرف میرے بیٹے کہلاؤ گے..... اور یہ تمہارے لیے ضرور سہاوا ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ تم یہاں ایک لمحہ نہ رکو۔ فوراً چلے جاؤ میرے مرنے کا..... میری تدفین کا بھی انتظار نہ کرو۔“

وان نے باپ کا ہاتھ تھام لیا۔ ”ایسی باتیں نہ کریں ڈیڈی۔ آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔“

”یہ دل بہلانے کی باتیں ہیں۔“ مائیکل لوگن نے کہا۔ ”اور مرنے والے کو کوئی نہیں بہلا سکتا۔ دیکھو میں مروں گا تو یہاں خون خرابہ ہوگا۔ میرے ساتھی ایک طوفان اٹھادیں گے۔ اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ تم اور جون اس سے پہلے ہی یہاں سے نکل جاؤ۔ جب تک میں زندہ ہوں، کچھ نہیں ہوگا۔ سب کچھ میرے مرنے کے بعد ہوگا۔ بس تم نکل لو۔“

لیکن ڈیڈی، ہم آپ کو اس حال میں تو نہیں چھوڑ سکتے۔“

”احتماقہ باتیں مت کرو۔ عملی انسان بنو۔ یہ میری آخری خواہش ہے وان اور تمہیں اسے پورا کرنا ہے۔ بس اب تم جاؤ اور ڈاکٹر ولسن کو بھیج دو۔“

وان اٹھا اور بستر پر جھکا۔ چند لمحوں کے بعد وہ باپ کے ٹوٹے پھوٹے چہرے کو بغور دیکھتا رہا۔ ”گڈ بائی ڈیڈی۔“ اس نے کہا۔ ”کاش یہ سب کچھ نہ ہوا ہوتا۔ یہ سب کچھ غلط ہے۔“

”لیکن تم میرے کہنے پر عمل کرو گے۔“

”ہاں ڈیڈی، آپ بے فکر رہیں۔ ایسا ہی ہوگا۔“

”یہ ضروری ہے بیٹے۔ تمہیں سخت جان بننا ہوگا۔ ورنہ تمہیں تکلیفیں پہنچتی رہیں گی۔ تم اچھے لڑکے ہو وان۔ بس اب جاؤ بیٹے۔ الوداع۔“

وان تیزی سے دروازے کی طرف پلٹا۔ وہ دروازے کے ہینڈل کو یوں ٹٹوتا رہا جیسے نگاہ جواب دے گئی ہو۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا۔ ڈاکٹر ولسن، جون سے باتیں کر رہا تھا۔ ”ڈیڈی آپ کو بلا رہے ہیں۔“ وان نے ڈاکٹر سے کہا۔ ”اور ہم اب جا رہے ہیں۔ یہ ڈیڈی کی ضد ہے۔ ڈاکٹر! آپ ڈیڈی کا خیال رکھیے گا۔ میں آپ کو خط لکھ کر صورت حال معلوم کروں گا۔“

ویسے ڈاکٹر.....“ وہ ہچکچایا۔ ”ان کے بچنے کا ذرا بھی امکان نہیں؟“

ڈاکٹر نے نفی میں سر ہلا دیا۔ ”وہ ایک دن..... زیادہ سے زیادہ دو دن جی سکیں گے۔ میں تمہیں اس پتے پر تار بھیجوں گا۔ یہ رکھ لو۔“ اس نے وان کی طرف ایک کاغذ بڑھایا۔ ”یہ شخص میرا دوست ہے کارسن سٹی میں رہتا ہے۔ تم وہاں جلد از جلد پہنچ جاؤ۔ یہاں تمہارے باپ کی موت کے بعد ہنگامہ ہوگا۔ تمہارے ڈیڈی کے دوست بھی کم نہیں۔“

وان نے اثبات میں سر ہلایا۔ ”یہی ڈیڈی بھی کہہ رہے تھے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ لوگوں کو مرتے وقت اتنا ہوش ہوتا ہے۔!“

”نہیں ہوتا بیٹے۔ ان کا حوصلہ جواب دے جاتا ہے لیکن تمہارے ڈیڈی نے کبھی حوصلہ نہیں ہارا اور وہ کبھی ہاریں گے بھی نہیں۔“

جون ساکت کھڑا اپنے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا لیکن داس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ ”میں ان کا سامنا نہیں کر سکتا وان۔“ اس نے کہا۔ ”ہمیں واقعی یہاں سے نکل لینا چاہیے ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔“

”گڈ بائی ڈوک۔“ وان نے کہا اور عجیب طرح مسکرایا۔ ”آپ کا بہت شکریہ۔ ہم جلدی آپ سے رابطہ کریں گے۔“

وہ دونوں پلٹے اور پہلو بہ پہلو دروازے کی طرف چل دیے۔



”اس کار کو یہیں چھوڑ دیں گے؟“ جون نے پوچھا۔ ”جس کی کار ہے وہ آکر لے جائے گا۔“

”نہیں۔ جہاں تک جاسکے، ہم اس کار میں جائیں گے۔“ وان نے کہا۔ ”بس اب جلدی کرو۔“

جون گھر میں چلا گیا اور وان گیراج میں۔ وان نے تمام اوزار اور آئل کے ڈبے سمیٹے اور کار کی ٹینکی فل کی۔ جون گھر میں کپڑے اور دوسری چیزیں اکٹھی کرتا رہا۔ اس نے الماری کھول کر یکے سے رقم بھی نکال لی آدھے گھنٹے کے اندر وہ تیار ہو گئے۔ اپنے گھر کے سامنے کھڑے ہو کر انہوں نے ادھر ادھر دیکھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں وہ پلے بڑھے تھے۔ اب وہ اسے آخری بار دیکھ رہے تھے۔ سامنے وہ درخت کھڑا تھا جسے انہوں نے بارہ سال کی عمر میں کاٹنے

کی ناکام کوشش کی تھی۔

وان نے کار کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ”آجاؤ جون، کار کے مالک کے آنے سے پہلے نکل چلو۔“

جون برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ”ہم کبھی واپس بھی آئیں گے؟“

”میں کبھی واپس نہیں آؤں گا۔“ وان نے سخت لہجے میں کہا۔ ”آیا تو اس صورت میں آؤں گا کہ یہ پورا قصبہ خرید کر سمندر میں دھکیل سکوں۔“ اس نے کار آگے بڑھا دی۔ دونوں میں سے کسی نے بھی پلٹ کر نہیں دیکھا۔



جدوجہد اور بے آرامی کے دو سال بیت گئے۔ وہ وقت ان کے لیے ہی نہیں، پوری دنیا کے لیے خست تھا۔ وہ عرصہ بے روزگاری کا، معاشی ابتری کا تھا۔

ڈینور کے ایک گیرج میں وان لوگن ایک ٹرک کے نیچے لیٹا تھا۔ اس کا چہرہ آکل اور گردے چکٹ رہا تھا۔ وہ بیک وقت تین کام کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ”نبی سننے، بڑے لڑنے اور اپنا کام نمٹانے کی کوشش! ٹرک سے چند فٹ دور ایک ڈبلا پتلا آدمی بیٹھا تھا۔ اس کا نام نیلسن تھا۔

چند منٹ بعد وان نیچے سے نکلا اور جھپٹڑے سے اپنے ہاتھ پونچھے۔ ”کام ہو گیا۔“ اس نے کہا۔ پھر پوچھا ”نیلسن، شکاگو یہاں سے کتنی دور ہے؟“

نیلسن کے کام کرتے ہوئے ہاتھ رک گئے ”تمہیں شکاگو سے کیا لینا؟“

”میں وہاں جانا چاہتا ہوں۔“

”بے وقوف مت بنو۔ یوں مارے مارے پھرنے کا فائدہ؟ ابھی تمہیں یہاں

صرف چھ ماہ ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے تم کہاں تھے؟“

”سالت لیک سٹی میں۔“

”اور اس سے پہلے؟“

”ادھر ادھر پھرتا رہا تھا۔“

”تم دونوں بھائی کہاں کے ہو؟ تمہارے گھر والے کہاں رہتے ہیں؟“

”ہمارا کوئی نہیں، سب مر چکے ہیں۔ لیکن میرے سوال سے ان باتوں کا کیا تعلق ہے؟“

”شکاگو کا فاصلہ مجھے بھی نہیں معلوم۔ بس اتنا جانتا ہوں کہ شکاگو بہت دور ہے۔ تم

شکاگو کو بھول جاؤ۔ وہاں نہیں جاسکو گے۔“ نیلسن نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”اور سناؤ، تمہارا بھائی

سینما میں کیسا جا رہا ہے؟“

”ملازمت کے ساتھ ہفتے میں ایک دن وہ اسٹیج شو بھی کر رہا ہے؟“

”ہاں۔ میری بیٹی نے بتایا تھا۔ وہ اس کی تعریف کر رہی تھی۔“

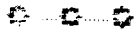
”جون بہت باصلاحیت ہے۔“ وان نے فخریہ لہجے میں کہا۔ ”اگر ہمارے پاس پیسہ

ہوتا۔۔۔۔۔“

”یہ تو تم سیکڑوں مرتبہ بتا چکے ہو مجھے۔“

وان کا منہ بن گیا۔ ”اب میں چلتا ہوں چھ بچے ہیں۔“

نیلسن نے اسے جانتے ہوئے دیکھتا رہا۔



کوئی ایک ہفتے بعد جونی مورس ہیلتھ فارم آیا، جو قصبے سے چار میل دور تھا۔ وہ وہاں اپنی اگلی فائٹ کی تیاری کی غرض سے آیا تھا۔ وان اور نیلسن ایک ریڈی ایٹر پر کام کر رہے تھے کہ ناڑ چپچے اور ایک بڑی کار سامنے سڑک پر رکی۔ وان نے نیلسن سے کہا۔ ”اب تمہاری باری ہے۔ اس گاڑی کو فیول تم دو گے۔“

نیلسن واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پچاس سینٹ کی ٹپ تھی اور چہرے پر زلزلے کا سا تاثر۔ ”جانتے ہو، اس گاڑی میں کون ہے۔ مشہور فاسٹر جونی مورس اور اس کے تین ساتھی۔“

وان دلچسپی لیے بغیر نہ رہ سکا۔ ”مورس۔۔۔۔۔ وہ جس کی فائٹ ہونے والی ہے؟“

”ہاں۔ یہ وہی ہے۔ یہاں ٹریڈنگ کے لیے آیا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ سخت جان

آدی ہیں۔ میرا خیال ہے، انہیں پیسے کے پیسے ملتے ہوں گے۔“

”تو اس کے پاس بس دو تین اسپرنگ پارٹنر ہیں؟“ وان نے پوچھا۔

”نہیں بھئی۔ اس کے ساتھ تو پوری فوج ہوگی۔ ڈاکٹر، ٹریزر، مایچی، ہر طرح کے لوگ۔“

شام کو جون گھر آیا تو وان کھانا پکا چکا تھا۔ انہوں نے ایک دکان کے اوپر، تیسری

منزل پر دو کمرے کرائے پر لیے تھے۔ باپ کی موت کے بعد کے دو برسوں نے دونوں

بھائیوں کو اپنی عمر سے زیادہ پختگی دے دی تھی۔ جون اب بھی ڈبلا پتلا تھا مگر اس کی آنکھوں سے

ختی جھلکنے لگی تھی۔ وہ اپنے بھائی سے عمر میں بڑا لگنے لگا تھا۔ وہ ایک سینما ہاؤس میں گیٹ کیپر کی

حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ مگر تنخواہ بہت کم تھی۔

وہ گھر آیا تو وان اس کا منتظر تھا۔ ”ہیلو..... آج مجھے پھر دیر ہو گئی۔“ جون نے کہا۔
وان کھانا نکال لایا۔ ”کیا حال ہے جون؟“ اس نے پوچھا۔ ”لگتا ہے، طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔“

جون کا موڈ بگڑ گیا۔ ”خدا کے لیے، تم میرے پیچھے نہ پڑے رہا کرو۔“ وہ بولا۔
”اندازے سے بوڑھی عورت معلوم ہوتے ہو۔“

وان خاموشی سے کھڑکی کی طرف چلا گیا اور باہر دیکھنے لگا۔
جون کھانا کھاتا رہا پھر جھکے سے وان کی طرف مڑا۔ ”میرا یہ مطلب نہیں تھا وان۔
میں کبھی کبھی بہت چڑا ہوا جاتا ہوں۔ تم برامت مانا کرو۔“ اس نے کہا۔

وان نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ ”میں جانتا ہوں اور میں نے برا بھی نہیں مانا۔ چھوڑو، یہ
سناؤ دن کیسا رہا آج؟“

”کچھ بھی نہیں لیکن رُکو۔ ہاں، کچھ ہوا تو ہے۔ میں آ رہا تھا تو میں نے دو آدمیوں کو
دیکھا، وہ فائٹر لگ رہے تھے، وہ ایک کیفے میں گئے اور ایک ویٹر لیس سے بدتمیزی شروع کر دی۔“
وان نے پلٹ کر دیکھا۔ ”اوہ..... پھر کیا ہوا؟“ اس کے لہجے میں دلچسپی تھی۔

ہوا ہوگا، کچھ، میں تو چلا آیا۔ لڑکی چوکیدار کی طرف لپکی تھی۔ وہ لوگ چوکیدار سے
بھی الجھنے کے موڈ میں تھے۔“

وان اس کے سامنے آ بیٹھا۔ ”وہی لوگ ہوں گے، جو آج گیراج آئے تھے۔“ اس
نے کہا۔ ”جوننی مورس کے ساتھی۔ جوننی مورس فائٹر ہے۔ وہ یہاں ہائی وے پر ہیلتھ سینٹر میں
ٹریننگ کر رہا ہے۔ اگلے ماہ اس کی کوئی بڑی فائٹ ہے۔“
جون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ”یہی بات ہوگی۔“ اس نے کہا۔



شہر سے پانچ میل دور ہائی وے پر سام کارپوریشن تھا۔ مورس کے کمپ کی آمد کے
دو ہفتے بعد دونوں بھائی رات کے کھانے کے لیے وہاں پہنچے۔ ریسٹوران میں ان کا ایک شناسا
ہینک مل گیا۔ وہ دونوں بھائیوں کا مذاق اڑاتا رہتا تھا اس لیے کہ وہ دونوں لڑکیوں سے دور
بھاگتے تھے۔ نیلسن بھی ان کے ساتھ تھا۔

اس وقت مورس کے کمپ کے تین افراد بھی وہاں موجود تھے۔ وہ بھی ان کی گفتگو
میں دلچسپی لینے لگے۔ ان میں ایک مورس کا مالک تھا۔ وہ وان کے کسرتی جسم کو بڑی دلچسپی سے
دیکھ رہا تھا۔ اس نے وان سے پوچھا۔ ”تم نے کبھی فائٹنگ بھی کی ہے؟“

وان نے بہت محتاط انداز میں جواب دیا۔ ”نہیں۔ خاصا عرصہ ہو گیا۔ میں مکینک ہوں۔“
”یقیناً۔“ مالشی نے کہا پھر وہ ان کی طرف مڑا۔ ”تمہاری عمر کتنی ہے بیٹے؟“ وان
کھانا کھاتا رہا۔ ”میں اپنی جگہ مطمئن ہوں۔“ اس نے بے پروائی سے کہا۔

”ویسے میں تمہیں بتا دوں۔“ ہینک بولا۔ ”یہ بہت اچھا مکینک اور بہت مہنتی لڑکا ہے۔“
”ایک بات بتاؤ ہینک۔ تم کیا کرتے ہو؟“ مالشی نے پوچھا۔ ”تمہارا تعلق کہاں
سے ہے؟ کبھی شکاگو میں بھی رہے ہو؟“

”ہینک کی مسکراہٹ معدوم ہو گئی۔“ ہاں۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟“
”تم وہاں اولسن کے بار میں کام کرتے تھے؟“

ہینک ہچکچایا پھر بولا۔ ”ہاں کرتا تھا۔“
مالشی نے قہقہہ لگایا اور اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔ ”میرا اندازہ درست تھا نا!“
اس نے کہا۔

ہینک نے غور سے دیکھا۔ ”بات کیا ہے آخر؟“
”اولسن میرا سالا ہے۔“ مالشی نے کہا۔ ”اس نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ وہ تم سے
ملنا چاہتا ہے۔ اس طرف جانا ہو تو اس سے ضرور مل لیتا۔“

خاموشی چھا گئی۔ وان اور جون کھانے میں مصروف تھے۔ نیلسن کا چہرہ بے تاثر تھا۔
مالشی کے دونوں ساتھی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ مالشی نے مل ادا کیا اور وہ بھی دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ باہر نکلتے ہی اس کے ایک ساتھی نے اسے گڈ نائٹ کہا۔

سام نے ہینک سے کہا۔ ”یہ کیا معاملہ ہے؟“
ہینک کے دانت نکل پڑے۔ ”میرا خیال ہے، اس کا سالا مجھ سے ناراض ہے۔ میں
شکاگو میں اس کے ہاں کام کرتا تھا۔ کام سے دل بھر گیا تو میں نے اپنی تنخواہ لی اور وہاں سے
نکل لیا۔“

”تو اس میں شکایت کی کیا بات ہے؟ اس شخص کا انداز دوستانہ تو نہیں تھا۔“

اپنے ساتھی سے کہا۔ ”تم اسی لڑکے کے متعلق بات کر رہے تھے؟“

وان نے اسے غور سے دیکھا اور پہچان لیا حالانکہ وہ اپنی تصویروں سے مختلف لگ رہا تھا۔ شاید وہ تصویریں پبلک کی خاطر مسکراتے ہوئے کھنچوائی گئی تھیں۔ جونی مورس بھاری بھر کم آدمی تھا۔ کندھے چوڑے اور بھرے بھرے تھے۔ ان کی وجہ سے اس کا قدم لگتا تھا۔ اس کی ناک چمٹی تھی۔ سنجیدگی میں وہ بے رحم، غصہ ور اور سفارک آدمی لگتا تھا لیکن اس کی مسکراہٹ اس کا پردہ رکھ لیتی تھی۔ اس نے وان کو پر خیال انداز میں دیکھا اور اثبات میں سر ہلادیا۔ ”تمہاری عمر کتنی ہے لڑکے؟“ اس نے وان سے پوچھا۔

”بائیس سال۔“

”کبھی فائٹ بھی کی ہے؟“

”ہاں۔ تھوڑی بہت کی ہے۔“

”کہاں؟“

”کیلی فورنیا میں کلب مقابلوں میں حصہ لیتا رہا ہوں۔“

”سخت جان لگتے ہو۔“ مورس مسکرایا۔ ”یقیناً اچھے فائٹر ہو گے۔ میرا خیال ہے،

مجھے محتاط رہنا ہوگا۔“

”محتاج؟ کیوں بھی میں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں تمہاری آفر قبول کر رہا ہوں۔“

”جونی مورس کا چہرہ تہمتا اٹھا اور منہ بن گیا۔ ”عجیب آدمی ہو۔ مذاق بھی کر سکتے ہو۔

خیر..... خیر.....“ وہ اپنے اس ساتھی کی طرف مڑا، جس نے وان کو روکا تھا۔ ”تم چاہو تو اس

لڑکے سے معاملات طے کر لو، ہمیں ایک آدمی چاہیے۔ اور مجھے اس سے غرض نہیں کہ وہ کون

ہے۔ ایک ہفتے کے چالیس ڈالر مناسب رہیں گے۔ اگر یہ مان جائے تو اسے شام کو بلا لو۔ آؤ،

تم لوگ چلو۔ اب میں واپس جا رہا ہوں۔ ناشتا کرنا ہے۔“

وہ تینوں جاگنگ کرتے ہوئے چلے گئے۔ وان اور جونی نہیں دیکھتے رہے۔ ”تم نے

جونی کو چڑا دیا لڑکے۔ خیر یہ بتاؤ، میری آفر قبول کرو گے؟“ جونی نے پوچھا۔

”کتنے عرصے کے لیے؟“

”دو ماہ۔ زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔ شکاگو واپسی سے پہلے ہماری فائٹس ہیں۔“

شکاگو کے تذکرے پروان کی آنکھیں پھیل گئیں۔ ”شکاگو۔ میں شکاگو نہیں جاسکتا

وان نے پہلو بدلا۔ ”گویا تم نے رقم چرائی تھی؟“

”نہیں بیٹے۔ یہ سمجھ لو کہ ادھار لی تھی۔“ بینک نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ پھر اس

نے ادائیگی کی اور باہر نکل گیا۔

نیلسن نے کندھے جھٹکے۔ ”مجھے تو یہ سب کچھ ڈراما لگ رہا تھا۔“ اس نے کہا۔



’دھوپ بہت نرم تھی۔ وان سڑک پر سیٹی بجاتے ہوئے چل رہا تھا۔ وہ موڑ مڑا تو

اسے چار آدمی نظر آئے۔ وہ گاتے ہوئے اس کی سمت بڑھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے

اسے بغور دیکھا اور پھر اپنے ساتھیوں سے کچھ کہا۔ وہ چاروں رُک گئے۔ پھر وہی شخص سڑک پار

کر کے وان کی طرف بڑھا۔ وان نے اسے پہچان لیا۔ اس نے گزشتہ رات اسے سام کے

ریستوران میں دیکھا تھا۔ ”ہیلو بیٹے!“ اس شخص نے وان کو مخاطب کیا۔

وان مسکرایا اور رُک گیا۔ اس نے اپنا کوٹ کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔ قیص کی آستینیں

چڑھی ہوئی تھیں۔ اس کے بازوؤں کی مچھلیاں پھر کتنی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس شخص نے وان کو سر

سے پاؤں تک دیکھا۔ ”بات سنو بیٹے! کل رات ہم تمہارے بارے میں بات کر رہے تھے۔“

”اوہ..... لیکن کیوں؟“

”اس وقت تم کہاں جا رہے ہو؟“

”کام پر۔ آگے جا کر اس سڑک پر کونز گیراج آتا ہے۔ میں وہیں کام کرتا ہوں۔“

”کیا تنخواہ ملتی ہے؟“

”یہ تمہیں کیوں بتاؤں؟“

”ایسی بے گانگی سے بات مت کرو۔ میں تمہیں جاب کی آفر کر رہا ہوں۔“

”جاب! کیسی جاب؟ کہاں؟“

”ہیلتھ فارم میں۔ ہمیں ایک آدمی کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ تم

باکسنگ کر سکتے ہو؟“

وان سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس نے اچانک پوچھا۔ ”تنخواہ کتنی ملے گی؟“

”تنخواہ اچھی ملے گی۔ ہمیں ایک آدمی کی ضرورت ہے کیونکہ دو آدمی ہمیں واپس

بھجوانے پڑ گئے۔“

ان میں سے ایک آدمی ان کی طرف آیا۔ اس نے وان کے بازو کو تھپتھپاتے ہوئے

کیا؟“ اس کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

”تم اچھے ثابت ہوئے تو ہم تمہیں شکاگو لے چلیں گے۔“ جو نے کہا۔

وان انگلیاں چٹخا نے لگا۔ پھر بولا۔ ”تو ٹھیک ہے، میں جا کر باس کو بتاؤں۔ سر پر کو ہیلتھ فارم آجاؤں گا۔ لیکن نہیں، پہلے اپنے بھائی کو بتاؤں گا میں۔“

”بھائی؟ اس کا اس معاملے سے کیا تعلق؟“

”تم اسے چھوڑو، نہیں سمجھو گے۔ دیکھو، آج کے بجائے معاملہ کل پر رکھ لو۔ اگر مجھے جانا ہوا تو کل صبح نو بجے ہیلتھ فارم پہنچ جاؤں گا۔“

”ٹھیک ہے۔“ جو نے کہا۔ ”لیکن لڑکے، آ ضرور جانا۔ تم اس فیلڈ میں بہت کامیاب ہو سکتے ہو۔“



جون بیڈ کی پٹی پر ٹکا بیٹھا تھا۔ اس کا منہ بنا ہوا تھا۔ ”اور کونز اور نیلسن کیا کہتے ہیں؟“ اس نے پوچھا۔

”انہوں نے کچھ زیادہ بات نہیں کی۔“ وان نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

جون اٹھا اور مضطربانہ انداز میں ادھر ادھر ٹپلنے لگا۔ ”وان..... تم غلطی کر رہے ہو۔“ بالآخر اس نے کہا۔ ”تم وہاں ہر روز پٹنے کے سوا کیا کرو گے؟ اور جب پٹ پٹ کرنا کارہ ہو جاؤ گے تو وہ تمہیں نکال دیں گے۔ جیسے انہوں نے دو آدمیوں کو شکاگو واپس بھیج دیا ہے۔“

وان کے ننھنے پھڑکنے لگے۔ ”تم نے مجھے کیا سمجھا ہے.....؟“

”تم میری توقع سے بڑھ کر بے وقوف ہو۔“ جون نے کہا۔ ”تم نے فائٹ کی تو شروع ہی میں نکال دیے جاؤ گے۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔“

”وہ کہتے ہیں کہ مال اچھا ملے گا۔ اور پھر وہ مجھے شکاگو بھی لے جائیں گے۔“

”تو تم شکاگو جاؤ گے اور میرا کیا ہوگا؟“

وان مسکرایا۔ ”تم میرے ساتھ ہو گے۔ دیکھو جون، ابھی میں مضبوط ہوں مگر دس بارہ سال بعد نہیں رہوں گا۔ اس وقت تک میں جتنا کما سکوں، کمالیتا چاہیے۔“ اس نے ایک لمحے توقف کیا۔ ”اور تم کی ضرورت تمہیں بھی ہے۔ تم باقاعدہ موسیقی کی تعلیم حاصل کرنا۔“

جون کی آنکھیں چپکنے لگیں۔ ”تو تم میرے بارے میں بھی سوچتے رہتے ہو؟“

”کیوں نہیں۔ یہ تو بہت اہم ہے۔ موسیقی تمہارا سب کچھ ہے اور ڈیڈی کہتے تھے.....“ جون چند لمحے بھائی کی آنکھوں میں جھانکتا رہا پھر اس نے سرگوشی میں کہا۔ ”میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔“



فارم ہاؤس میں اس وقت پریس کے لوگ جمع تھے۔ جونی مورس ان کے سامنے مظاہرہ کرنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔ جننازیم میں ایک طرف وان کھڑا ہینک بیک پر گھومنے برسا رہا تھا۔ جونی مورس رنگ میں داخل ہوا تو اس نے ہاتھ روک لیے۔ جونی مورس بہت اچھے موڈ میں تھا۔ اس کے رنگ میں داخل ہوتے ہی صحافی اور باکنگ کے ناقدین رنگ کے اطراف میں پڑی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

وان بھی رنگ میں داخل ہو گیا۔ جونی مورس پورے رنگ میں تھرکتا پھر رہا تھا۔ وان نے دیکھ لیا کہ جونی رنگ کے باہر ایک کار میں بیٹھی تین لڑکیوں کو لہانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ان لڑکیوں کو وان نے پہلے بھی دیکھا تھا لیکن ان سے جو اور جونی کے سوا کسی نے بات نہیں کی تھی۔ جو کا کہنا تھا کہ وہ اداکارائیں ہیں۔

وان پر خیال انداز میں انہیں دیکھتا رہا۔ اسی لمحے ایک لڑکی کی نظر اس سے ملی۔ لڑکی نے اپنی ساتھی لڑکیوں سے کچھ کہا۔ وہ بھی وان کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ پھر ان میں سے ایک ہنسنے لگی۔ وان کا چہرہ تھما اٹھا۔ اس نے رنگ کے فرش پر نظریں جمادیں۔ جونی اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ اب اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں تھی۔

وان کو جو کی نصیحتیں یاد آ گئیں۔ جو نے اسے خبردار کر دیا تھا اور جونی واقعی خراب موڈ میں تھا۔

صحافی، وان کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے جو سے اس کے متعلق پوچھا۔ جو انہیں وان کے متعلق بتانے لگا۔ ٹریبون کے گارڈن نے پرسٹائش لہجے میں کہا۔ ”لڑکا ہے شاندار۔“

جونی کا فیجر، ریس گھڑی ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا اس نے پریکٹس راؤنڈ شروع ہونے کا اشارہ کیا۔

پہلے راؤنڈ میں جونی اپنی پھرتی اور باکنگ ٹیکنیک کا مظاہرہ کرتا رہا۔ اس نے چار

”میری چھٹی ہوگئی۔ میں نے اخبار نویسوں کے سامنے جونی کو گرا دیا تھا۔“

”میں جانتا تھا کہ یہی ہوگا۔“ جون بولا۔ ”اب کیا کرو گے؟“

وان نے کوئی جواب دینے کے بجائے ٹیکے میں سر بھینچ لیا۔ اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔ جون نے دروازہ کھولا۔ وہ ہینک تھا۔ ”ہیلو ہینک۔“ جون نے کہا۔ وان سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

ہینک نے اندر آ کر وان سے ہیلو کیا۔ اس کا انداز بیجانی تھا۔ ”یہاں کوئی آیا تھا؟“ اس نے پوچھا۔

”یہاں کون آئے گا؟“ جون نے حیرت سے کہا۔

”اخباری نمائندے..... یا کوئی اور۔“

”کہاں کی ہانک رہے ہو!“ وان نے چڑچڑے پن سے کہا۔

”دیکھو، تمہیں اندازہ نہیں کہ تمہارے لیے یہ کتنا زبردست موقع ہے۔“ ہینک نے سنسنی آمیز لہجے میں کہا۔ ”میں ہیری کے بار میں تھا کہ وہاں دو اخبار نویس آ گئے۔ ان کی باتوں سے مجھے پتا چلا کہ ہیلتھ فارم میں کیا ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں وان کا فیجر ہوں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ تم نے جونی کو گرا کر کمال کر دیا۔“

”ارے ہینک..... میں کیا کرتا۔ وہ تو میرے قتل کے درپے تھا۔“ وان نے بے بسی سے کہا۔

”لیکن اہم بات یہ ہے کہ تم نے اسے گرا دیا۔“

”میں بس اتنا جانتا ہوں کہ مجھے ملازمت سے جواب مل گیا۔“

”ہینک خوشی سے اُچھل پڑا۔“ واہ..... یہ تو بہت اچھا ہوا۔ اب تم آزاد ہو۔ ہم تم مل کر دنیا کو تسخیر کریں گے۔ میری بات غور سے سنو۔ سینٹ لوئیس میں میرا ایک دوست ہے ہارڈ۔ وہ فائٹ فیجر اور پرو موٹر ہے۔ تمہاری کارکردگی کی خبر کل اخبار میں ضرور چھپے گی۔ اب ہم سینٹ لوئیس پہنچ جائیں تو سمجھ لو کہ عیش ہو جائیں گے اپنے۔“

”بات تو سنو۔ یہ ہم تمہاری کیا مراد ہے؟“ وان ہڑبوا گیا تھا۔

”میرے حلق میں نہیں اُترتی یہ بات۔“ وان نے کہا۔ ”جون تمہارا کیا خیال ہے؟“

”میں تو یہ پوچھوں گا کہ تم سینٹ لوئیس پہنچو گے کیسے؟ اور نوٹوں کی جگہ کیا چیز

پانچ لیفٹ ہب وان کے ٹکائے لیکن وان پرسکون رہا۔ صحافیوں نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ گارڈز مسکرایا۔ ”یا تو جونی کا بیچ بے جان ہو گیا ہے یا یہ لڑکا بیچ جھیلنے کی غیر صلاحیت رکھتا ہے۔“ اس نے کہا۔

جونی کا فیجر، رکس بھی متوجہ نظر آ رہا تھا۔

دوسرے راؤنڈ میں جونی مشتعل تھا۔ اس نے صحافیوں کو مسکراتے دیکھ لیا تھا۔ اور اس کا سبب بھی جانتا تھا۔ چنانچہ پریکٹس، پرنس نہ رہی، کم از کم اس کی طرف سے ایک سیریس فائٹ بن گئی۔ وان کے سر پر دو بہت بگڑے ایٹ لگے۔ اپنے کے دوران جونی اپنی کہیاں بھی استعمال کرتا رہا۔ وان پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔

”آؤ نا گوشت کے ڈھیر۔“ جونی نے چیلنج کیا۔ ”کیا حرام کے پیسے لینا چاہتے ہو۔ آؤ اور پیو۔“

راؤنڈ کے اختتام پر وہ اپنے ہینڈلرز سے ہنس ہنس کر باتیں کرتا رہا۔

چند منٹ بعد صحافیوں کو سنسنی خیز لمحات میسر آ گئے۔ جونی، وان کو دھکیلتا ہوا رسیوں تک لے گیا۔ وہاں اس نے وان کے چہرے پر ایک لیفٹ مارا۔ اس نے رائٹ کر اس کی کوشش کی لیکن وان بچا گیا مگر جونی کی کہنی اس کی آنکھ میں لگی۔ بظاہر وہ اتفاق تھا۔ جونی پشیمان نظر آنے کی اداکاری کر رہا تھا۔ اس نے وان کو جارحانہ انداز میں آتے دیکھا۔ تکلیف اور غصے نے لڑکے کو پاگل کر دیا تھا۔ وان کا ہب جونی کے سینے پر، دل کے مقام پر لگا۔ آواز ایسی تھی، جیسے ہب کسی ککڑی کے تخنے پر لگا ہو۔ جونی اُلٹ کر پیچھے جا گرا۔ ہب زوردار تھا لیکن جونی میں اب بھی بڑی جان تھی۔ باقی راؤنڈ میں وہ وان کو بڑی بے دردی سے مارتا رہا۔

رکس فکر مند نظر آ رہا تھا۔ کتنی نہیں ہوئی تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ جونی بارہ سیکنڈ تک گرا رہا تھا۔ راؤنڈ کے اختتام پر اس نے وان کو اشارے سے بلایا اور ایک ایسے لڑکے کو رنگ میں بھیج دیا، جو جونی کا غصہ، نقصان پہنچائے بغیر جھیل سکتا تھا۔



وان جھٹ پٹے کے وقت گھر پہنچا۔ بھاری قدموں سے وہ گھر میں داخل ہوا۔ جون ایک کاغذ پر لکھی دھن سانسے رکھے والکن پر مشق کر رہا تھا۔ اس نے نظر اٹھا کر وان کو دیکھا اور تشویش سے پوچھا۔ ”کیا بات ہے؟ کیا ہوا؟“

استعمال کرو گے؟“ جون نے کہا۔

”تو تم لوگ بالکل فلاح ہو!“

”صرف پچاس ڈالر ہیں ہمارے پاس۔“

”اس سے کام نہیں چلے گا۔“ بینک نے کہا اور سوچ میں پڑ گیا۔ تینوں اپنی اپنی سوچ

میں ڈوبے بیٹھے تھے۔ بالآخر وان نے سراٹھایا۔

”کبھی مال گاڑی میں سفر کیا ہے“ اس نے بینک سے پوچھا۔

”مجھے کچھ سمجھتے ہو.....؟“

”تو پھر ہم مال گاڑی میں سفر کیوں نہیں کر سکتے؟“ وان نے کہا اور اس توقع پر جون

کی طرف دیکھا کہ وہ احتجاج کرے گا لیکن جون خاموش رہا۔

”بس تو میں معلومات کر کے واپس آتا ہوں۔“ بینک نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”ایک

گھنٹے میں آ جاؤں گا۔“

وان نے اپنے بھائی کو دیکھا، جو کرسی پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ”بات وہی ہے جون۔“

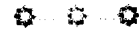
اس نے وضاحت کرنے والے انداز میں کہا۔ ”میں دولت کمانا چاہتا ہوں اور میں بہت جلد

تمہیں بلوا لوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ بینک کا دوست ہارڈ ہمیں شروع ہی میں کچھ رقم دے دے۔“

”دیر لگ جائے تو مجھے خط ضرور لکھنا۔“ جون بولا۔ ”اور میری فکر نہ کرنا، میں اپنا

کام چلا لوں گا۔“

دونوں سر جھکائے بیٹھے رہے۔ یہ پہلا موقع کہ وہ جدا ہو رہے تھے۔ دونوں اُداس تھے۔



سفر بہت تکلیف دہ ثابت ہوا لیکن سینٹ لوئیس پہنچ کر ان کی ساری تھکن دھل گئی۔

انہوں نے اپنا حلیہ درست کیا اور ہارڈ سے ملنے چل دیے۔ ہارڈ موجود نہیں تھا۔ بینک نے اس

کی سیکرٹری کو اپنا کارڈ اور اخبار کا ایک تراشہ دیا اور پھر آنے کا کہہ کر چلا گیا۔

ہارڈ دیر سے آیا۔ اس کی سیکرٹری نے اسے کارڈ اور تراشہ دیا۔ ہارڈ نے تراشہ

پڑھا۔ وہ جونی مورس کے ورک آؤٹ کی خبر تھی، جس میں وان لوگن نے اسے گرا دیا تھا۔

ہارڈ تک یہ خبر پہنچ چکی تھی۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ جونی کا فیجر ریس، وان لوگن کو گھیرنے کے

چکر میں تھا لیکن وان غائب ہو گیا۔

”ان صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ وان لوگن ان کے ساتھ ہے۔“ سیکرٹری نے بتایا۔

”یعنی یہاں..... سینٹ لوئیس میں؟“

”جی ہاں۔ اور انہوں نے کہا تھا کہ وہ تین بجے آئیں گے۔ وان لوگن کو ساتھ

لے کر۔“

ہارڈ نے کلاک کی طرف دیکھا۔ ”اسے جلدی نمٹانا ہوگا۔ چند منٹ بعد مجھے کیلی

سے ملنے جانا ہے۔“

پانچ منٹ بعد سیکرٹری نے دروازہ کھولا اور ہارڈ کو بتایا، مسٹر کو نیلی آ گئے ہیں۔

”ٹھیک ہے۔ بھیج دو۔“ ہارڈ نے کہا۔

لیکن کو نیلی کی صورت دیکھتے ہی ہارڈ پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا۔ ”ارے بینک! یہ تم ہو

مردود۔“ اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ ”کہاں غائب رہے اتنے عرصے۔ ذرا قریب آؤ

میں تمہیں غور سے دیکھوں۔“

بینک کے دانت نکلے پڑ رہے تھے۔ ”میرا کارڈ مل گیا تھا تمہیں؟“ اس نے پوچھا۔

”یہ نام کہاں سے پکڑ لائے..... کو نیلی؟“

”یہ میرا اصل نام ہے لیکن تمہارے لیے میں بینک ہی ہوں۔“

”یہ لوگن کا کیا چکر ہے؟ تمہیں معلوم ہے کہ ریس، لڑکے کو ہتھیانے کے چکر میں

ہے۔ اور تم شاید اس سے کچھ رقم اٹھنے کے چکر میں ہو گے۔“ ہارڈ نے خیال آرائی کی۔

بینک نے نفی میں سر ہلایا۔ ”ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے تو وان لوگن کو پہلی فرصت

میں سائن کر لیا ہے۔ اور میں تمہیں بتا دوں کہ لڑکا پیدائشی باکسر ہے۔“

”مجھے اس کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ۔ کون ہے، کیسا ہے، عمر کیا ہے اور اب

تک کیا کچھ کر چکا ہے؟ مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں۔“

”اس کی عمر بائیس سال ہے۔ نام وان لوگن۔ کیلی فورنیا سے آیا ہے۔ وزن دو سو

پونڈ یا کچھ زیادہ ہوگا۔ ابھی تک امچر فائٹس لڑتا رہا ہے۔ اسے کوئی بھی نہیں جانتا۔ جونی مورس

کے کمپ میں آدمیوں کی کمی ہو گئی تھی، اسی لیے اسے اسپیرنگ کا چانس دیا گیا۔“

”آدمیوں کی کمی کا کیا مطلب ہوا؟“

”جونی کو تم جانتے ہو۔ اس نے رنگ میں اسپیرنگ پارٹنرز کی زبردست ٹھکانی کی۔“

وان نے مسکراتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا۔
 ”اب دیکھتے ہیں کہ تم کیا کر سکتے ہو؟“ ہارڈ نے کہا، پھر کیلی کو پکارا۔
 ایک پستہ قامت شخص اس کی طرف دوڑا آیا۔ اس نے بینک کو اشارے سے سلام
 کیا اور بولا۔ ”کیا بات ہے باس۔“
 ”لوگن سے چند راؤنڈ لڑنے کے لیے کوئی ہے؟ ہارڈ نے کہا۔
 ”جی ہاں۔ دائی، جم اور پیٹر۔“
 ہارڈ ہنس دیا۔ ”پیٹر..... اس ڈمی سے تو مجھے بات کرنی ہے۔ کہاں ہے وہ؟“
 ”ابھی بلاتا ہوں۔“ کیلی نے کہا اور ایک طرف چلا گیا۔
 ”یہ پیٹر، ولیم کے متبادل کے طور پر کام کر رہا ہے۔ خود کو جیک مارٹن سے بڑا باکسر
 سمجھتا ہے۔“ ہارڈ نے بینک کو بتایا۔

کیلی واپس آیا تو سنہرے بالوں والا ایک جوان اس کے ساتھ تھا۔ ”پیٹر، تم کہاں
 ہو صبح سے۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ گیارہ بجے ہر حال میں پہنچنا ہوگا۔“ ہارڈ نے اس سے کہا۔
 ”دراصل مسٹر ہارڈ، مجھے ایک شخص سے ضروری کام سے ملنا.....“
 ”تم میرے ساتھ بہانے بازی مت کیا کرو پیٹر۔“ ہارڈ نے اسے ڈنٹا۔ ”میں
 پابندی وقت کا قائل ہوں۔ مجھے غیر ذمے دار لوگ اچھے نہیں لگتے۔“
 پیٹر کا چہرہ سرخ ہو گیا تاہم اس نے کچھ کہا نہیں۔ دیکھنے میں وہ ذہین نہیں لگتا تھا۔
 ”چلو، اب ذرا وان لوگن کے ساتھ چند راؤنڈ لڑ کر دیکھاؤ۔“
 پیٹر نے وان کو دیکھا۔ ”ضرور مسٹر ہارڈ۔ آپ کے ہر حکم کی تعمیل میرا فرض ہے۔“
 ہارڈ، بینک اور کیلی دونوں لڑکوں کو تیاری کرتے دیکھ رہے تھے۔ جمنائیم کے مختلف
 حصوں سے بھی لوگ اس طرف چلے آئے تھے۔ ”گڈ گاڈ بینک۔“ ہارڈ نے ستائشی لہجے میں
 کہا۔ ”تمہارا لڑکا ہے بہت جاندار۔ اس کے سامنے پیٹر بچہ لگ رہا ہے۔ خدا کی قسم زبردست۔“
 پھر وہ کلب کے ایک مستقل ممبر کو دیکھ کر مسکرایا۔ ”دیکھ لیجے مسٹر مورگن اس لڑکے کو۔ بہت جلد
 آپ بھی ایسے ہی ہو جائیں گے۔“

دونوں لڑکے تیار ہو گئے تو کیلی نے اشارت کا سگنل دیا۔ اس کے ہاتھ میں گھڑی
 تھی۔ پیٹر بڑے اعتماد سے مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے ایک لیفٹ آزمایا جو نہیں لگا۔ پھر
 اس کا ہیج وان کی پیشانی پر لگا۔ وان دونوں ہاتھ نیچے کیے آگے بڑھا اور بڑی بے پروائی سے دو

دو کو واپس شکاگو بھیجوانا پڑ گیا۔ پھر ان کی نظر وان لوگن پر پڑ گئی۔
 ”اور یہ جو خبر چھپی ہے۔ کیا واقعی اس نے.....؟“
 ”تم وان کو دیکھو گے تو خود سمجھ جاؤ گے۔ بہت ٹھوس جسم ہے اس کا، صحیح ہینڈ لنگ مل
 جائے تو ہمارے دارے نیارے ہو جائیں گے۔ لیکن یہ کام مجھ اکیلے کے بس کا نہیں، اسی لیے
 تمہارے پاس آیا ہوں۔“

ہارڈ سوچ میں پڑ گیا۔ ”یہ لڑکا اس وقت ہے کہا؟“
 ”میں اسے تمہارے جمنائیم میں کیلی کے پاس چھوڑ آیا ہوں۔“
 ہارڈ اٹھ کھڑا ہوا۔ ”یہ اور اچھا ہے۔ میں ابھی وہیں جا رہا تھا۔“ وہ سیکریٹری کی
 طرف مڑا۔ ”پانچ بجے تک میں جمنائیم میں رہوں گا۔ کوئی فون آئے تو بتا دینا۔“



ہارڈ کا جمنائیم سلیقے سے چلایا جا رہا تھا۔ اور بے حد منفعت بخش ثابت ہوا تھا۔
 اسٹاف آٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے پانچ ٹریز، مالیشے اور انسٹرکٹر کی حیثیت سے کام
 کرتے تھے۔ سینٹ لوئیس کے بڑے لوگ، جو وزن بڑھنے کے مسئلے سے دو چار تھے، وہاں
 کے مستقل ممبر تھے اور وہ پانچ افراد وزن کم کرنے میں ان کی مدد کرتے تھے۔ دیگر تین افراد
 ہارڈ کے فائٹرز کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

وان سویٹر اور کالی پیٹ پہنے، بڑی کابلی سے چھ اونٹ کے گلووز کی مدد سے پیٹنگ
 بیگ میں گھونٹے برسا رہا تھا۔ کچھ لوگ مختلف ایکسرسائز میں مصروف تھے۔ ہارڈ ان لوگوں کی
 مزاح پر ہی کرتے ہوئے بڑھتا رہا۔ بینک اس کے ساتھ تھا۔ وان کے عقب میں پہنچ کر وہ لڑکا
 اور کوئی ایک منٹ تک اسے بغور دیکھتا رہا۔

بینک نے کہا ”کہو، کیسا ہے؟“ ہارڈ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ”بہر حال جش
 تو مناسب ترین ہے نا؟“ بینک نے پوچھا۔

ان کی آوازیں سن کر وان پلٹا ہارڈ کو دیکھ کر اس نے کہا۔ ”آپ شاید مسٹر ہارڈ
 ہیں۔ میں یونہی ذرا وارم اپ کر رہا تھا۔ آپ کے آنے کا پتا ہی نہیں چلا۔“

ہارڈ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ ”ہاں، میں ہارڈ ہوں۔ میں تمہارے بینک
 کا دوست ہوں۔ بینک ایک زمانے میں میرے پاس کام کرتا رہا ہے۔“

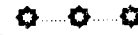
مزید ہک چہرے پر وصول کئے۔ پیٹر کے قریب پہنچنے کے بعد اس نے اس کے جسم پر ایک زبردست ہک مارا۔ پیٹر کے چہرے پر تکلیف کا تاثر ابھرا۔
ہاورڈ کی آنکھیں چمکیں۔ اس نے ہینک کے پہلو میں کہنی چھوئی۔ ”ہینک..... میرا خیال ہے، تمہارا اندازہ درست ہے۔“

اس نے سرگوشی میں کہا۔

پیٹر نے دوبارہ حملہ کیا اور وان کے جڑے پر دو زوردار بچ مارے۔ ایک لمحے کو وان پیچھے ہٹا مگر اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا۔ اس کا ہک بجلی کی سی تیزی سے تقریباً فرش سے اٹھا۔ وہ ہک پیٹر کی ٹھوڑی پر لگا۔ پیٹر الٹ کر پیچھے گرا۔ وان کو اندازہ ہو گیا کہ اب وہ دیر تک نہیں اٹھ سکے گا۔

کیلی ایک مددگار کے ساتھ پیٹر کو اٹھا کر اس کا رز میں لے گیا۔ ورزش کے لیے آنے والوں کے سوا سب خاموش تھے۔

ہاورڈ نے ہینک کی طرف دیکھتے ہوئے سر کو جنبش دی اور پلٹ گیا۔ ”لڑکے کو میرے دفتر میں لے آؤ۔“ اس نے جاتے جاتے کہا۔ ”یہ لڑکا واقعی پیدائشی باکسر ہے۔“



ہاورڈ نے وان کو سائن کر لیا۔ وان جمنائزیم میں ہی درک آؤٹ کر رہا تھا۔ وہ اور ہینک ایک بہتر ہوٹل میں منتقل ہو گئے تھے۔ منگل کو اسے ایک فائٹ کے سلسلے میں جفرسن شی بھیجا گیا۔ میکزی نامی سیاہ فام سے اس کی فائٹ ہوئی۔ تماشائیوں کی تعداد سات سو تھی۔ میکزی مقامی باکسر تھا۔ لیکن وان نے اسے پہلے ہی راؤنڈ میں ناک آؤٹ کر دیا۔ تماشائی حیران نظر آئے۔

اس کے اگلے روز وان نے جون کو خط لکھا اور اسے 45 ڈالر بھجوائے۔ اس نے لکھا کہ وہ موقع ملتے ہی اسے اپنے پاس بلا لے گا۔

جون نے اس کا طویل خط پڑھا۔ کرارے نوٹوں کو بڑے دلچسپی سے دیکھا اور اپنے ٹرنک میں سے چھوٹا سا ایک بکس نکال لایا۔ اس میں چالیس ڈالر تھے۔ اور وہ وان کے بیجے ہوئے نوٹ ملا کر اس نے جیب میں رکھے اور کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ سڑک کا منظر اس کے لیے بے زار کن تھا۔ اس نے نوٹوں والی جیب کو تھپتھپایا۔ ”بس..... اب وقت زیادہ دور نہیں۔ قریب آ گیا ہے۔“ وہ بڑبڑایا۔



وان کا رے اُتر اور ہینک کی طرف مڑا، جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ ”ہینک..... یہاں سے میں پیدل چلوں گا۔“ اس نے کہا۔

”پیدل..... وہ کیوں؟“ ہینک نے حیرت سے کہا۔ ”جب کہ کار موجود ہے۔“
”بس میں پیدل چلنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک خوبصورت دن ہے اور مجھے فرصت بھی ہے۔ تم واپس جاؤ۔ میں پیدل ہی آؤں گا۔“

”لیکن تمہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے۔“
”بھٹک گیا تو کسی سے راستہ پوچھ لوں گا۔ ضرورت پڑی تو ٹیکسی کر لوں گا۔ جیب بھی میری خالی نہیں۔“

ہینک نے کندھے جھٹک دیے۔ ”میں کیا کہہ سکتا ہوں لیکن وان، کوئی بے وقوفی نہ کرنا۔ تمہیں اب اپنا خیال رکھنا ہوگا۔ جیک ہاورڈ نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہیں ایک لمحے کو بھی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دوں..... خیر..... یہ یاد رکھنا کہ آج رات جیک نے ہمیں اپنے آفس بلایا ہے..... ساڑھے نو بجے۔“
”تم فکر نہ کرو۔ میں پہنچ جاؤں گا۔“

ہینک، وان کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس نے کار اس وقت آگے بڑھائی جب وان نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

وان ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ دو بجے کا وقت تھا۔ دھوپ شدید تھی۔ درختوں کے سوا کہیں کوئی سایہ نہیں تھا۔ دو میل تک تو اس کا کسی سے سامنا بھی نہیں ہوا۔ وان نے اپنا کوٹ اتار کر کندھے پر ڈال لیا۔

ایک پیڑ کے نیچے سے گزرتے ہوئے اس نے اُچھل کر ایک شاخ تھام لی اور اس سے جھولنے لگا۔ وہ اس وقت خود کو ایک چھوٹا سا لڑکا محسوس کر رہا تھا۔ اپنے بازوؤں کی قوت آزما کر اس نے شاخ کو چھوڑ دیا۔ اس نے اپنے باپ کا، جون کے، نیلن کے، ہینک اور جونی مورس کے بارے میں سوچا۔ جونی مورس کے خیال آتے ہی اسے ہنسی آگئی۔

پھر اسے جیک ہاورڈ کا خیال آیا۔ اس نے جمعرات کو سینٹ لوئیس میں ہونے والی اپنی فائٹ کے بارے میں سوچا۔ اس فائٹ کے بعد اسے اور رقم ملے گی اور پھر وہ جون کو بھی اپنے پاس بلا لے گا پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ پرانے دن..... تکلیف دہ دن کبھی لوٹ کر

نہیں آئیں گے۔

آگے سڑک پر ایک موڑ تھا۔ موڑ مڑتے ہی اسے ایک بڑی کیٹ یلاک کھڑی نظر آئی۔ وہ سرخ رنگ کی کار تھی۔ اس کا بونٹ اٹھا ہوا تھا۔ زرد لباس پہنے ایک لڑکی انجن پر جھکی ہوئی تھی۔ ایک اور لڑکی کار میں بیٹھی تھی۔ وان کے قدموں کی آہٹ سنی تو لڑکیوں نے پلٹ کر دیکھا۔ کار میں بیٹھی ہوئی لڑکی کی آنکھوں میں تجسس تھا۔

وان نے عجیب سے انداز میں کھڑی لڑکی کو..... اور پھر کار کو دیکھا۔ ”میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں؟“ اس نے شرمیلے لہجے میں پوچھا۔

لڑکی بہت خوبصورت تھی۔ اس کے بال سیاہ اور آنکھیں شریقی تھیں۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”گاڑیوں کے بارے میں کچھ جانتے ہو تو شاید کوئی مدد کر سکو۔“

وان نے آگے بڑھ کر انجن کا جائزہ لیا۔ ”ہوا کیا تھا؟“

”بس..... پتلے چلتے بہ ہو گئی۔“

وان نے اپنا کوٹ گھاس پر پھینکا اور آنتینیں پڑا لیں۔ ”میں وارننگ چیک کرتا ہوں۔ ایکشن میں کوئی خرابی ہوگی۔“

کار کے انجن پر کام کرنا اسے اچھا لگ رہا تھا۔ وہ سیٹی بجاتا اور تیزی سے کام کرتا رہا۔ دونوں لڑکیاں سڑک کے کنارے گھاس پر جا بیٹھیں۔ دس منٹ بعد وان نے بونٹ گرایا پھر اس نے جا کر چابی گھمائی۔ انجن فوراً ہی اشارت ہو گیا۔ ”لہجے آپ کا کام ہو گیا۔“ وان نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

”اے مسٹر..... میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں۔“ سیاہ بالوں والی لڑکی نے اسے پکارا۔

وان ان کی طرف واپس آ گیا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

”کیسے آدمی ہو تم۔ تعارف بھی نہیں کرایا اور منہ اٹھائے چلے جا رہے ہو۔“ سیاہ بالوں والی لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وان شرمندگی سے ہنسا۔ ”سوری، آپ کو یہ بدتمیزی لگی ہوگی۔ حالانکہ میں بدتمیز نہیں۔“

دوسری لڑکی سنہرے بالوں والی تھی اور اس نے زبردست میک اپ کیا ہوا تھا۔ وہ نسبتاً زیادہ عمر کی تھی۔ وہ بھی مسکرائی۔ ”تم خوف زدہ کس سے ہو۔ اپنی لڑا کا بیوی سے؟“

”جی نہیں۔ ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی۔“

سنہرے بالوں والی ہنس دی۔ سیاہ بالوں والی نے کہا۔ ”میرا نام لوشیا مرسر ہے اور یہ این ہاورڈ ہیں۔“

وان نے سر کو ہلکا سا خم کیا۔ ”آپ دونوں سے مل کر خوشی ہوئی میں وان لوگن ہوں۔ سینٹ لوئیس میں رہتا ہوں۔“

”تو اس وقت سینٹ لوئیس میں جا رہے ہو؟“

”ہاں۔“

”پیدل؟“

”ہاں۔ پیدل چلنے کو جی چاہ رہا ہے۔“

”وہ کیوں؟“

”بس مجھے اچھا لگتا ہے۔ میں نے پیدل چلنے کا ارادہ ظاہر کیا تو میرے منبر نے مجھے یوں دیکھا، جیسے میں پاگل ہو گیا ہوں۔“

”منبر؟ ایسا کیا کام کرتے ہو تم؟“

”میں فائٹر ہوں۔“

”جیتتے بھی ہو؟“

”ہاں۔ آئندہ جھراٹ کو سینٹ لوئیس میں میری فائٹ ہے، وہ بھی میں جیتوں گا۔“

سیاہ بالوں والی نے اسے بڑے غور سے دیکھا۔ ”بے حد پر اعتماد ہو وان لوگن!“

”کیوں نہ ہوں۔“

”جھہیں فائٹنگ اچھی لگتی ہے؟“

وان سوچ میں پڑ گیا۔ ”نہیں، اچھی تو نہیں لگتی۔ بس یہ کام ہے۔ میں جیتوں تو زیادہ رقم ملتی ہے۔ یہ بھی ایک جاب ہے بس۔“

”تم اب تک بٹے نہیں..... ہارے نہیں؟“

”نہیں۔ دیکھ نہیں رہی ہو کہ میں کتنا مضبوط اور طاقتور ہوں۔“

سنہرے بالوں والی ہنسنے لگی۔ ”یہ تو نظر آرہا ہے۔“

”مسٹر لوگن، میں تمہاری فائٹ دیکھنا چاہتی ہوں۔“ سیاہ بالوں والی بولی۔ ”یہ اس

وان نے کوٹ پہنچتے ہوئے کہا: ”مجھے ہاورڈ کے دفتر سے نکلنے سے پہلے اُس سے ملنا ہے۔“

”تو پھر جلدی کرو۔ وہ ساڑھے پانچ بجے دفتر سے نکل لیتا ہے۔“

وان لپک کر نکلا۔ دو منٹ بعد وہ ہاورڈ کے دفتر کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ دروازہ سیکریٹری نے کھولا۔ ”مسٹر ہاورڈ موجود ہیں؟“ وان نے پوچھا۔

”آ جاؤ۔ وہ جانے ہی والے ہیں۔“

وان دفتر میں داخل ہوا اور اندرونی کمرے کی طرف بڑھا ہاورڈ، دروازہ بند کر رہا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر وان کو دیکھا۔ ”کیا بات ہے بیٹے؟“ اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”زحمت دینے پر معذرت خواہ ہو مسٹر ہاورڈ۔ مجھے کل کی فائنٹ کے دو ٹکٹ درکار ہیں۔“

”ٹکٹ؟ خدا کی پناہ! تمہارا کیا خیال ہے کہ بغیر ٹکٹ کے تمہارا داخلہ بھی ناممکن ہوگا۔“ ہاورڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔ پھر وہ ہنسنے لگا لیکن وان کو سنجیدہ دیکھ کر وہ بھی سنجیدہ ہو گیا۔ ”ٹھیک ہے۔ لوگن۔ ٹکٹ تمہیں مل جائیں گے۔ فری..... لیکن ہارگسے تو ٹکٹوں کی قیمت دیتا ہوگی۔“

وان مسکرا دیا۔ ”شکریہ مسٹر ہاورڈ۔ آپ بے فکر رہیں، میں نہیں ہاروں گا۔“ وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے جانے کے بعد سیکریٹری لیونا نے ہاورڈ سے کہا۔ ”یہ لڑکا بہت پر اعتماد ہے۔ انداز سے لگتا ہے کہ چیمنپئن کا ٹائٹل اس سے صرف ایک جست کے فاصلے پر ہے۔“

”اور یہ درست بھی ہو سکتا ہے۔“ ہاورڈ نے سنجیدگی سے کہا۔ لیونا اسے حیرت سے دیکھتی رہی۔



وان نے لوشیا کے کارڈ کو اور پھر اس بلندو بالا عمارت کو دیکھا۔ وہ ٹھیک جگہ پہنچا تھا۔ وہ لفٹ آپریٹر کی طرف بڑھا اور اسے کارڈ دیا۔ ”یہ دفتر کون سے فلور پر ہے؟“

”آجائیے۔“ لفٹ آپریٹر نے کہا۔ وہ اسے پانچویں منزل پر لے گیا۔ لفٹ کے سامنے پہلے دروازے پر وہ وان کو کھڑی نظر آ گئی۔

وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔ اس کی مسکراہٹ میں حیرت تھی۔ ”ہیلو میں تو سمجھتی تھی کہ تم

جگہ کا پتا ہے، جہاں میں کام کرتی ہوں۔ مجھے فائنٹ کا ایک ٹکٹ دلادو، قیمت میں ادا کر دوں گی۔ تمہارا کیا خیال ہے این؟“ وہ اپنی سیکلی کی طرف مڑی۔

”نہیں بھئی، مجھے فائنٹس بور کرتی ہیں لیکن میں تمہیں ٹکٹ دلوا سکتی ہوں۔“

وان نے سیاہ بالوں والی سے کارڈ لے لیا۔ ”جی نہیں، انہیں ٹکٹ میں دلوا دوں گا۔“ پھر اس نے کارڈ غور سے دیکھا۔ ”بڑی زبردست کار ہے۔“

”میری ہے۔“ سنہرے بالوں والی نے ہنسنے ہوئے کہا۔ ”اگر تم فائنٹس ہو تو میرے شوہر سے واقف ہو گے۔ جیک ہاورڈ ہے اس کا نام۔“

وان اُچھل پڑا۔ ”ارے..... وہی تو میرا منبر ہے۔“

”ارے واہ۔ جب تو تم سے ملاقات رہے گی۔ چلو..... میں تمہیں لفٹ دے دوں۔“ مسز ہاورڈ نے کہا۔

”نہیں شکریہ۔ میں پیدل چلنے کے موڈ میں ہوں۔“

”جو تمہاری خوشی۔“ مسز ہاورڈ نے چڑ کر کہا۔ دونوں کار میں بیٹھ گئیں۔ مسز ہاورڈ نے کار اشارت کر دی۔

”مگڈ بائی لوگن۔“ سیاہ لوگن والی نے کہا۔ ”میرا ٹکٹ نہ بھول جانا۔“

”ٹکٹ تمہیں بدھ تک مل جائے گا۔“ وان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کار روانہ ہو گئی۔ وان ہاتھ لہراتا رہا۔ پھر وہ بڑبڑایا۔ ”پیاری لڑکی ہے۔“



وان شاور روم سے نکلا۔ کیلی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”کیا بات ہے بیٹے! بہت جلدی میں ہو۔“

وان مسکرایا۔ کیلی اسے اچھا لگتا تھا۔ وہ اسے اپنے بیوی بچوں سے ملانے اپنے گھر لے جا چکا تھا۔ وان نے گھریلو زندگی دیکھی ہی نہیں تھی۔ شروع میں تو اسے عجیب سا لگا پھر ہوٹل کے پرسکون اور صاف ستھرے کمرے کے مقابلے میں گھر کا شور و غل اور بے ترتیبی اسے خوشگوار لگنے لگی۔ کھانا بھی مختلف اور اچھا لگا۔ مسز کیلی نے پہلی ہی نظر میں اسے پسند کر لیا تھا۔ وہ اس کے بارے میں بہت سن چکی تھی۔ اسے افسوس ہوتا تھا کہ اس نے زندگی میں ماں کی محبت دیکھی ہی نہیں۔

مجھے بھول گئے ہو گے۔“

”میں تمہارے لیے ٹکٹ لایا ہوں۔“

لڑکی نے ٹکٹوں کو اور پھر وان کو دیکھا۔ ”وٹکٹ! بے حد شکر یہ لیکن یہ تو بہت مہنگے ہوں گے۔“

”ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ تحفہ ہے۔“ وان نے جلدی سے کہا۔

”نہیں، اتنا مہنگا میں نہیں لے سکتی۔“

وان مسکرایا۔ ”میں نے ان کی قیمت تو نہیں دی۔ یہ مجھے مسٹر ہارڈ نے دیے ہیں۔“

لوشیا کچھ کہتے کہتے رُک گئی۔ وہ آگے بڑھی اور اُس نے ٹکٹ کو اوپر بلانے والا ہٹن

دبا دیا۔

نیچے اترے تو دونوں خاموش تھے۔ وان خود کو بے وقوف محسوس کر رہا تھا۔ سڑک پر

پہنچتے ہی اس نے گڈ بائی کہنے میں دیر نہیں لگائی۔ لوشیا نے تعجب سے اسے دیکھا تو اس نے

جلدی سے وضاحت کی۔ ”بات یہ ہے کہ کل فائٹ ہے۔ مجھے بینک کے پاس پہنچنا ہے۔“

”ارے..... تب تو تم دوڑ لگا دو۔“ لوشیا نے معصومہ اُڑانے والے انداز میں کہا۔

وان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ”وہ..... میں..... میرا مطلب ہے..... کیوں نہ کل۔“

لوشیا نے اس کا بازو تھپتھپایا۔ ”میں تم سے ناراض تو نہیں ہوں۔“

”وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں فائٹ کے بعد تمہارا کھانا نہیں کھانا چاہتا۔ کل میرا آزاد

ہوں گا۔“

لوشیا مسکرائی۔ ”ٹھیک ہے۔ لیکن تم ملو گے کہاں؟“

وان سوچ میں پڑ گیا۔ ”دیکھو..... تم رنگ سائیڈ میں ہوگی۔ میں کیلی کو بتا دوں گا۔“

وہ میرا بڑا اچھا دوست ہے۔ وہ تمہیں روکے رکھے لگا اور جیسے ہی میں بینک اور ہارڈ سے

چھڑا کر آؤں گا تو ہم.....“

”ٹھیک ہے، کل ملاقات ہوگی۔“

شب بخیر مس مرسر۔“

”شب بخیر..... اور گڈ لک۔ میری خواہش ہے کہ تم کل جیتو۔“

”شکر یہ مس مرسر۔“ وان نے کہا..... اور اسے جاتے دیکھتا رہا۔



بینک، وان کے بیڈ روم میں آرام کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے فرش پر پاؤں پھیلائے

واپٹی بیٹھا تھا۔ دو پاؤں کی ایک کرسی کو دیوار سے لگائے کیلی بہت محتاط بیٹھا تھا۔ ”میں لڑکے کی طرف

سے پریشان ہو گیا ہوں۔“ بینک نے کہا۔ ”ساڑے چھن گئے۔ یہ کہاں غائب ہے آخر؟“

کیلی کے دانت نکل پڑے۔ ”میرا خیال ہے، وہ کسی لڑکی سے ملنے گیا ہے؟“

بینک اُچھل پڑا۔ اس نے پریشانی سے ادھر ادھر دیکھا۔ ”لڑکی! پاگل ہو گیا ہے وہ۔“

فائٹ سے پہلے لڑکی کا چکر.....“

”چکر وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔“ کیلی ہنستے ہوئے کہا۔ ”وہ لڑکی کو کل کی فائٹ

کے ٹکٹ دینے گیا ہے۔“

”تمہیں کیسے پتا چلا؟“ بینک نے اس پر آنکھیں نکالیں۔

”مجھے مسٹر ہارڈ نے بتایا تھا۔“

واپٹی اٹھا اور ٹھٹھا ہوا کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سڑک کو بغور دیکھتا رہا۔ وہ بولتا کم

ہی تھا۔ زندگی سے اسے بڑی شکایتیں تھیں۔

”میں نے اسے کبھی لڑکیوں میں دلچسپی لیتے نہیں دیکھا بلکہ میں تو اس سلسلے میں اس

کا مذاق اُڑاتا تھا۔ دو دن پہلے مسٹر ہارڈ سے ملا اور ان کی کارٹھیک کی۔ اور اس کا اپنا کہتا ہے کہ

وہ اسے اچھی نہیں لگی۔“

کیلی کا منہ بن گیا۔ ”یہ اس کی خوش قسمتی ہے کیوں کہ وہ عورت تباہی کا سامان ہے۔“

”کیا مطلب؟“

کیلی نے جواب نہیں دیا۔ اس کے پیچھے کھڑکی میں کھڑا ہوا واپٹی اس کی طرف

پلٹا۔ ”وان آرہا ہے۔“ اس نے اعلان کیا۔

بینک نے سکون کا سانس لیا۔ ”تم لوگ اس سے تفتیش کرنے نہ بیٹھ جانا۔“

وان کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے پہلے کیلی اور پھر بینک کو دیکھا۔ انداز اس ملی کا

ساتھا، جو کچن میں دودھ پی کر آئی ہو۔ آؤ پاگل آدمی۔ میں بھوک کے مارے مرا جا رہا ہوں۔

بینک نے کہا۔

”ہیلو واپٹی۔ ہیلو کیلی۔ بھوک تو مجھے بھی بہت زور کی لگی ہے۔“

”کھانا کہاں کھائیں گے؟“ واپٹی نے سوال اٹھایا۔

”یہیں منگوا لیتے ہیں کھانا، پھر پوکر کھیلیں گے۔ ٹھیک ہے۔“ بینک نے فون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

کھانے کے دوران خاموشی رہی۔ بینک چپکے چپکے وان کو ناقدانہ نظروں سے دیکھتا رہا۔ ہر لمحے اس کا اطمینان بڑھتا گیا۔ وان ٹھیک ٹھاک لڑکا تھا۔ وہ ایسا نہیں تھا کہ کسی چکر میں پڑ کر کیرئیر کو نقصان پہنچائے۔ ہاں، وہ خوش مزاج ہو رہا تھا، یعنی لوگوں سے گھلنا ملنا اس کے لیے سودمند تھا۔

کھانے کے بعد وہ دو گھنٹے تک پوکر کھیلتے رہے۔ بینک نے دس ڈالر جیتے۔

”بس بھئی، میں تو چلا۔ دس بجنے والے ہیں، مجھے گھر پہنچنا ہے۔ کیلی نے کہا۔“
وانٹی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ ”میں بھی جا رہا ہوں۔ بینک، تمہارے ساتھ پوکر کھیلنا بہت بڑی حماقت ہے۔ میں کبھی جیتا ہی نہیں۔“

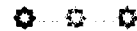
بینک مسکرانے لگا۔ وہ پتے پھینٹ رہا تھا۔ ”گڈ نائٹ میرے بچو۔ جب بھی جیب میں فالٹو پیسے ہوں اور ہارنا چاہو تو میرے پاس آ جانا۔“ اس نے کہا۔

ان کے جانے کے بعد وان ہنسنے لگا۔ ”تمہاری لک بہت اچھی جارہی ہے۔“
”تم نے ٹھیک کہا۔ اب لک میرا ساتھ دیتی رہے گی۔ تمہیں منتخب کرنے کے بعد میں آج تک نہیں ہارا“ بینک آہستہ سے اٹھا اور اپنا کوٹ کھوٹی سے کھینچ لیا۔ ”اب تم سو جاؤ بیٹے۔ کل جیفری کی مرمت کرنے کے لیے آج ایک اچھی نیند تمہارے لیے بہت ضروری ہے۔ گڈ نائٹ! اور ہاں..... زیادہ سہانے خواب نہ دیکھنا۔“

وان بیڈ کی پٹی پر بیٹھ کر جوتوں کے تسمے کھولنے لگا۔ ”شب بخیر بینک۔ ویسے تمہارا ذہن بہت گندا ہے۔“

بینک ہنستے ہوئے دروازے تک گیا پھر اس نے پلٹ کر دیکھا۔ ”اخبارات تمہیں بہت اہمیت دے رہے ہیں وان۔“ اس نے کہا۔ ”تمہیں سینٹ لوئیس کا سائیکلون قرار دیا جا رہا ہے۔ اور وہ جیک ہاورڈ کو تمہارے انتخاب کی بنیاد پر چھینیس قرار دے رہے ہیں۔ تمہیں جیفری سے ہر حال میں جیتنا ہے۔“

وان مسکرایا۔ ”تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں جیفری کو ناک آؤٹ کروں گا۔“



لوشیا لیٹ آئی۔ دونوں باکسر رنگ میں پہنچ چکے تھے۔ فضا دھوئیں سے بوجھل اور آوازوں سے مرتعش تھی۔ وہ تنہا نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ڈڈلے ٹینکس تھا۔ وہ ایک کامیاب رائٹر تھا۔ وہ بہت اچھا انسان بھی تھا۔ لوشیا اسے وان سے ملانا چاہتی تھی۔ وہ تو وان کو ہر جاننے والے سے ملانا چاہتی تھی۔ وہ ایک بڑی دریافت تھا۔
اپنی سیٹ پر بیٹھنے کے بعد لوشیا نے سنسنی آمیز لہجے میں کہا۔ ”وہ رہا وان..... سرخ بالوں والا۔“

”بہت خوب!“ ڈڈلے نے کہا لیکن وہ وان کو ناقدانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وان کے چہرے پر تنجیدگی تھی اور ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

”کیا خیال ہے تمہارا؟“ لوشیا نے ڈڈلے سے پوچھا۔

”ٹھیک ٹھاک لگتا ہے۔ بس ذرا بھاری ہے۔ میرا خیال ہے، ذہن بھی ہے لیکن دلچسپ آدمی نہیں لگتا۔ بہر حال میں اس سے ملنا چاہوں گا۔“

”میں تمہیں اس سے ضرور ملاؤں گی۔ بہت اچھا آدمی ہے۔ عام باکسروں کی طرح عقل سے پیدل بھی نہیں۔“

دونوں باکسر رنگ میں تھرک رہے تھے۔ ٹام جیفری بھاری بھر کم تھا۔ اس کا سر چھوٹی گردن کی وجہ سے کندھوں پر رکھا محسوس ہوتا تھا۔ وہ جاندار تھا۔ سر کے بال اڑ رہے تھے۔ اس کا فائٹنگ کا دس سال کا تجربہ تھا۔ اُبھرتے ہوئے بے شمار باصلاحیت لڑکوں کو مستقبل وہ رنگ میں تباہ کر چکا تھا۔ اس نے وان کو آنکھیں سیڑ کر دیکھا، جیسے نظروں ہی نظروں میں تول رہا ہو۔ پھر اس کے دانت نکل پڑے..... ایک اور لڑکا..... ایک اور شکار! اس نے سوچا۔

رنگ سائینڈ کے سامنے والے حصے میں بینک اور ہاورڈ شکار گوسے آئے ہوئے ایک شخص کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

”جیک..... تمہارا لڑکا لگتا تو زوردار ہے“ شکار گو کے مہمان نے کہا۔

بینک نے خفگی سے کہا۔ ”صرف لگتا نہیں، وہ ہے ہی زوردار۔“

مہمان نے منہ پھیرا اور سگار کے کش لینے لگا۔ اسے بینک پسند نہیں آیا تھا۔ ”برہی کی کوئی بات نہیں۔“ اس نے کہا۔ ”ابھی پتا چل جائے گا۔“

ہاورڈ نے بڑی خاموشی سے بینک کے ٹخنے پر ٹھوکر رسید کی۔ ”تم خاموش بیٹھے

رہو۔“ اس نے سرگوشی میں کہا۔ ”بات بگاڑ دو گے۔“

رنگ میں کیلی، وان کے کان میں سرگوشی کر رہا تھا ”میرے کہنے پر عمل کرو بیٹے! ابتدا ہی میں اس کے جسم کو نشانہ بناؤ۔ یہ معاملہ جتنی جلدی نمشاؤ اتنا ہی بہتر ہے۔ باس کے اس اسارٹ دوست کا خیال مختلف ہے لیکن میرا خیال ہے، تم جیصری کو بہ آسانی گرا سکتے ہو۔“ اور معاملہ ایک منٹ کے اندر ہی منٹ گیا۔

گھنٹی بجتے ہی وان نے جیصری کو گھیرنا شروع کیا اور چہرے پر دولیفٹ وصول کیے۔ وہ اتنے زوردار ہاتھ تھے کہ اس کا سر چکرانے لگا۔ تماشا ٹی چلانے لگے۔ جیصری بڑی سفاکی سے مسکرایا۔ وہ موقع کی تلاش میں لڑکے کے گرد چکر لگا رہا تھا۔ پھر اس نے دوبارہ اینالیفٹ آزمایا۔ وان نے اپنی کہنی سے ہلاک کیا اور کچھ اور قریب ہو گیا۔ اپنا وزن ایک جانب منتقل کرتے ہوئے اس کا داہنا ہاتھ ہتھوڑے کی طرح حرکت میں آیا۔ اور جیصری کے جڑے پر لگا۔ آواز کسی دھماکے سے مشابہ تھی۔

جیصری کی آنکھیں دُھندلا گئیں اور وہ آگے کی طرف..... منہ کے بل گر گیا۔ مگر نے سے پہلے ہی وہ ہوش و حواس کھو چکا تھا۔

اس کے ساتھ ہی جیسے طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ شکاگو کے مہمان نے جیک ہاورڈ کو دیکھا۔ ”گڈ گاڈ..... تم نے ٹھیک کہا تھا جیک.....“ وہ بولا۔

لوگ حلق کے بل چیخ رہے تھے، تالیاں بجا رہے تھے۔ شکاگو کے مہمان نے اپنے ہونٹ ہاورڈ کے کان سے لگا دیے۔ اتنے شور میں بات کرنے کی کوئی اور صورت نہیں تھی۔ ”آؤ..... اب تمہارے آفس میں چلیں اور معاملہ نمٹالیں۔ یہ تمہارا لڑکا واقعی زوردار ہے۔“

ہاورڈ نے ہینک کو اشارہ کیا۔ وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ رنگ میں کیلی تقریباً ناچتے ہوئے وان کو گاؤن پہنارہا تھا۔ ”بہتر ہے بیٹے کے جاکر جیصری کو تسلی دو۔“ اس نے وان سے کہا۔ ”اس کا حال بہت برا ہے۔ سنا ہے اس کا جیڑا ٹوٹ گیا ہے۔“

ڈؤلے اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے وان کو لوگوں کو ہٹا کر جیصری کی طرف بڑھتے دیکھا۔ گرے ہوئے جیصری کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ اسے دیکھ کر سب متاسف نظر آرہے تھے۔ لوشیا کے چہرے پر لگتا تھا کہ اس کی طبیعت بگڑ رہی ہے۔



”وہ لوگ آگئے وان۔“ کیلی نے کہا۔ ”بلاؤں انہیں؟“

کمرے میں وان کے علاوہ صرف ہینک تھا۔ وان کپڑے بدل چکا تھا اور بالوں میں کنگھی کر رہا تھا۔ اس نے کیلی کو اثبات میں جواب دیا۔

پہلے لوشیا آئی۔ اس کی طبیعت سنبھل چکی تھی اور وہ مسکرا رہی تھی۔ اس نے کمرے میں آکر پہلے ادھر ادھر دیکھا پھر ڈؤلے کو وان سے متعارف کرایا۔ وان نے ڈؤلے سے ہاتھ ملایا اور ہینک کی طرف مڑا، جو بہت اُداس دکھائی دے رہا تھا۔ ”یہ میرے خیر ہیں، ہینک۔“ اس نے کہا۔ ”اور ہینک یہ ہیں! مس سرسر اور مسٹر ٹینکس۔“

ہینک کھڑا ہوا۔ اس نے ہیٹ اُتار کر سر کو ذرا سا خم کیا۔ جب سے لوشیا کمرے میں آئی تھی، وہ اسے بخور دیکھے جارہا تھا۔ ”آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔“ بالآخر اس نے کہا۔ لوشیا مسکرائی۔ ”آپ کا اپنے اس شیر کے بارے میں کیا خیال ہے؟“ ہینک نے کندھے جھکے اور اس کے دانت نکل پڑے۔ ”یہ میری بات مانتا رہے تو سب ٹھیک ٹھاک ہے۔“

وہ تینوں باہر نکل آئے۔ ”ہینک عجیب آدمی ہے۔ میری طرف سے فکر مند ہے۔ اس کا خیال ہے کہ میں فائننگ سے توجہ ہٹا کر اور چکروں میں پڑنے والا ہوں۔“ وان نے وضاحت کی۔ لوشیا نے منہ بنا کر کہا۔ ”اوہ..... اب میں سمجھی۔“

”کھانا کہاں کھایا جائے؟“ وان بولا۔ ”مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔“ ”کارنر پر میری کار کھڑی ہے۔ فیروڈی ریسٹورنٹ میں کھانا کھاتے ہیں۔ پھر تم میرے گھر چلنا۔“ ڈؤلے نے کہا۔ ”میرا روم میٹ پارٹیوں کا بہت شوقین ہے۔ وہاں ہر وقت لوگ جمع رہتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟“ وان پہلے ہچکچایا پھر مسکرایا۔ ”ٹھیک ہے۔“



ڈؤلے کا ساتھی بار کر خوش مزاج آدمی تھا۔ وان کو دیکھ کر اس کا منہ کھل گیا۔ ”ارے بھی..... یہ کیا چیز ہے۔“

ڈؤلے نے وان سے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”اس بد اخلاقی پر اسے معاف کر دو۔ اس کا نام لائل بارکر ہے۔ مگر ہم اسے بارک کہتے ہیں۔“

موقعوں پر چھٹی پر ہوتی ہے۔ کیونٹ نہیں رہتی۔“

وان بے چینی محسوس کرنے لگا۔ لوشیا اسے کھینچ کر ایک طرف لے گئی۔ ٹام اور میری پھر بحث میں الجھ گئے۔ وہ وان کو جیسے بھول گئے تھے۔ ڈڈلے سگریٹ باکس لے کر ان کی طرف چلا آیا۔ وہ تینوں کمرے کے ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔ پھر بار کر بھی وہیں آگیا اور بک فیلٹ سے پیٹھ ٹکا کر وان کو بغور دیکھنے لگا۔

وان نے کہا۔ ”یہ لوگ لڑکیوں رہے ہیں؟“

”یہ لڑکیاں رہے ہیں، اندر کی بھاپ باہر نکال رہے ہیں۔“ لوشیا بولی۔

بیشتر لوگ غیر مطمئن ہیں کیوں کہ وہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں، کر نہیں پاتے۔“ ڈڈلے

نے کہا۔

”اور تم اس لیے غیر مطمئن ہو کہ تم جو کچھ کر رہے ہو، اسے اور بہتر طور پر کرنا چاہتے

ہو۔“ بار کر بولا۔ مخاطب وان سے تھا۔

وان نے اسے بغور دیکھا۔ ”اور تم مطمئن ہو کہ جو کرنا چاہتے ہو، کر رہے ہو؟“

لوشیا نے چونک کر اسے دیکھا۔ اس لمحے ایسا لگا، جیسے کوئی مضبوط حصار ٹوٹ گیا ہے

اور اندر سے کوئی اور شخص نمودار ہو گیا ہے۔ ”تم اپنے متعلق بتاؤ۔“ بار کر نے کہا۔

وان نے کندھے جھٹک دیے۔ ”میں نہیں جانتا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ میں

دولت کے لیے لڑتا ہوں اور جو کچھ کماتا ہوں، اس کا ایک حصہ مجھے ملتا ہے۔ میرے دو بیٹے

ہیں۔ وہ بھی حصہ بٹاتے ہیں۔ میں ایک اعلیٰ درجے کا ملکن ہوں۔ ایسے لوگ لاکھوں ہوں

گے لیکن انہیں کچھ نہیں ملتا۔ مجھے بھی کچھ نہیں ملا۔ اسی لیے میں فائٹ بن گیا۔ یہ ایک طرح

کا فرار ہے۔ اور میں نے سوچنا چھوڑ دیا ہے۔“

”لیکن لگتا ہے، اس دوران تم نے سوچنے کے سوا کچھ نہیں کیا۔“ لوشیا نے تبصرہ کیا۔

”تمہارا تعلق کیلی فورنیا سے ہے؟“ بار کر نے پوچھا۔

”ہاں۔ میں وہاں پلا بڑھا ہوں۔“

”وہاں ایک لوگن تھا، جو بائیں بازو کے اخبارات کے لیے مضامین لکھتا تھا۔ وہ

ایک بلوے میں مارا گیا تھا۔“

وان، لوشیا کو دیکھتا رہا۔ ”ہاں..... تم یہ بات کہہ سکتے ہو۔“ اس نے بے تاثر لہجے

وان مسکراتا ہوا بار کر کی طرف بڑھا۔ بار کر نے مشینی انداز میں ہاتھ ملایا پھر معذرت خواہانہ لہجے میں بولا۔ ”معاف کرنا بھائی! دراصل میں تمہارے جتنے کے کسی آدمی کو اتنے قریب سے نہیں دیکھا۔“

وان کا چہرہ تہمتا اٹھا۔ ”پہلے تو مجھے اپنا جٹ عجیب لگتا تھا مگر اب عادی ہو گیا ہوں۔

آپ بے فکر رہیں، میں آپ کا فریج نہیں توڑوں گا۔“

”یہاں ایسی کوئی چیز ہی نہیں۔ خود اندر آ کر دیکھ لو۔“ بار کر نے خوش دلی سے کہا۔

آؤ لوشیا، میری اور ٹام..... بھی آئے ہوئے ہیں۔“

وہ لوگ اندر چلے گئے۔ وہ بڑا بے ترتیب کمر تھا۔ ادھر ادھر بدنما اور بھدے قالینوں

کے ٹکڑے بچھے ہوئے تھے۔ کہیں کہیں سے فرش صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ایک کونے میں

کیونٹ کا ایک بڑا ڈھیر اور پینٹنگ کا سامان بکھرا پڑا تھا۔ مخالف کارنر میں ایک فیلٹ تھا کتابوں

کا۔ نیچے فیلٹ کے ساتھ اخبارات و رسائل کا انبار تھا۔ اس کے قریب دیوار سے لگی ایک میز

تھی، جس پر ایک بڑا اور مہنگا ٹائپ رائٹر رکھا تھا۔

کمرے میں صرف تین کرسیاں تھیں۔ دو شکست آرام کرسیاں اور ایک کرسی پر سرخ

سویر اور سفید اسکرٹ پہنے ایک لڑکی بیٹھی تھی۔ وہ ٹوٹی ہوئی کرسی پر بیٹھے ایک جوان آدمی سے

بحث کر رہی تھی۔ اس کی آواز ریکارڈ پلیئر کی آواز سے لڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لوشیا نے

بڑھ کر ریکارڈ پلیئر کو آف کر دیا۔ ”میری..... تم پھر لڑنے لگیں!“ اس نے لڑکی سے کہا۔ پھر وہ

جوان آدمی کی طرف متوجہ ہوئی۔ ”کیسے ہو ٹام؟ میرے نئے دوست سے ملو۔“ وہ وان کو دیکھ کر

مسکرائی۔ ”یہ ہے وان لوگن۔ یہ ایک دن عالمی چیمپئن بنے گا۔ ہے نا وان؟“

”ہاں۔ لیکن اس سے پہلے مجھے بہت سے باکسروں کو شکست دینا ہوگی۔“ وان نے

سنجیدگی سے کہا۔ وہ مسکرا رہے تھے۔ ”اور ممکن ہے، اس وقت میں آپ کو بے وقوف لگ رہا

ہوں لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ماحول میرے لیے نیا ہے۔“

”اس کی تم فکر نہ کرو۔“ بار کر نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”یہاں دو بے وقوف تم سے پہلے

ہی موجود ہیں۔ یہ میری بھی کچھ کم نہیں۔ یہ کیونٹ ہے۔“

”نہیں۔ میں انقلابی ہو۔“ میری نے جھٹ تردید کی۔

ٹام نے وان کو دیکھا۔ ”یہ ایسی کیونٹ ہے، جو ویک اینڈ اور عام تعطیلات کے

میں کہا پھر اس نے بار کر کی طرف دیکھا۔ ”وہ میرا باپ تھا۔ وہ کیونٹ تھا اور اب کیونٹ ہونے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ مر چکا ہے۔“

”انہیں مارا گیا تھا؟“ لوشیا بولی۔

”ایک طرح سے انہوں نے خودکشی کی تھی۔“ وان نے کہا۔ ”وہ اچھے کیونٹ بھی نہیں تھے۔ جو بات ان کے خیال میں غلط ہوتی، اس پر پارٹی سے بھی اختلاف کرتے۔ انہیں عام لوگوں سے محبت تھی عام لوگوں کا مفاد عزیز تھا جب کہ پارٹی اور انداز میں سوچتی ہے۔ لیڈروں کے اپنے بھی مفادات ہوتے ہیں۔ طبقاتی فرق کی خاطر لڑنے کا دعویٰ کرنے والے خود اونچے طبقے میں پہنچ جاتے ہیں۔ میرے ڈیڈی تصویر کے دونوں رخ رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ کیونٹوں کو یہ بات پسند نہیں تھی۔ یہ بات ان کے مخالفین کو بھی پسند نہیں تھی۔“

وہ چاروں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر لوشیا مسکرائی۔ بار کر نے وان سے کہا۔ ”آؤ..... تمہیں تصویریں دکھاؤں۔“

وان اٹھا اور اس کے ساتھ چل دیا۔ کونے میں کئی لینڈ اسکیپ پڑے تھے۔ ایک نامکمل تصویر ایزل پر موجود تھی۔ ”کیسی ہے؟“ بار کر نے پوچھا۔

”مجھے اس قسم کی چیزوں کی تیز ہی نہیں ہے۔“ وان نے کہا۔

”میں صرف یہ پوچھ رہا ہوں کہ تصویر تمہیں اچھی لگی؟“

وان نے دوبارہ پینٹنگ کا جائزہ لیا اور نفی میں سر ہلادیا۔ ”نہیں۔ لگتا ہے، اسے پینٹ کرتے ہوئے تم سنجیدہ نہیں تھے۔ یہ مذاق لگتی ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”مطلب تو مجھے بھی معلوم نہیں۔“ وان نے کہا۔ پھر سر جھٹکا۔ ”آئی ایم ویری سوری۔“

بار کر ہنسا۔ ”اس کی ضرورت نہیں۔ میں تمہاری رائے جاننا چاہتا تھا۔ آئندہ بھی آتے رہنا۔ مجھے تمہاری آمد اچھی لگے گی۔ میں ایک جیسے لوگوں کو دیکھتا رہتا ہوں۔“

”لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ تمہیں دوسری طرح کے لوگ اچھے نہ لگیں..... خاص طور پر

مجھ جیسے۔“

بار کر پھر ہنسا۔ ”یقین سے تو کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔“ ایک لمحے کے توقف کے بعد

اس نے کہا۔ ”میں تمہاری بھی کچھ تصویریں بناؤں گا۔ ممکن ہے، کسی اخبار کے اسپورٹس کے

صفحات کے لیے قبول کر لی جائیں۔“

”ضرور، کیوں نہیں۔“ وان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لوگن، اب تم نکل لو۔“ لوشیا بولی۔ ”ورنہ تمہارے رکھوالے پریشان ہو جائیں گے۔“

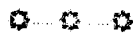
بار کر نے لوشیا سے پوچھا۔ ”تم آج کی فائنٹ میں گئی تھیں؟“

”ہاں۔“ لوشیا نے برا منہ بنا کر کہا۔ ”کوئی مسٹر جیفری تھے، جو ایک منٹ میں ڈھے

گئے۔ ممکن ہے، میرے ڈڈلے کو فائنٹ اچھی لگی ہو۔ مجھے نہیں لگی۔“

وان، لوشیا کو زخمتی کلمات ادا کرتے دیکھتا رہا۔ اس کے کانوں میں بس دو الفاظ

گوںج رہے تھے..... میرا ڈڈلے..... میرا ڈڈلے.....



وان ہوٹل واپس پہنچا تو بینک اخبار پڑھ رہا تھا۔ وان کو دیکھتے ہی اس کی نظریں

کلاک کی طرف اٹھیں۔ ”بہت دیر کر دی۔ کہاں گئے تھے؟“ اس نے پوچھا۔

وان بستر پر دراز ہو گیا۔ ”ہم نے کھانا کھایا اور پھر ڈڈلے نامی ایک شخص کے گھر گئے

وہاں مختصر سی پارٹی ہوئی۔ ایک پیئٹر بار کر سے ملاقات ہوئی۔ وہ اسپورٹس کے صفحات کے لیے

میری تصویریں بنانا چاہتا تھا۔ اچھا آدمی ہے۔“

”اور جس شخص کے ساتھ تم گئے تھے، وہ رائٹر ہے۔“ بینک نے کہا۔ ”یہ اچانک ہی

تم بڑے آدمی بن گئے۔ ہے نا؟ اور میں..... میں یہاں اکیلا بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ بہت

اچھا وقت گزرا ہے میرا۔ ہاورڈ اور اس کے شکاگو کے دوست نے بھی واضح کر دیا کہ میری نہ

کوئی ضرورت ہے، نہ اہمیت۔ میرا کوئی دوست نہیں، اس لیے میں یہاں اکیلا بیٹھا ہوں۔ میرا

کوئی پوچھنے والا نہیں۔“

وان اٹھا اور اس نے ہاتھ تھام کر بینک کو کرسی سے اٹھالیا۔ ”کیسی باتیں کرتے ہو

بینک۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے میرے لیے کیا کچھ کیا ہے۔ اب اسے فلمی سین نہ بناؤ۔ بات

صرف دولت کی نہیں۔ اور رہی بڑے آدمی کی بات..... تو میں تمہارے ہی کہنے کے مطابق

اسمارٹ بننے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جن لوگوں سے میں ملا ہوں، وہ تم سے بھی ملنا چاہتے ہیں۔

میں نے انہیں تمہارے اور اپنے تعلق کے بارے میں بتایا تھا۔“

بینک خوش نظر آنے لگا۔ ”واقعی؟ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ کسی وقت چلیں گے ان

ہاں..... ہاں..... یہاں موجود تھا.....

”یہ کچھ اخباروں کے تراشے ہیں۔ بینک نے کہا تھا کہ تمہیں بھیج دوں۔ یہ طویل تراشہ شکاگو کا ہے۔ شکاگو میں نے پوری طرح نہیں دیکھا لیکن بہر حال یہ بڑا شہر ہے۔ میرا بیشتر وقت ورک آؤٹ میں گزرا۔ میں نے اپنی دونوں فائٹس جیتیں۔ ہاں..... مجھے تم سے ایک بات پوچھنی ہے۔ شکاگو میں ایک بہت اچھا آرکسٹرا گروپ ہے۔ مجھے ہوٹل میں ایک شخص نے اس کے متعلق بتایا تھا۔ تمہارے لیے وہ گروپ بہت مناسب رہے گا۔ تمہیں ڈیڑھ سو ڈالر بھجوا رہا ہوں۔ تم مجھے کو آجاؤ۔ میں ریلوے اسٹیشن تمہیں ریسیو کروں گا۔ ٹرین یہاں سات بجے شام پہنچے گی۔“

جون نے خط فرش پر پھینک دیا۔ اس کی مٹھیاں بھنج گئیں۔ اچانک اسے خیال آیا کہ بند مٹھیوں میں اخبار کے تراشے ہیں۔ وہ کرسی سے اٹھا تو تراشے پھڑپھڑاتے ہوئے فرش پر گرے۔ ”یہ ہو گئے بارہ سو بیس ڈالر۔“ وہ بڑبڑایا۔ ”معاملات یونہی چلتے رہے تو میں بہت کچھ کر سکوں گا۔“



وان نے بے چینی سے گھڑی کو دیکھا۔ ”کچھ زیادہ ہی دیر ہو گئی۔“ وہ بڑبڑایا۔ ریلوے اسٹیشن پر کافی ہجوم تھا۔ وان کے قریب موجود ایک ڈبلی پتلی، خوب صورت لڑکی چھوٹا سا ایک بیگ تھامے نروس انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اس کی عمر اٹھارہ سال کے لگ بھگ ہوگی۔ میک اپ اس نے بہت زیادہ کیا ہوا تھا۔ بینک اسے عجیب سے نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”اس لڑکی کو دیکھو۔“ بینک نے وان سے کہا۔ ”کچھ پریشان سی لگ رہی ہے۔“

لڑکی اچانک مسکرائی اور آگے کی طرف چل دی۔ ایک شخص لپکتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ وہ اس کے مقابلے میں زیادہ عمر کا تھا۔ اس کا چہرہ زرد تھا اور بیمار لگ رہا تھا۔ لیکن اچھے لباس کی وجہ سے وہ بہر حال باوقار لگ رہا تھا۔ اس نے لڑکی کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر وہ دونوں اس طرف بڑھنے لگے، جہاں وان اور بینک کھڑے تھے۔ ذرا دیر میں وہ مجمع میں گھل مل گئے۔ وان نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ”کیا مصیبت ہے یہ ٹرین نہیں آئے گی کیا۔ دس منٹ لیٹ تو پہلے ہی ہو چکی ہے۔“

بینک نے کندھے جھک دیے۔ ”آجائے گی۔ تم اتنے پریشان کیوں ہو۔ تم نے اپنے بھائی کو کم رقم تو بھیجی نہیں تھی۔“

سے ملنے۔ اب تم سو جاؤ۔ کل میں تمہیں کوئی بڑی خبر سناؤں گا۔“

”کل؟ ابھی کیوں نہیں؟“

”بس ابھی نہیں۔ ابھی تو تم سو جاؤ۔“

وان نے بینک کو چھوڑ دیا۔ بینک فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ ”دیکھو وان، یہ بڑا معاملہ ہے۔ شکاگو والے آدمی کا نام تھامسن اور ہارڈمل کر تمہارے مسلسل فائٹس کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ ایک فائٹ کلیو لینڈ میں ہوگی اور دو شکاگو میں۔ یہاں کے اسپورٹس رائٹر تمہیں پسند کرنے لگے ہیں۔ تم خبر بنتے جا رہے ہو۔ شکاگو میں ولکوکس نے کام دکھایا تو تمہیں بہت فائدہ ہوگا۔ میں تمہیں بتا دوں وان، ولکوکس وقت ضائع کرنے والا آدمی نہیں ہے۔ اس کے خیال میں تم پیدائشی باکسر ہو۔ ورنہ وہ تمہیں گھاس بھی نہیں ڈالتا۔“

وان سنجیدہ نظر آنے لگا۔ ”لیکن اس کی دلچسپی کا اصل سبب کیا ہے؟“

”میرا اندازہ ہے کہ وہ تمہارے معاملے میں جیک ہارڈ کا حصہ دار بن گیا ہے۔ سبھے کچھ؟ تمہیں اور مجھے کچھ نہیں۔ سبھے..... ہم دونوں غیر اہم ہیں۔ اصل کھیل تو اسمارٹ آدمی کھیل رہے ہیں۔“

”تمہارے خیال میں یہ ہارڈ بد معاشی کر رہا ہے؟“

”نہیں..... لیکن میں ولکوکس کو فرشتہ قرار نہیں دوں گا۔ ہمیں بہر حال محتاط رہنا ہوگا۔ بس اب تم سو جاؤ۔ گڈ نائٹ۔ میں بھی سونے جا رہا ہوں۔“ بینک نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر نکلتے ہی اس نے پلٹ کر دیکھا اور مسکرایا۔ ”ہاں بیٹے..... آج تمہاری کارکردگی بہت اچھی تھی۔ برسوں میں نے اتنی آسان فتح نہیں دیکھی تھی۔“

بینک کے جانے کے بعد وان آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اپنے عکس کو بغور دیکھتے ہوئے اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ ”جون..... میں نے اشارت لے لیا ہے۔ اب زیادہ دیر نہیں لگے گی بھائی۔“ وہ بڑبڑایا۔



جون نے خط نہ کیا اور احتیاط سے رکھ دیا۔ پھر وہ اخبار کے تراشوں کا جائزہ لینے لگا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ کچھ سوچ کر اس نے دوبارہ خط نکالا اور آخری صفحہ پڑھا۔

گیارہ بجے فون کی گھنٹی بجی۔ کیلی نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ بینک نے پتے میز پر رکھے اور فون کی طرف بڑھ گیا۔ مزید دو گھنٹیاں بجنے کے بعد اس نے ریسور اٹھایا اور ہیلو کہا۔ دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز بہت دھیمی تھی۔ ”مجھے وان لوگن سے بات کرنی ہے۔“

بینک نے بد مزگی سے کہا۔ ”وہ سو رہا ہے۔“
 ”کون..... بینک..... بینک! میں جون بول رہا ہوں۔“
 ”تم آئے کیوں نہیں؟ ہم اسٹیشن پر خوار ہوتے رہے۔“
 ”مجھے بعد کی ٹرین کا ٹکٹ ملا۔ وان کو جگا دو۔“

بینک کو غصہ آنے لگا۔ ”بات سنو بیٹے، تم بھی سو جاؤ۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ وان سو رہا ہے۔ اگر امریکا کا صدر بھی مجھ سے کہے گا تو میں اسے نہیں جگاؤں گا۔ اب تم فون رکھو، رات گزارنے کے لیے کوئی مناسب جگہ تلاش کرو اور سو جاؤ۔ کہاں.....؟ اس کی مجھے پروا نہیں۔ صبح دس بجے کے قریب مجھے ہاؤس کے آفس میں فون کر لیتا، میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم وان سے کب اور کہاں مل سکتے ہو۔ ہاں..... ہاں میں جانتا ہوں۔ میں اس کا فیجر ہوں۔ تم اس کے بھائی ہو بس۔ گڈ نائٹ۔“

کیلی کھڑکی سے باہر دیکھے جا رہا تھا۔ ”یہ اس کا بھائی تھا؟“ اس نے پوچھا۔ بینک کے اطمینان سے جواب پر وہ بولا۔ ”اسے کیسے پتا چلا کہ وان کہاں رہ رہا ہے۔“
 ”وان اسے ہر ہفتے خط لکھتا رہا ہے۔ وان تو دیوانہ ہے اس کا۔ میرا خیال ہے، جڑواں بھائی ایسے ہی ہوتے ہیں۔“

”اوہ..... تو یہ جڑواں بھائی ہیں۔ یہ جون کیسا آدمی ہے؟“
 بینک کے ہونٹ ہنچ گئے، چہرے پر بد مزگی کا تاثر ابھر آیا۔ ”کچھ کہہ نہیں سکتا۔ کوئی عجیب سی بات ہے اس میں۔ میں بیان نہیں کر سکتا۔ بس یہ سمجھ لو کہ بہت خود غرض لگتا ہے وہ کوئی کیا کہہ رہا ہے..... کیا کر رہا ہے..... اسے اس کی کوئی پروا نہیں۔ بس وہ ٹھیک ٹھاک رہے۔ وہ وان کا جڑواں بھائی ہے لیکن کئی برس بڑا لگتا ہے۔“

”میں اسے پسند کر سکوں گا؟“ کیلی نے پرتشیش لہجے میں پوچھا۔
 ”تم اگر اس سے مل بھی سکتے تو میرے لیے یہ حیرت کا مقام ہوگا۔“
 ”کیوں بھی؟“

”بس دیکھتے رہو۔ خود ہی جان جاؤ گے۔“



”اس کی تمہیں فکر کیوں ہو رہی ہے۔“ وان نے چڑچڑے پن سے کہا۔
 ”مجھے تو کوئی فکر نہیں۔ لیکن.....“
 ”لیکن کیا؟ اسے رقم کی ضرورت بھی تو تھی۔“
 ”تمہیں نہیں ہے رقم کی ضرورت؟“
 ”ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ سے رقم سنبھال کر رکھتا آیا ہے۔“
 ”یعنی وہ تمہارا خزانچی ہے۔“ بینک نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا۔ ”بیوقوف آدمی.....“

”سٹ اپ! اب اس کے بعد تم یہ کہو گے کہ وہ پوری رقم لے بھاگے گا۔“ وان غرایا۔
 ”نہیں، ایسا تو نہیں کرے گا وہ۔“ بینک نے منہ بنا کر کہا۔ ”اب تک تم نے جتنی رقم بھیجی ہے، کم از کم اسے لے کر تو نہیں بھاگے گا.....“ اسے اندازہ ہو گیا کہ وان اس کی بات نہیں سمجھ رہا ہے۔ اس نے کندھے جھٹک دیے۔
 چند منٹ بعد ٹرین آگئی۔

ٹرین سے اترنے والوں کی تعداد خاصی تھی۔ وان انہیں ٹٹولنے والی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ اس کا چہرہ ہیجان سے تھمتار ہا تھا لیکن آنے والے مسافروں کا جھوم ختم ہوا تو اس کے چہرے کا تاثر بدل گیا۔ پہلے تو اس نے سوچا، ممکن ہے، یہ وہ ٹرین نہ ہو۔ لیکن جون نہیں آیا۔ ممکن ہے، وہ بیمار ہو گیا ہو۔ ممکن ہے..... لیکن نہیں۔ جون بیمار نہیں۔ وہ خیریت سے ہے۔ بیمار ہوتا تو وان کو پتا چل جاتا۔ جون کی طبیعت خراب ہوتی تھی تو اسے ہمیشہ معلوم ہو جاتا تھا۔ صرف اس کو ہی نہیں، دونوں کو ایک دوسرے کا حال معلوم ہوتا تھا۔

یعنی جون بیمار نہیں تھا۔ لیکن وہ نہیں آیا تھا، ٹرین پر سوار ہی نہیں ہوا تھا اور اس کے نہ آنے پر وان کو جو تکلیف ہوئی تھی، وہ خود اس کے لیے بھی حیران کن تھی۔ حالانکہ جون کا مزاج ہی ایسا تھا۔ وہ اکثر دوسروں کو مایوس کرنے والے کام کرتا تھا اور وان کو ہمیشہ تکلیف پہنچتی تھی۔ دوسروں کا برتاؤ بے رحمانہ ہوتا تو وان کو نہ کوئی شکایت ہوتی نہ پروا لیکن جون کا معاملہ مختلف تھا۔ وان نے بینک کی طرف دیکھا لیکن بینک کا چہرہ بے تاثر تھا۔ ”چلو بینک، واپس چلیں۔ ممکن ہے، ہمارے اسٹیشن کے لیے نکلنے کے بعد جون کا تار وہاں موصول ہوا ہو۔“
 لیکن کوئی تاثر نہیں آیا تھا۔



ہینک کی بات درست ثابت ہوئی۔ جون تنہائی پسند آدمی تھا۔ ابتدا میں وان نے کہا کہ وہ ہوٹل سے تنگ آ گیا ہے۔ کیوں نہ دونوں ایک اپارٹمنٹ کرائے پر لے کر رہیں لیکن جون اسے ٹال گیا، اس لیے کہ ہینک کو اس پر اعتراض تھا۔

وہ کچھ دن ایک معمولی سے ہوٹل میں مقیم رہا، پھر اس نے ایک سستا اپارٹمنٹ لے لیا۔ وہ اپارٹمنٹ گھنٹیا علاقے میں ایک تنگ و تاریک سڑک پر واقع تھا۔ مکان بھی تاریک تھا لیکن کمرے بہت بڑے اور اونچی چھتوں والے تھے۔ پچاس سال پہلے وہ شرفا کا علاقہ تھا مگر پھر وہاں نیکرو آبادی یوں بڑھتی گئی جیسے سیاہی چوس کاغذ پر روشنائی کا دھبہ پھیلتا جاتا ہے۔

کسی کو نہیں معلوم تھا کہ جون وہاں کیوں شفٹ ہوا ہے۔ یا یہ کہ وہ وہاں تک پہنچا کیسے۔ بس اس نے اپنے بھائی کو بتایا کہ کمرے بڑے اور ہوادار ہیں اور وہاں وہ سکون سے کام کر سکے گا۔ وہاں شفٹ ہونے کے ایک ہفتے بعد اس نے وان کو گھر دکھایا۔ وان نے اس کی خواہش کے مطابق کچھ فرنیچر خریدا۔

وان اب بہت چپ چاپ رہنے لگا تھا۔ دن کا بیشتر وقت وہ باہر اور ٹریننگ میں گزارتا، ہینک کے ساتھ چہل قدمی کرتا اور جلدی سو جاتا۔ اس نے کبھی کسی کو اپنی طرف سے فکر مند نہیں ہونے دیا۔ ہارڈ اس کی کارکردگی سے مطمئن تھا لیکن ہینک جانتا تھا کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک نہیں ہے اور ہینک ہی فساد کا سبب بھی جانتا تھا۔ وان بے حد مایوس تھا۔ وہ جون کے ساتھ رہنے کے کیسے کیسے خوش کن خواب دیکھتا رہا تھا۔ اس نے سوچا تھا، وہ پہلے کی طرح رہیں گے، چھوٹی چھوٹی باتوں پر خوب ہنسا کریں گے۔ ہیٹھ کی طرح چہل قدمی کیا کریں گے۔ لیکن جون بدل چکا تھا۔ جیسے اچانک ہی اسکی عمر بڑھ گئی ہو۔ وہ سخت ہو گیا تھا۔ وہ ہنستا بھی تھا تو وان کے ساتھ ہم آواز ہو کر نہیں، بلکہ وان پر ہنستا تھا۔ ذرا سی بات پر وہ مشتعل ہو جاتا۔ ہینک، کیلی اور وائی کا مذاق اڑاتا۔ حالانکہ کیلی اور وائی سے تو ملا بھی نہیں تھا۔ اپنے پڑوس کے کچھ لوگوں سے اس کے تعلقات بنے تھے اور وہ سب لوگ بائیں بازو کی سوچ رکھنے والے تھے۔ وان نے اسے ہفتے کی شام بارکر کے ہاں آنے کو کہا لیکن جون نہیں آیا۔ وہ بورڈوائی مصوروں اور مصنفوں کا مذاق اڑانے لگا۔ وان کو لگا کہ وہ اپنی نہیں اور لوگوں کی زبان بول رہا ہے۔

سینٹ لوئیس میں آمد کے تین ہفتے کے بعد وان نے جون کو اپنی فائٹ کا ٹکٹ بھیجا لیکن جون نہیں آیا۔ پہلے تو اسی مسئلے پر جھگڑا ہوا کیوں کہ جون کا کہنا تھا کہ اسے ٹکٹ ملا ہی نہیں۔

جب کہ وان جانتا تھا کہ ٹکٹ جون کو پہنچایا گیا ہے۔ اس کے بعد ایک ہفتے تک نہ وان جون سے ملا، نہ اس سے بات کی۔ اس کے بعد جون نے اپنا رویہ تبدیل کر لیا۔ وہ پہلے جیسا جون ہو گیا۔

ایک اتوار کو دونوں نے کارلی اور مضامنی علاقے کی طرف نکل گئے۔ کھانا وہ اپنے ساتھ لے کر گئے تھے۔ کھانے کے بعد انہوں نے کارلیک جگہ پارک کی اور گھنٹوں چہل قدمی کرتے رہے۔ وہ یوں بے ساختہ ہنس رہے تھے کہ پچھلی ناخوشگواریت دھل گئی۔ دونوں پھر بے فکرے اور کھلنڈرے لڑکے بن گئے۔ جون، وان کو اپنی موسیقی کے میدان میں پیش قدمی کے بارے میں بتاتا رہا۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کا کام سامنے آئے گا تو موسیقی کی دنیا کے بڑے لوگ بھی مل جائیں گے۔

اس رات وان ہوٹل واپس گیا تو اتنا خوش تھا کہ کئی ہفتوں سے ہینک نے اسے ایسی کیفیت میں نہیں دیکھا تھا۔ پورے دن میں صرف ایک بات ایسی ہوئی تھی۔ جس پر اسے رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔ اس کا بڑا پار ہو گیا تھا۔

”بڑا کہاں کھویا..... اور اس میں کتنی رقم تھی؟“ ہینک نے پوچھا۔
”رقم تو بس تیس ڈالر تھی۔ چہل قدمی کے دوران میں نے کوٹ کندھے پر لٹکا لیا تھا، بس اسی وقت بڑا کہیں گر گیا ہو گا۔“

”تو تم نے کھانا کیسے کھایا؟“ ہینک کے لہجے میں برہمی تھی۔ ارے وہ..... وہ تو جون کی جیب میں دس ڈالر تھے۔ اس نے کھانے کا بل دے دیا۔“ وان نے ہنستے ہوئے کہا۔
”بڑے خوش قسمت نکلے تم۔“ ہینک نے خراب لہجے میں کہا۔ ”جون کے پاس دس ڈالر تھے..... اونہ۔“

ہینک نے کمرے سے نکلتے ہوئے دروازہ دھڑ سے بند کیا لیکن وان کو احساس نہیں ہوا۔ وہ گنگنا رہا تھا۔ اس نے سوچا، یہ ہینک تو بات بات پر تاؤ کھاتا ہے۔ اب تو اچھے دن آرہے ہیں۔ سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے گا.....



وان رنگ میں وائی کے مقابل تھا اور اس کے ہاتھ مشینی انداز میں چل رہے تھے۔ ہارڈ باہر کھڑا کھڑا تھا۔ اس کی پیشانی کی لکیروں سے اندازہ ہوتا کہ وہ کسی گہری سوچ میں ہے۔ پریکٹس ختم ہوئی اور وان شاور روم میں چلا گیا تو ہارڈ، کیلی کی طرف بڑھا۔ ”تمہارا کیا

خیال ہے؟“ اس نے پوچھا۔

کیلی مسکرایا۔ ”ابھی اس نے دس راؤنڈ لڑے ہیں اور تین لڑکوں کو ٹھکانے لگایا ہے۔“ وہ بولا۔ ”اور باس..... پچھلے دو ماہ سے اسے باکسنگ سکھانے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن بے سود۔ وہ پیدائشی فائٹر ہے۔ اس کا انداز جارحانہ ہے۔ مسٹر ہارڈ، میں پندرہ سال سے اس فیلڈ میں ہوں۔ یقین کریں، اس لڑکے کے مد مقابل کم ہی ہوں گے۔“

”گڈ! اور ہاں کیلی، تم اس کے متعلق ڈیٹیلز تو نہیں مارتے رہے ہو؟“ ہارڈ نے پوچھا۔ پھر وہ بینک کی طرف مڑا۔ ”یا تم.....“

”نہیں۔ اس کے متعلق صرف اخبارات بول رہے ہیں۔“ بینک نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”گلوب کا اسپورٹس رائٹر تو وان کے متعلق مسلسل لکھ رہا ہے۔ اور جیک، وان نے شکاگو میں مینڈل کو جو شکست دی، وہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ سب جانتے ہیں کہ مینڈل نے کبھی کوئی طے شدہ فائنٹ نہیں لڑی۔“

”اچھا..... بات سنو۔“ ہارڈ نے کہا۔ ”شام کو لڑکے کو میرے آفس بھیج دینا۔ مجھے اس سے ملنا ہے۔“ یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

بینک نے کیلی کی طرف دیکھا۔ کیلی اسے ہی دیکھ رہا تھا لیکن دونوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔

سہ پہر تین بجے کے قریب وان نے ہارڈ کے دفتر کے دروازے پر دستک دی۔ اندرونی کمرے سے باتوں کی آواز آرہی تھی لیکن دروازہ کھولنے کوئی نہیں آیا۔ وان نے کندھے جھٹکے اور دروازے کے ہینڈل کو گھمایا۔ دروازہ کھل گیا۔ وہ اندر چلا گیا۔ ہارڈ کے پرائیویٹ دفتر کا دروازہ کھلا اور مسز ہارڈ متمایا ہوا چہرہ لیے باہر نکلی۔ اس نے وان کو دیکھا تک نہیں اور پاؤں پٹختی ہوئی دفتر سے نکل گئی۔ لگتا تھا، وہ رورہی ہے۔

وان بے وقوفوں کی طرح دروازے کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ اندر چلا گیا۔ ہارڈ نے خود کو سنبھال لیا تھا لیکن اس کا چہرہ اب بھی متمایا ہوا تھا۔ ”ہیلو لوگن! تم کب آئے؟“ اس نے پوچھا۔

”ابھی آیا ہوں مسٹر ہارڈ۔ اور یہ ابھی مسز ہارڈ ہی گئی ہیں نا.....؟“

”ہاں..... ارے ہاں..... تم نے ایک بار اس کی کارٹھیک کی تھی نا۔ اس نے مجھے بتایا تھا۔“

”جی ہاں۔“

ہارڈ نے اپنی جیب سے ایک کارڈ نکالا۔ ”وان لوگن! تم ہماری توقعات پر پورا اترے ہو۔ اب میرے پاس تمہارے لیے ایک تجویز ہے۔“ اس نے وان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ ”دیکھو بیٹے، تم اس اسپورٹس میں دولت کمانے ہی کی غرض سے آئے ہو نا۔ ابتدا میں میرے، تمہارے اور بینک کے درمیان سرسری سا ایک معاہدہ ہوا تھا مگر اس وقت مجھے تمہاری صلاحیتوں کا اندازہ نہیں تھا۔ شکاگو سے ایک مسٹر ولکوس تمہیں دیکھنے کے لیے یہاں آئے تھے۔ وہ اس کھیل کے بڑے لوگوں میں سے ہیں اور تمہیں کہیں کا کہیں پہنچا سکتے ہیں۔ انہی کی وجہ سے تمہیں شکاگو میں دو فائنٹس ملیں۔ اب یہ سمجھ لو کہ میں اور ولکوس مل کر تمہیں ٹاپ پر پہنچا سکتے ہیں۔ تم میں بے پناہ صلاحیت ہے۔ موقع ملے تو تم کچھ بھی کر سکتے ہو۔ جیک مارٹن کے بعد تم آج تک کے سب سے بڑے ہنر ہو۔“

وان کا چہرہ سنسنا رہا تھا۔ ”اور بینک کا کیا ہوگا؟“

ہارڈ نے کندھے جھٹکے۔ ”وہ اس تصویر میں جتنا ہی نہیں۔ ولکوس کو وہ اچھا نہیں لگا۔ ہم اس کے حصے کی قیمت ادا کر دیں گے۔ سنو بیٹے..... میں اس کے بارے میں تمہارے محسوسات سمجھتا ہوں۔ وہ اچھا آدمی ہے..... لیکن چھوٹا آدمی بھی ہے۔ پچھلے چند ماہ کے تجربے کے سوا اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ نہ وہ کسی کو جانتا ہے نہ اس کا اثر و رسوخ ہے۔“

”آپ نے بینک سے بات کی اس سلسلے میں؟“

”نہیں۔ میں نے پہلے تم سے پوچھ لینا مناسب سمجھا۔“

”بس تو اس بات کو بھول جائیں آپ۔ بینک نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے۔“

”میں اسے روند کر آگے نہیں بڑھ سکتا۔“

ہارڈ کا چہرہ ست گیا۔ ”اچھا..... تو تم میری باتیں اسے بتا کر اس سے پوچھ لو۔“

اس نے کچھ توقف کے بعد کہا۔ ”ولکوس یا کسی بڑے آدمی کے بغیر تم کچھ نہیں بن سکو گے۔ تم بینک سے بات کر لو، میں سات بجے تک یہیں ہوں، پھر مجھے شکاگو جانا ہے۔ وہاں میرے دو لڑکوں کی فائنٹس ہیں۔ میں ولکوس کو جواب بھی دے دوں گا۔ تم بینک سے فوراً مل لو۔“

”ٹھیک ہے مسٹر ہارڈ لیکن بینک نے انکار کر دیا تو میری طرف سے بھی انکار سمجھے گا۔“

ہاورڈ اٹھا اور ٹہلتا ہوا کھڑکی کی طرف بڑھا۔ ”میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ یہ تمہاری بد قسمتی ہوگی۔“ اس نے پلٹ کر دیکھے بغیر کہا۔

وان دفتر سے نکل آیا۔ اسی وقت لفٹ سے ہاورڈ کی سیکریٹری مس لیونا برآمد ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا جیسے وہ کہیں جارہی ہو۔ وان کو دیکھ کر مسکرائی۔ وان بلڈنگ سے نکلا تو اس نے ایک کار کو کارنر سے مڑتے اور بلڈنگ کے سامنے رکتے دیکھا۔ اس میں مسز ہاورڈ برآمد ہوئی اور عمارت میں داخل ہوگئی۔ وہ اب بھی بہت غصے میں تھی۔ اس کا چہرہ سپید ہو رہا تھا۔



وان ہوٹل پہنچا تو بینک موجود نہیں تھا۔ وہ انتظار کرتا رہا۔ پونے سات بج گئے۔ وقت بہت کم رہ گیا تھا۔ پونے سات بجے وہ اور کیلی آئے۔ دونوں پریشان لگ رہے تھے۔ بینک نے پلٹ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور کوٹ کی جیب سے کچھ نکالا۔

”بینک، تم کہاں تھے؟ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ بہت اہم بات ہے۔ ہاورڈ نے مجھے بلا کر بات کی.....“

”ہاورڈ کا نام سنتے ہی وہ دونوں اُچھل پڑے۔“ ہاورڈ.....“ بینک کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

”ہاں۔ میں اس سے ملنے گیا تھا۔ وہ معاہدے میں تبدیلی کی بات کر رہا تھا۔“ وان نے اسے تفصیل بتائی۔ کیلی مداخلت کرنا چاہتا تھا لیکن بینک نے اشارے سے منع کر دیا۔ ”ہاورڈ اب تمہیں کچھ کیش دے کر علیحدہ کر دینا چاہتا ہے۔“ وان نے آخر میں کہا۔ ”لیکن میں نے واضح کر دیا کہ فیصلہ تم کرو گے۔ بینک، فیصلہ تمہیں کرنا ہے۔ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔“

”واہ بھئی..... کیا خوب دوست تھا!“ بینک نے تلخ لہجے میں کہا۔

”ایسی باتیں مت کرو بینک۔“ کیلی نے بینک کو ٹوکا، پھر وان کی طرف مڑا.....

”ہاورڈ مر چکا ہے“

وان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ”مر چکا ہے؟“ اس نے دُہرایا۔

”ہاں۔ اس کی بیوی نے آفس میں اسے شوٹ کر دیا۔ ابھی کوئی ایک گھنٹا پہلے کی بات ہے۔ اس کی بیوی نے اسے اس کی سیکریٹری کے ساتھ رنگے ہاتھوں پکڑا اور اس کے سینے میں دو گولیاں اتار دیں۔ وہ سیکریٹری کو بھی نہ بخشتی لیکن سیکریٹری بے ہوش ہوگئی تھی۔ مسز ہاورڈ

اور سیکریٹری دونوں کو پولیس لے گئی اور میں یہ کاغذات نکال لایا۔

”کیسے کاغذات؟“

”یہ ہمارے معاہدے کے کاغذات ہیں۔“ بینک نے کاغذات لہراتے ہوئے کہا۔

یہ تھا جیک کا ترپ کا اکا۔ اس لیے کہ ان کاغذات کی کوئی قانونی اہمیت نہیں۔ یہ کچا معاہدہ تھا۔

”لیکن ہاورڈ ہمیں معقول حصہ دیتا رہا تھا۔“ وان نے کہا۔

”کم آمدنی میں سے نا۔ لیکن زیادہ آمدنی میں وہ ایسا نہ کرتا۔ اب خود ہی سوچ لو کہ اس نے تم سے کیا گفتگو کی تھی۔ وہ مجھے دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال پھینکنا چاہتا تھا۔“

کیلی نے مداخلت کی۔ ”بہر حال، میں اور میرے ساتھی بے روزگار ہو گئے۔“

وان نے کچھ سوچنے کے بعد کہا۔ ”کیوں؟ تم جمنازیم چلا سکتے ہو۔ کسٹر تمہارے پاس کافی ہیں۔“

”نہیں بیٹے۔ میں بزنس کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ پتا نہیں کتنے لڑکوں کی فائس ہونے والی ہے۔ یہ بہت بڑا بکھیرا ہے بیٹے۔“

بینک نے کیلی کا کندھا تپتھپایا۔ ”تم یہ سب مجھ پر چھوڑ دو۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے۔“ یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف لپکا۔



اخبارات ایک عرصے سے سنسنی خیز خبر کو ترسے ہوئے تھے۔ ان کے مزے ہو گئے۔ ہاورڈ کے قتل کی خبر ہر اخبار کے صفحہ اول پر تھی۔ تصاویر بھی چھپی ہوئی تھیں اور ہر اخبار نے واقعے کو چٹ پٹے انداز میں بیان کیا تھا۔ این ہاورڈ نے تحریری طور پر اپنے آں جہانی شوہر کے معاملات کی نگرانی کا کام بینک کو سونپ دیا تھا۔

بینک بہت تیزی سے کام نمٹانے کی کوشش میں بہت محنت کر رہا تھا۔ فائس کے انتظامات میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ جمنازیم کا بزنس چمک اٹھا تھا۔ اس شعبے کی دیکھ بھال کیلی بخوبی کر سکتا تھا اور کر رہا تھا۔ قتل کی چٹ پٹی خبر جمنازیم کے لیے پبلسٹی کا کام کر رہا تھا۔ بینک راتوں رات بدل گیا تھا۔ وہ اب بہت مختلف آدمی تھا۔ چونکنا، ان تھک محنت کرنے والا..... تیزی سے فیصلے کرنے والا۔ پوکرا کاست رو کھلاڑی جیسے مر چکا تھا۔

جمنازیم سنبھالنے کے تیسرے دن اس نے ولکوکس سے فون پر طویل گفتگو کی۔

کا تذکرہ سنا ہے۔“

”جی ہاں۔ میں دکیل ہوں۔“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ میری خوش قسمتی ہے۔ آپ میرا ایک معاملہ پنڈل کر سکتے ہیں..... فوری طور پر

مجھے ایک معاہدہ تیار کرانا ہے۔ بات کچھ ایسی ہے۔ مسٹر مرسر.....“ ہینک کہہ رہا تھا۔

وان، لوشیا کو دیکھ کر مسکرا دیا۔

دس منٹ بعد وہ جہاز میں پرواز کر رہے تھے۔ چھوٹے سے کیمین میں آٹھ افراد

تھے۔ ہینک اور مرسر، سر جوڑے بیٹھے تھے۔ مرسر کے سامنے ایک کاغذ رکھا تھا۔ وان کے برابر

لوشیا بیٹھی تھی اور ایسا لگتا تھا کہ وہ سو گئی ہے۔ وان شرمیلی نگاہوں سے لوشیا کو دیکھتا رہا۔ سوتے

میں وہ بہت کم عمر لگ رہی تھی۔ جانے کیسے اس میں جون کی شبابہت آ رہی تھی۔

اس شام جون اس کے پاس کچھ رقم مانگنے آیا تھا۔ بعد میں دونوں ایک ریستورنٹ

میں جا بیٹھے تھے کیوں کہ جو ہا اسے اپنے اپارٹمنٹ میں لے جانے سے گریزاں تھا۔ کم از کم

وان نے تو یہی سمجھا تھا۔ جون پچھلے کچھ دنوں سے کچھ عجیب سا ہو گیا تھا۔ بار بار رنگ بدلتا تھا۔

کبھی نروس نظر آتا، کبھی بے رحمی سے بات کرتا اور کبھی اس کا انداز دوستانہ ہو جاتا۔ اس نے اپنی

بنائی ہوئی نئی دھن بھی وان کو سنائی تھی لیکن وان کو گزشتہ کچھ دنوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ جون

کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اس کا پایاں رخسار بار بار پھڑک رہا تھا اور چہرہ بے رنگ ہو گیا تھا۔

وان نے سوچا تھا کہ جون کسی بہتر جگہ رہے تو شاید جلد ہی ٹھیک ہو جائے۔ اگر شکاگو والا معاملہ

بن گیا تو مزید رقم..... زیادہ رقم.....

لوشیا نے آنکھیں کھول دیں۔ ”کیا سوچ رہے ہو؟“ اس نے دھیرے سے پوچھا۔

وان مسکرایا اور اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگا۔ ”میں اپنے بھائی کے بارے میں سوچ

رہا ہوں۔“

لوشیا نے منہ پھیر لیا۔ ”اور اس کی نئی گرل فرینڈ کے بارے میں نہیں سوچا تم نے؟“

وان کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ ”گرل فرینڈ..... کون گرل فرینڈ؟ مجھے اس سلسلے

میں کچھ بھی معلوم نہیں۔“

”جس کے ساتھ وہ رہ رہا ہے میں راکیل موس کی بات کر رہی ہوں۔“

”یہ..... یہ کتنی پرانی بات ہے؟“

ریسیور کرپڈل پر رکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر ایک طمانیت بھری مسکراہٹ تھی۔ اس نے

انگلیاں چٹختے ہوئے خود کلامی۔ ”کیوں نہیں..... ہاں، کیوں نہیں۔“

اسی شام اس نے وان کو فون کیا۔ ”ضروری چیزیں ایک بیگ میں بھر لو۔ ہم رات

کی فلائٹ سے شکاگو جا رہے ہیں، دو دن کے لیے۔ جلدی کرو وان۔“

اس کے بعد وہ جنازیم کے ایک باکسر پر میکر کی فائٹ کے انتظامات فائل کرنے

میں مصروف ہو گیا۔



ائر پورٹ کے ویٹنگ روم میں وان کی ملاقات لوشیا سے ہو گئی۔ ہینک اس وقت

کاؤنٹر پر تھا۔ ”ہیلو وان لوگن! کہاں جا رہے ہو؟ سر، زمین سے اتنی بلندی پر ہونے کا یہ مطلب

بھی نہیں کہ تم مجھ جیسی لڑکی کو نظر انداز کر گزرو۔“

وان ہنس دیا۔ ”دراصل میں کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔“ اس نے جواب دیا۔ ”میں

ہینک کے ساتھ شکاگو جا رہا ہوں۔ تم کہاں جا رہی ہو؟ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم یہاں ملو گی۔“

”کیوں بھی؟ اتفاق سے ہم بھی شکاگو جا رہے ہیں۔ میں اور میرا بھائی۔“

”بھائی؟ مجھے تو نہیں معلوم کہ تمہارا کوئی بھائی بھی ہے۔“

”ہے..... اور میں اس کے ساتھ کام کرتی ہوں۔ تم نے کبھی پوچھا ہی نہیں۔ تمہیں

مجھ سے دلچسپی ہی نہیں تھی کہ مجھ سے میرے بارے میں کچھ پوچھتے۔ بے پروا کہیں کے۔“

”بچپن میں اس کے ایک گھوڑے نے لات رسید کر دی تھی۔ میری سمجھ میں تو لڑکیوں

سے بے نیازی کی یہی ایک وجہ آتی ہے۔“

وان نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ ہینک تھا۔ ”یہ ہینک کون سی ہے..... اور ہینک یہ ہیں مس

مرسر۔“ اس نے جلدی سے کہا۔

”میں مس مرسر سے مل چکا ہوں۔“ ہینک بولا۔ ”یہ بے چاری کب سے تمہیں تعلیم

دینے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ہے نا؟“

لوشیا مسکرائی۔ اسی لمحے ایک خوش لباس نوجوان اس کی طرف چلا آیا۔ وہ لوشیا کا

بھائی تھا۔ لوشیا نے اسے وان اور ہینک سے متعارف کرایا۔

”مسٹر مرسر! آپ دکیل ہیں نا؟“ ہینک نے نوجوان سے کہا۔ ”میں نے کہیں آپ

لوشیا نے حیرت سے اسے دیکھا۔ ”میں سمجھی تھی، تمہیں معلوم ہوگا۔ میں نے انہیں ایک پارٹی میں دیکھا تھا۔ راکیل مجھے جانی پہچانی لگی۔ وہ یہودی ہے۔ پیانو بجاتی ہے۔“

”یعنی یہ اس کا پیشہ ہے؟“

”نہیں۔ وہ بائیں بازو کے اخبارات کے لیے مضامین لکھتی ہے۔“

وان چپ ہو گیا۔ اسے مایوسی بھی ہوئی تھی اور تکلیف بھی پہنچی تھی۔ جون کو اسے بتانا چاہیے تھا۔ اس نے سوچا، ممکن ہے یہ راکیل موسیقی کے سلسلے میں جون کی مدد کرتی ہو۔ مگر اسے خیال آیا کہ پچھلے کچھ عرصے سے جون کے اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ اور پھر لڑکی کے بارے میں یوں چھپانا.....

”میں نے پارٹی میں تمہارے بھائی کو وائکن بجاتے دیکھا تھا۔“ لوشیا کہہ رہی تھی۔ ”تم نے کبھی بتایا نہیں۔ میرے خیال میں وہ بہت اچھا وائکن بجاتا ہے۔ وہ تو مجھے جینینس لگتا ہے۔“

”ہاں، وہ دوسروں سے مختلف ہے“ وان نے کہا۔ پھر اچانک پوچھا۔ ”یہ سفر کتنی دیر کا ہے؟“

”بس ایک گھنٹے کا سفر اور ہے۔“

”تم شکاگو بزنس کے سلسلے میں جا رہی ہو؟“

”نہیں۔ کل میرے والد کی سالگرہ ہے۔ اس موقع پر ہم ہمیشہ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ تم بتاؤ، تم کتنے دن ٹھہرو گے۔ پھر کوئی ملاقات طے کر لی جائے۔“

”لیکن ہم دو دن سے زیادہ نہیں رکیں گے۔ ممکن ہے کل ہی ہماری واپسی ہو جائے۔ وان نے بتایا۔

لوشیا نے اسے بغور دیکھا۔ اس لمحے وہ بہت اچھا لگا۔ اس نے بہت سخت وقت گزارا تھا، جس کی وجہ سے وہ اپنی عمر سے بڑا لگتا تھا۔ لیکن تھا وہ لڑکا ہی۔ اور اس کا جڑواں بھائی! وہ جتنا چالاک تھا، اتنا ہی سفاک بھی تھا۔ شاید وقت کی سختیوں نے اس پر زیادہ گہرے نقش مرتب کیے تھے اس لیے کہ وہ تخیلاتی تھا..... آرٹسٹک تھا۔ وان مضبوط تھا۔ وہ ہمیشہ جون کی نگہبانی کرتا رہا تھا..... وہ اسے پالتا رہا تھا۔ اور اس کا صلہ کیا ملا تھا اسے؟ جون شاید ہی کبھی اس سے سیدھے منہ بات کرتا ہو۔ وہ تو وان کا مضحکہ اڑاتا تھا کہ وہ فائننگ کے ذریعے دولت

کما تا ہے۔ لوشیا، وان کو دیکھتی اور سوچتی رہی۔ یہ شخص کتنا خوب رو ہے لیکن چند برسوں میں یہ کھڑی ناک پچک جائے گی، چہرہ اتنا صاف ستھرا اور بے داغ نہیں رہے گا اور پھر اسے معلوم ہوگا کہ جون..... اس کا چہیتا بھائی اسے محض اپنی مقصد براری کے لیے استعمال کرتا رہا ہے۔ تب اسے اس سے زیادہ اذیت پہنچے گی، جتنی رنگ میں پٹنے سے، چہرہ بگڑنے سے پہنچے گی۔ اس لیے کہ یہ اذیت وقتی نہیں بلکہ مستقل ہوگی۔

وان اچانک بیدار ہوا۔ اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ جہاز روشنیوں کے سمندر میں اتر رہا تھا۔



ولکوکس کے آراستہ و پیراستہ دفتر نے وان کو نروس کر دیا۔ ولکوکس نے انہیں دس منٹ انتظار کرایا، پھر وہ اپنے دفتر سے باہر آیا۔ اس نے بینک کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھا۔ ”آؤ لڑکو..... اندر چلو۔“ اس نے مسکراتے ہوئے اپنے آفس کی طرف اشارہ کیا۔

بینک اپنا ہیٹ گھٹنوں پر رکھے بیٹھا تھا۔ ولکوکس کے کچھ کہنے سے پہلے اس نے بولنا شروع کر دیا۔ وان حیرت سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ نیلینک تھا۔ بدلا ہوا، پر اعتماد بینک۔ اس نے اپنی تجویز بغیر کسی توقف کے پیش کر دی۔ ”وان کی صلاحیتوں کا تمہیں بھی اندازہ ہے مسٹر ولکوکس اور میں بھی جانتا ہوں کہ کسی بڑے آدمی کی مدد کے بغیر ہم اس میدان میں وہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتے، جس کے مستحق ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو۔“

ولکوکس نے ایک گہری سانس لی۔ ”تم اتنے پریقین کیوں ہو کونیلی۔ میں نے ایسے بہت سے لڑکے دیکھے ہیں۔ دیو قامت لڑکے، جو ہٹ کرنا جانتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ یہ پٹ کر کھڑا رہنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ اور یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ اب تک اس کی کوئی سخت آزمائش نہیں ہوئی۔“

”یہ لڑکا ڈینور میں جونی مورس کے ساتھ اسپیرنگ کر رہا تھا۔“ بینک نے بڑے اعتماد سے کہا۔ ”تم اس کے بارے میں جونی کے منیجر رُکس سے پوچھ سکتے ہو۔ رُکس کوئی بے وقوف آدمی نہیں ہے۔ اور رُکس اس لڑکے کے چکر میں تھا، اس لیے کہ وان نے جونی کے قدم اکھاڑ دیے تھے۔ اور یہ بھی سن لو کہ جونی غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اس نے وان کو ناک آؤٹ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر لی تھی۔ تم جانتے ہو کہ اگر میں اسے ڈینور سے نہ نکال لاتا تو یہ اس وقت

رکس کے پاس ہوتا۔“

”ہاں۔ میں نے سنا ہے۔“

”اور یہ بھی سن کو کہ یہ لڑکا عام باکسروں کی طرح عقل سے پیدل نہیں۔ تم نے یہاں شکاگو میں اس کی فائٹ دیکھی تھی۔ دیکھا تھا کہ لوگ پاگل ہو گئے تھے اس کے لیے!“

ولکوکس چند منٹ سوچتا رہا پھر اٹھا اور وان کے قریب کھڑا ہو گیا۔ ولکوکس اس کے کندھوں اور ہاتھوں کو بغور دیکھتا رہا۔ ”تم جانتے ہو، میں کیا کروں گا؟“ بالآخر اس نے کہا۔ ”میں اسے لارا سے لڑاؤں گا۔ اُسی رات، جب جونی مورس اور ہرمن کی فائٹ ہوگی۔ میں تمہیں ایک ہزار ڈالروں گا۔ اور وان جیت گیا تو ہم بزنس کی بات کریں گے۔ ٹھیک ہے؟ یہ سمجھ لو کہ لارا بہت سخت جان ہے۔“ اب وہ وان سے مخاطب تھا۔ ”وہ تمہارے لیے ترنوالہ نہیں ثابت ہوگا۔“

”مجھے منظور ہے مسٹر ولکوکس۔“ ہینک نے جلدی سے کہا۔ ”بلکہ میں تم سے شرط لگاتا ہوں کہ وان، لارا کو تین راؤنڈ کے اندر اندر ناک آؤٹ کر دے گا۔“

ولکوکس ہنس دیا۔ ”تم بھلے آدمی ہو کو نیلی۔ میں نے پہلی بار تمہیں دیکھا تو تم مجھے اچھے آدمی نہیں لگے تھے۔ لیکن یہ پرانی بات ہے۔ میں تمہارے اعصاب کو داد دیتا ہوں۔ اب غور سے سنو۔ تمہارے پاس تیاری کے لیے تین ہفتے ہیں۔ اپنے لڑکے کو فائٹ سے ایک دن پہلے میرے پاس لے آنا۔ اب تم جاؤ، آج میں بہت مصروف ہوں۔“

ہینک اور وان باہر نکل آئے۔ سڑک پر چلتے ہوئے ہینک نے ہنس کر کہا ”لو بن مانس..... تمہیں تمہارا چانس مل گیا۔“

وان نے کندھے جھٹک دیے۔ ”ایک ہزار ڈالر کو اتنی اہمیت دے رہے ہو! یا، ہے پچھلی فائٹ کے ہمیں پانچ سو ڈالر ملے تھے۔“

”بے وقوف آدمی، بات رقم کی نہیں۔ سوچو تو، تمہاری فائٹ کے بعد جونی مورس کی فائٹ ہوگی۔ ولکوکس اسپورٹس رائٹر کو تمہارے اور مورس کے پہلے تصادم کے متعلق بتائے گا۔ وہ کہے گا کہ جونی مورس تم سے نفرت کرتا ہے۔ یہ سوئیاں چھبونے والا معاملہ ہے وان۔ ولکوکس بہت تیز آدمی ہے۔ وہ بہت آگے کی سوچ رہا ہے لیکن پہلے تم پر پوری طرح یقین کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے تمہیں لارا سے لڑا رہا ہے۔ میں لارا سے واقف ہو۔ وہ بہت سخت جان اور پھرتیلا ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ یکساں تیزی سے چلتے ہیں۔ اگر تم نے اسے شکست دے دی تو یقین

کرو، ولکوکس تمہیں جونی مورس سے لڑا کر رہے گا اور زبردست آمدنی ہوگی۔ اس شہر میں تمہارے مداحوں کی تعداد کم نہیں ہے وان۔“

وان کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ ”جونی مورس؟ لیکن وہ تو ہرمن سے جیتنے کی صورت میں ٹائٹل کا دعوے دار ہوگا۔“

ہینک ہنسا۔ ”اور تم نے لارا کو گرا دیا تو تم بہت بڑی خبر بن جاؤ گے۔ ہار گئے تو سال دو سال کے لیے تم واش آؤٹ۔ یہ ہے صورت حال۔ یہ تمہاری زندگی کا سب سے بڑا چانس ہے بیٹے۔“



”تم کب واپس جا رہے ہو؟ لوشیا نے پوچھا۔“

وان بہت ناخوش نظر آ رہا تھا۔ ”دو گھنٹے بعد۔“ اس نے جواب دیا۔

بہت دیر ہو گئی تھی۔ ریسٹورنٹ تقریباً خالی ہو چکا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھے جا رہے تھے۔ بالآخر وان نے کہا۔ ”تو تم چارون بعد واپس آؤ گی۔ پھر ہم ویں ملیں گے۔ ہے نا؟“

”کیوں نہیں۔“

وان کا چہرہ تھمٹا اٹھا۔ اس نے ایک سگریٹ سلگائی اور گہرا کش لینے کے بعد کہا۔

”دراصل میں ایسے لوگوں سے محروم ہوں، جن سے بات کر سکوں.....“

”کیوں..... جون ہے تو.....“ لوشیا کے لہجے میں تلخی اُبھرا آئی۔

”ہاں، لیکن وہ مصروف بہت ہے اور اس کے کام کی اہمیت ہے۔“ وان نے صفائی

پیش کی۔ ”وہ مجھے وقت کہاں دے پاتا ہے۔ ہینک ہے۔ وہ بہت اچھا آدمی ہے۔ وہ مجھے اچھا

لگتا ہے لیکن عمر میں مجھ سے بڑا ہے۔ اس کی اور میری پسندنا پسند میں بڑا فرق ہے۔ اور ہاں.....

ہینک کو جون سے نفرت ہے۔“ اس نے لوشیا کو حیران دیکھا تو ایک لمحے کے توقف کے بعد

بولتا۔ ”وہ کبھی کبھی جون کے بارے میں بے حد خراب باتیں کرتا ہے لیکن میں کوئی توجہ نہیں دیتا

کیونکہ وہ غلطی پر ہے۔ اور دیکھو لوشیا، میں تم سے زیادہ ملنا چاہتا ہوں۔ تم..... تم..... دراصل

تم..... بات یہ ہے کہ مجھے تم سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہے۔ میں تمہاری موجودگی میں خود کو عجیب

سا..... اجنبی سا محسوس نہیں کرتا۔ ورنہ میں جانتا ہوں کہ میں سب کو اجنبی..... عجیب سا لگتا

ہوں۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں، کاش میں ایک عام سا آدمی ہوتا۔ اتنا لمبا چوڑا نہ ہوتا۔“
لوشیا حیران رہ گئی۔ وہ وان کو اتنا محسوس کرنے والا نہیں سمجھتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ
وان درست کہہ رہا ہے۔ خود اس کے دوست ڈڈلے اور بارکر وغیرہ وان کو عجوبہ سمجھ کر اس سے
ملنے تھے۔ ”دیکھو وان لوگوں! مجھے تو تم بہت شاندار آدمی لگتے ہو۔“ اس نے ہنسنے ہوئے کہا۔
”اسی لیے تو لوگ تمہیں گھورتے ہیں۔ اور تم نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ جو کچھ تم
جانتے ہو، دیکھ چکے ہو، ڈڈلے، بارکر اور دوسرے لوگ صرف اس کا تصور کرنے کی کوشش کرتے
ہیں۔ تم ان سے برتر ہو۔“

وان کا چہرہ تمنا اٹھا۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ ”اب میں چلتا ہوں۔ بینک
میرا منتظر ہوگا۔“

دونوں ریسٹورنٹ سے نکل آئے۔ لوشیا نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔
”گڈ بائی وان۔ چار دن بعد میرے آفس فون کر لینا۔ اور ہاں..... اتنے خوشگوار وقت کے لیے
شکریہ۔“

”گڈ بائی۔“ وان نے کہا۔ ”میں تمہیں فون کر لوں گا لیکن اب میری ٹریننگ شروع
ہو جائے گی۔ اگلے ہفتے میری ایک فائٹ ہے۔ ہارڈ کی ترتیب دی ہوئی آخری فائٹ۔
میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہوگا، پھر بھی ہم تھوڑی بہت تفریح تو کر سکیں گے۔“ وہ اچانک
مسکرایا پھر ہاتھ جھڑا کر چل دیا۔

لوشیا آپ ہی آپ مسکرا رہی تھی۔ ”ہاں وان، تفریح تو ہم ضرور کریں گے۔“ وہ
بڑبڑائی۔ برابر گزرتا ہوا راہ گیر اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔



بینک لابی میں اس کا منتظر تھا۔ ”تم نے بہت دیر کردی بیٹے۔“ اس نے وان
کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”چلو..... آج ایک پرانا حساب بے باق کرنا ہے۔“
”کیسا حساب؟“ وان نے حیرت سے پوچھا۔

”یاد ہے، جونی مورس کے ماٹھے نے پہلی ملاقات میں شکاگو کے اولسن بار کے
حوالے سے مجھ پر طعن کیا تھا۔ بعد میں، میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں نے گلے میں سے رقم نکال
لی تھی اور وہاں سے نکل آیا تھا۔“

”مجھے یاد ہے۔“

”بس..... یہ وہی معاملہ ہے۔ بینک نے کہا اور اس کا ہاتھ تھام کر ہوٹل کے دروازے
کی طرف چل دیا۔“

اولسن بار ایک چھوٹی ذیلی سڑک پر واقع تھا۔ وہ ایک لمبا، نیم تاریک کمرہ تھا۔ ایک
دیوار کے ساتھ ماربل ٹاپ کا کاؤنٹر تھا۔ بار تقریباً بھرا ہوا تھا۔ اس کی فضا سگریٹ کے دھوئیں
سے بوجھل تھی۔ کاؤنٹر کے پیچھے دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک بہت موٹا مگنجا تھا۔ دوسرا مختصر
جتنے والا تھا اور یہودی لگتا تھا۔

بینک سیدھا موٹے کی طرف گیا۔ اس نے اپنا ہیٹ اتارتے ہوئے کہا۔ ”ہیلو
مسٹر اولسن!“

موٹے نے چونک کر اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔
اس نے ٹوٹی پھوٹی انگلیں میں کہا۔ ”تم یہاں کیوں آئے ہو خبیث؟“
بینک نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ ”میں تمہارا قرض چکانے آیا ہوں۔
یاد ہے نا؟“

موٹے نے ایک جانب سر جھٹکا۔ بار کے دروازے کے قریب موجود دو آدمی
دروازے کی طرف بڑھے اور انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔

بینک نے نوٹوں کی چھوٹی سی گڈی کاؤنٹر پر ڈال دی۔ موٹے نے نوٹوں کو اٹھا کر گنا
اور اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھر اس نے بینک کو غور سے دیکھا۔ ”میرا جی چاہتا ہے، تمہارا منہ
توڑ دوں۔ بڑا حوصلہ ہے تمہارا کہ یوں منہ اٹھائے یہاں چلے آئے۔“ وہ غرایا۔
کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ ”ہاں..... میں اتنا ہی حوصلہ مند ہو۔“ بینک نے ٹھہرے
ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم یہاں شکاگو میں کیا کر رہے ہو؟“
”میں یہاں ولکوکس سے ملنے آیا ہوں..... وہ جو باکنگ کے مقابلے کراتا ہے۔
جانتے ہو اسے؟“

دروازہ بند کرنے والوں میں سے ایک ان کے قریب ہو گیا۔ اس کے چہرے پر
زخموں کی ان گنت یادگاریں تھیں۔ ”تم ولکوکس کو کیسے جانتے ہو؟“ موٹے نے پوچھا۔

”ولکوکس میرا پارٹنر ہے۔ سمجھے کچھ؟ اب میں پہلے والا بینک نہیں۔ امید ہے، یہ سن کر تمہیں خوشی ہوئی ہوگی۔“

”اب تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔“

”ضرور۔ میں تمہارا قرض لوٹا نے آیا تھا۔ لیکن اب تو اس شہر میں میرا آنا جانا رہے گا۔“
اولسن کا چہرہ غصے سے بگڑ گیا۔ ”اوہ..... تو اب تم بڑے آدمی ہو۔ فائٹ برنس میں ہو۔ تم اور ولکوکس برنس پارٹنر ہو۔ تم گھٹیا ڈش واشٹر..... تم یہاں میری توہین کرنے آئے ہو۔ میں وہ ہوں، جس نے تمہیں پالا، سہارا دیا اور تم نے میرے یہاں چوری کی.....“

”تم نے مجھے پالا!“ بینک نے زہریلے لہجے میں کہا۔ ”تم مجھے اتنی ادائیگی کرتے تھے کہ میرے پیٹ کی آگ پوری طرح کبھی نہیں بجھی۔ تم سلوک میرے ساتھ کتوں کا سا کرتے تھے۔ میں نے تمہارے گلے سے جو کچھ لیا، وہ میرا حق تھا۔ اور میں نے چرایا کیا تھا..... صرف تمیں ڈالو! مجھے تو اس بے چارے سے ہمدردی ہے، جس نے میری جگہ لی ہوگی۔ مجھے ان لوگوں سے بھی ہمدردی ہے، جو یہاں آکر پانی ملی شراب پیتے ہیں۔ یہ۔۔۔ کچھ میں تم سے کہنے کے لیے برسوں تڑپا ہوں۔ چرپی کے ٹب۔“

دروازہ بند کرنے والوں میں سے ایک عقب سے بینک کی طرف بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ وان نے اس کے کندھے پر تھکی دی۔ ”کوئی حماقت نہ کرنا۔“ اس نے سخت لہجے میں کہا لیکن اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ بینک نے یہاں آکر بہت بڑی حماقت کی تھی۔

اس شخص نے پلٹ کر وان کو دیکھا۔ اسی وقت کسی نے کہا۔ ”رہنے دو جو! میں اسے جانتا ہوں۔ یہ ریڈ لوگن ہے۔ میں نے اس کی فائٹ دیکھی تھی۔ ہیرو بننے کی کوشش نہ کرنا جو۔“
بینک پلٹا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وان اس کے پیچھے تھا۔ دروازے پر پہنچ کر بینک نے مڑ کر دیکھا۔ ”بائی اولسن..... اپنے جہنم میں جلتے رہو۔“

وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر انٹر پورٹ چل دیے۔ راستے میں وان نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”یہ کیا حماقت تھی بینک۔ تم نے تمیں ڈال رہی گنوائے اور چہرہ بگڑوانے کا خطرہ بھی مول لیا۔“
بینک نے آنکھیں بند کیں اور پشت گاہ سے ٹیک لگائی۔ ”بیٹے..... یہ لمحے میرے لیے بہت قیمتی تھے۔“ اس نے پرسکون لہجے میں کہا۔ ”اولسن نے جس طرح میرا استحصال

کیا ہے، میں اسے نہیں بھول سکتا۔ وہ بہت گھٹیا آدمی ہے۔ میری آرزو تھی کہ اسے یہ بات اس کے منہ پر بتاؤں۔“

”تو اب بوجھ ہلکا ہوا تمہارا؟“

”ہاں۔ میں بہت اچھا محسوس کر رہا ہوں۔ ویسے اب میں سوچتا ہوں کہ یہ حماقت تھی۔ خاص طور پر تمہیں یہاں ساتھ لا کر خطرے میں ڈالنا.....“



فلیٹ میں راکیل اور اس کے دوست موجود تھے۔ جون کے ہاتھ میں والکن تھا اور راکیل پیانو پر بیٹھی تھی۔ جون نے ابھی ابھی ایک لازوال دھن ختم کی تھی..... موزارٹ کا شاہ کار۔ لیکن وہ بہت برہم تھا۔ راکیل پیانو پر اس کا ساتھ نہیں دے پائی تھی۔ اور دیگر لوگ، جو یوں سنائے میں بیٹھے تھے جیسے دھن نے ابھی تک اپنے طلسم میں جکڑ رکھا ہو، درحقیقت اداکاری کر رہے تھے۔ جون جانتا تھا کہ انہیں موسیقی کا شعور ہی نہیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ اس نے کتنی عظیم دھن بجائی ہے۔ وہ غصے سے کھولتا رہا۔ بالآخر راکیل پر برس پڑا۔

راکیل مسکراتی رہی۔ وہ بچوں کی سی معصوم مسکراہٹ تھی۔ وہ مسکراہٹ ہی اس کا پردہ تھی۔ وہ غصے میں ہوتی، تب بھی مسکراتی رہتی۔ دیکھنے میں وہ بہت نرم، بہت میٹھی لڑکی تھی لیکن یہ صرف اس کا ظاہر تھا۔ اندر سے وہ بہت سخت تھی۔

جب سے راکیل نے جون کے ساتھ رہنا شروع کیا تھا، اس کے دوستوں کی فوج فلیٹ میں بھری رہتی تھی۔ اور اس کے دوست..... وہ سب خوشحال گھرانوں کے لوگ تھے، جو فیشن کے طور پر کیونزوم کی بات کرتے تھے! اور عجیب بات یہ تھی کہ راکیل کے دوستوں میں زیادہ مرد تھے۔ اس کے خوبصورت انداز و اطوار کے باوجود گورتیں اسے ناپسند کرتی تھیں۔ راکیل کے ان دوستوں نے کارل مارکس کو کبھی نہیں پڑھا تھا لیکن وہ بات بات پر اس کے حوالے دیتے تھے۔ وہ سب تنقید برائے تنقید کے قائل تھے۔ معاشی ناہمواری اور بے انصافی کے مسئلے کا ان کے پاس کوئی حل نہیں تھا۔

جون نے والکن پیانو کے پاس رکھ دیا۔ اگر اس کے پاس پیسے ہوتے تو وہ گھر میں اتنا برا وقت گزارنے کے بجائے کہیں باہر جاتا۔ رقم..... رقم..... خدا یا! اس کی کمی مستقل کیوں ہے، وہ سوچ رہا تھا۔ میں فنکار ہوں۔ مجھے اچھی زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔ اور

وہ الو کا پٹھا..... جاہل بینک کو نیلی۔ اسے دھیل میں سونے کی کان مل گئی ہے۔ وہ وان کو لڑواتا اور خود عیش کرتا ہے، جون اپنی دھنوں کی کاپی کی ورق گردانی کرتا رہا۔ وہ اس وقت بہت اُداس تھا۔ ٹھیک تو ہے۔ اب موسیقی کی کسے پروا ہے۔ ہاں..... فائٹ دیکھنے کے لیے بھاری رقم خرچ کی جاسکتی ہے مگر اس نے فوراً ہی اس خیال کو جھٹک دیا۔ ایسی بات نہیں، اچھی دھن ہو تو لوگ شوق سے سنتے ہیں۔ ان پر اثر ہوتا ہے۔

بلڈنگ کی صفائی کرنے والا کمرے میں آیا اور اس نے جون کو اشارہ کیا۔ جون اس کے پاس آیا۔ ”مسٹر لوگن، آپ کا فون ہے“ صفائی کرنے والے نے بتایا۔

جون نیچے گیا اور اس نے ریسور اٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری طرف وان تھا۔ جون اس کی بات سن کر سر ہلاتا رہا، پھر اس نے کہا۔ ”ٹھیک ہے، آجاؤ۔“

اوپر جاتے وقت جون کا موڈ بہتر ہو گیا۔ کیسی عجیب بات تھی۔ آڑے وقتوں میں ہمیشہ وان کا فون آ جاتا تھا..... جیسے اُسے پتا چل جاتا ہے کہ جون کسی مشکل میں ہے۔ ”میرا بھائی یہاں آ رہا ہے۔ اس نے اوپر جا کر اعلان کیا۔

”بہت اچھی بات ہے۔“ راکیل مسکرائی۔ ”مجھے اس سے ملنے کا بڑا شوق ہے۔“

”آج اس کی فائٹ ہے۔ وہ یہاں مجھ سے ملنے آ رہا ہے۔“

راکیل کے دوستوں میں سے ایک نوجوان حیرت زدہ نظر آنے لگا۔

”تو کیا تمہارا بھائی باکسر ہے؟“

جون ہنسنے لگا۔ ”صرف باکسر نہیں، وہ ایک اہم خبر بھی ہے۔ لیکن تم شاید اخبار نہیں پڑھتے۔“

”وہ دس منٹ کی پٹائی کا اتنا معاوضہ لیتا ہوگا کہ ایک مزدور کو ایک ماہ کی محنت شاق کے عوض بھی نہیں ملتا ہوگا۔“ نوجوان نے تپ کر کہا۔

”تو تم بھی کوشش کر دیکھو۔“ جون نے اس کا مضحکہ اڑایا۔

نوجوان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ”یہ خالص بورڈوائی سوچ ہے۔ تمہیں نہیں معلوم کہ روس میں.....“

”خدا کی پناہ! تم لوگ روس کے حوالے کے بغیر بات ہی نہیں کر سکتے۔“ جون نے اس کی بات کاٹ دی۔ ”روس تمہارے لیے مقدس سرزمین ہے! تم امریکی ہو، امریکا کی بات

کیوں نہیں کرتے؟“

”مائیکل لوگن کے بیٹے کے منہ سے یہ بات عجیب لگتی ہے“ نوجوان نے طنز کیا۔
جون کا چہرہ سپید پڑ گیا۔ اس نے غصہ چھپانے کے لیے منہ پھیر لیا۔ راکیل مسکراتے ہوئے اس کا بازو تھپتھپانے لگی۔ ”آج تم کچھ پریشان ہو۔“

تھوڑی دیر بعد وان آ گیا۔ کمرے میں موجود لوگ اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ جون نے راکیل کا اس سے تعارف کرایا۔ ”یہ راکیل ہے..... اور یہ لوگ راکیل کے دوست ہیں۔“

راکیل مسکرائی۔ وہ بے جھجک وان کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ ”آپ کا چرچا سنا ہے۔ آئیے نا..... پلیز، تھوڑی دیر بیٹھیں۔“

”وہ..... میں..... دیکھیں، میں چند منٹ سے زیادہ نہیں رُک سکتا۔“ وان گڑبڑا گیا۔ ”آپ مائنڈ نہ کیجئے گا۔ مجھے جون سے کچھ بات کرنی ہے۔“

”کوئی مائنڈ نہیں کرے گا۔“ جون نے خشک لہجے میں کہا۔ ”آؤ..... بیڈ روم میں آجاؤ۔“

بیڈ روم میں دونوں بیڈ کی پٹی پر ٹک کر بیٹھ گئے۔ چند لمحے دونوں خاموش رہے پھر وان نے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا۔ ”ان لوگوں کے ساتھ تمہارا رویہ اچھا نہیں تھا۔“

”چھوڑو ان باتوں کو۔ ان لوگوں کو دیکھ میرا جی مٹلاتا ہے۔“

”پھر بھی.....“

”شٹ اپ وان۔“

”ٹھیک ہے۔ میں اب کچھ نہیں کہوں گا۔ جو چاہو، کرتے پھرو۔ مجھے کیا۔“

”تم اپنی سناؤ، ٹھیک تو ہو۔“

”نہیں۔ میں بہت نروس ہوں۔ تمہیں دیکھ کر بہتر محسوس کر رہا ہوں جون۔ تم کبھی کبھی کمپ آ جایا کرو نا۔“ وان کے لہجے میں التجا تھی۔

”جیسے تمہیں کام کرنا ہوتا ہے، مجھے بھی کرنا ہوتا ہے۔ میں بے کار نہیں ہوں نا۔“

جون نے بے رُخی سے کہا۔

وان سر کو تھپہنی جنبش دے کر رہ گیا۔ ”ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اچھا..... آج رات فائٹ

دیکھنے بھی نہیں آسکتے؟“

جون سوچ میں پڑ گیا۔ وہ راکیل کے دوستوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ”میں دراصل..... خیر، میں آجاؤں گا۔ ضرور آؤں گا۔“ بالآخر اس نے کہا۔

وان مسکرایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ”بہت شکریہ جون۔ مجھے امید تو نہیں تھی۔ دیکھو اب مجھے جانا ہے۔“ باہر کیلی کار لیے کھڑا ہے۔ تم ہمارے ساتھ ہی چلو نا۔ ڈرینگ روم میں بیٹھے رہنا۔“

اور بینک..... یاد ہے، وہ پچھلی بار مجھ پر برس پڑا تھا۔“

وہ کنساں گیا ہوا ہے..... پریگر کے ساتھ۔ پریگر کی وہاں فائٹ ہے نا۔“

چلو پھر..... میں بھی چلتا ہوں۔“

وہ باہر جانے لگے تو کسی نے کچھ نہیں کہا۔ البتہ راکیل، وان کو دیکھ کر مسکرائی۔ ”پھر آتا مسٹر لوگن۔“ اس نے کہا۔ اس نے جون کی طرف نہیں دیکھا۔ جون جانتا تھا کہ وہ ناراض ہے۔ زینوں سے اترتے ہوئے وان نے کہا۔ ”پیاری لڑکی ہے۔“ جون نے کچھ نہیں کہا۔ بس مسکرا دیا۔



جون واپس آیا تو راکیل اکیلی تھی۔ وہ شب خوابی کا لباس پہنے بستر میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ جون ڈیزہ گھنٹے میں واپس آ گیا تھا۔ ”بہت جلدی آگئے۔“ راکیل نے کہا۔ جون مسکرایا۔ ”ہاں۔ معاملہ بہت جلدی منٹ گیا۔ وان جیت گیا۔“

”آج تمہارا رویہ بہت خراب تھا۔“ راکیل بولی۔ ”تمہیں یہاں آنے والوں کے ساتھ اپنا رویہ تبدیل کرنا ہوگا۔“

”میں نہیں چاہتا کہ کوئی یہاں آئے۔ میں صرف تمہیں چاہتا ہوں۔“

راکیل نے اس کی طرف دیکھا اور فوراً ہی نظریں جھکا لیں۔ ”سچ کہہ رہے ہو؟“

نہیں..... تم بہت کمینے آدمی ہو۔“

جون اس پر جھک گیا۔ اب وہ مسکرا رہی تھی لیکن اس کے انداز میں سپردگی کے بجائے مزاحمت تھی۔ ”کیا بات ہے؟“ جون نے پوچھا۔

وہ اسی لمحے کی منتظر تھی۔ ”تمہارا بھائی بہت زبردست آدمی ہے۔“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”تم اس کے ساتھ کھڑے ہوئے بہت عجیب لگ رہے تھے۔“

جون دور ہٹ گیا۔ اس کے زخار میں کوئی نس پھڑکنے لگی۔ وہ لباس تبدیل کرنے کے لیے چلا گیا۔ واپس آیا تو راکیل سوچتی تھی۔ کسی میگزین سے پھاڑی گئی وان کی تصویر اسے اپنا منہ چڑاتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اسے گھورتا رہا۔ اس کے ہاتھ بُری طرح لرز رہے تھے۔



لوشیا کا رڈ رائیو کر رہی تھی۔ وان اس کے برابر بیٹھا تھا۔ وہ شہر کو پیچھے چھوڑ آئے تھے اور اب مضافاتی علاقے میں سفر کر رہے تھے۔ دونوں خاموش تھے..... اپنی اپنی سوچ میں گم۔ بالآخر لوشیا نے پوچھا۔ ”تم کل کس وقت جا رہے ہو؟“

”صبح دس بجے کی فلائٹ ہے۔ وائٹی اور کیلی میرے ساتھ ہوں گے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ میں اس بارے میں سوچنا نہیں چاہتا۔“

”لیکن وان لوگن، آنکھیں موند لینے سے حقیقتیں مٹ تو نہیں جاتیں۔“ لوشیا بولی۔

”بینک پہلے ہی شکاگو جا چکا ہے۔ وہ اور ولکوکس پبلسٹی کے سلسلے میں مصروف ہیں۔“

لوشیا ہنسنے لگی۔ ”چند لمبے کارڈز تو میں نے بھی دیکھے ہیں۔ آہنی کے والا سینٹ لوئیس کا سرخ دیو..... ریڈ لوگن کی کامیابیوں کا نہ رکنے والا سلسلہ وغیرہ وغیرہ۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ پڑھ کر میں تمہاری فین ہوتی جا رہی ہوں۔“

”مجھے اپنے لیے ریڈ لوگن سن کر ہنسی آتی ہے۔ یہ تو میرے ڈیڈی کو کہا جانا چاہیے تھا اس لیے کہ وہ سرخ تھے۔“

”وہ بہت جان دار آدمی تھے۔ قد چھوٹا، جسم بھاری، نہایت چمک دار آنکھیں۔ وہ مجھ سے اور جون سے مذاق کرتے رہتے تھے لیکن دوسروں کے ساتھ سنجیدہ رہتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ وہ بہت اچھے مقرر ہیں لیکن ہم کبھی ان کی تقریر سننے نہیں گئے۔ مجھے وہ بہت اچھے لگتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ میرے ساتھ اچھا سلوک کیا..... بہت محبت کی۔“

”اور جون؟“

”جون کبھی کبھی ان سے جھگڑتا تھا لیکن ڈیڈی نے کبھی بُرا نہیں مانا۔ وہ کہتے تھے کہ جون تمہاری ماں جیسا ہے۔ ماں بھی نروس ٹائپ تھیں۔ جون ان کے لیے ماں کی یادگار تھا۔“

انہوں نے کار روکی تو سہ پہر ہو چکی تھی۔ چہل قدمی کرتے ہوئے وان میں لڑکیوں کا سا بے فکر اپن آ گیا۔ وہ سیٹی بجارہا تھا، ہنس رہا تھا۔ وہ چہل قدمی کرتے رہے۔

وہ کار کی طرف واپس آئے تو لوشیا نے اچانک اس کی کلائی تھام لی اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ ”وان، بات سنو۔ تم کیوں.....“ اس نے جملہ نامکمل چھوڑ کر یوں منہ پھیر لیا جیسے رونے والی ہو۔

وان نے اُلجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا۔ ”کیا بات ہے لوشیا؟“

”کوڑھ مغز..... میں تمہیں اچھی نہیں لگتی کیا؟“

”تم جانتی ہو کہ میں تمہیں پسند کرتا.....“

”تو پھر تم نے آج تک مجھے پیار کیوں نہیں کیا؟“

وان نے اسے بانہوں میں بھر لیا۔ اس کا اندازہ عجیب سا تھا..... بے ڈھنگا سا۔

”اچھا..... کہیں بیٹھ جاؤ۔“ لوشیا بولی۔ ”میں تم سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔“

دونوں کار کے بونٹ پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ پتا نہیں ایسا کیوں ہوا۔ میں خود کو مجرم

محسوس کر رہا ہوں۔“ وان صفائی پیش کرنے لگا۔ ”تم مجھے.....“

”وان، تم بہت بے وقوف ہو۔ تم اپنی فائٹس اور اپنے بے وقوف بھائی کے سوا کچھ

نہیں سوچتے۔ سوچو..... تم کس لیے جی رہے ہو۔ خود کو..... اور مجھے موقع تو دو۔“

وان نے دونوں ہاتھوں سے تھام کر اس کا چہرہ اپنی طرف گھمایا۔ ”پتا ہے..... پہلی

ملاقات سے ہی میں تمہارا دیوانہ بن گیا تھا لیکن لوشیا، میں اور تم ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

میں بس ایک بے وقوف فائٹر ہوں۔ موقع ملا تو میں کافی دولت کماؤں گا مگر یہ سلسلہ زیادہ سے

زیادہ چند برس چلے گا۔ پھر کیا ہوگا؟ مجھے اپنے ٹوٹے پھوٹے چہرے کے ساتھ رہنا اور اپنی بچت

پر گزار کرنا ہوگا۔ یا پھر مجھے وہ کرنا پڑے گا جو کیلی کر رہا ہے۔ میں تو پاگل ہو جاؤں گا۔“

”یہی تو میں بھی سوچتی ہوں۔“ لوشیا نے کہا۔ ”میں بہت خود غرض ہوں اسی لیے

مجھے تمہاری فائٹنگ سے نفرت ہے۔ میں سوچتی ہوں، ہمارا مستقبل کتنا غیر محفوظ ہے۔ میں سوچتی

ہوں تو ڈر جاتی ہوں۔ وان..... وان، تم مجھ سے محبت کرتے ہوتا۔ ہے نا؟ بس..... جب میں

گھبراتی ہوئی تو اسی ایک بات پر تکیہ کرتی ہوں۔ یہی ایک بات سب سے اہم لگتی ہے مجھے۔“

وان کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ ”میں بدھ کو واپس آؤں گا۔ تب ہم سب کچھ طے کر لیں

گے۔ میرا خیال ہے، مجھے تمہارے والد یا بھائی سے بات کر لینی چاہیے۔ یہ مناسب طریقہ ہوتا

ہے نا؟“

”تم بہت سیدھے آدمی ہو وان۔“ لوشیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”تمہارے ساتھ خوب گزرے گی، بہت لطف آئے گا۔ بس اس ایک بات پر یقین ہے میرا۔ آؤ، اب واپس چلیں۔“



جونہی مورس مالش والی ٹیبل پر بیٹھا تھا۔ کمرے میں اس کے علاوہ اس کا منیجر راکس،

اس کے چار ہینڈلر اور ایک اسپورٹس رائٹر موجود تھے۔ ساتواں آدمی پروموٹر کا نمائندہ تھا۔ باہر

مجمع چیخ رہا تھا۔ وہ آوازیں ڈرینگ روم تک آرہی تھیں۔ آوازیں بڑھیں تو جونہی نے جو سے

کہا۔ ”جاؤ..... دیکھ کر آؤ، رنگ میں کیا ہو رہا ہے۔“

جو کے ساتھ اسپورٹس رائٹر بھی چلا گیا۔ جونہی اپنے گھٹنے ملنے لگا۔ ہینڈلر باتیں کر

رہے تھے لیکن وہ انہیں نہیں سن رہا تھا۔ ایسے میں کوئی اسے دیکھتا تو یہی سمجھتا کہ وہ نروس ہے

لیکن ایسا نہیں تھا۔ اس کی آنکھیں خلا میں کس چیز کو گھور رہی تھیں۔ وہ اس لمحے کسی مشین کی طرح

تھا..... جذبات سے عاری!

چار پانچ منٹ بعد جو واپس آیا۔ وہ بیجانی کیفیت میں تھا۔ ”یہ..... وہ لوگن ہے۔

وہی لوگن..... سینٹ لوئیس والا۔“

”کیا مطلب؟ کیا ہو رہا ہے؟“ جونہی نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”گارڈنز کو جانتے ہوتا؟ اس نے مجھے بتایا کہ پہلے راؤنڈ میں لارار نے لوگن کی

زبردست مرمت کی۔ دوسرے راؤنڈ میں کہیں جا کر لارار کے بھی ہاتھ لگے۔ لوگن نے اس کے

ایک زبردست رائٹ ہک رسید کی۔ دوسرا راؤنڈ قیامت کا تھا جونہی..... اور ایک بات بتاؤں۔

میں نے لارار کو غور سے دیکھا۔ وہ ڈرا ہوا لگ رہا تھا۔“

راکس ہنسنے لگا۔ ”کیسی مضحکہ خیز بات ہے۔“

جونہی اسے گھور کر دیکھا۔ اسی وقت باہر سے آنے والی آوازیں بہت بلند ہو گئیں۔

لگتا تھا، لوگ پاگل ہو گئے ہیں..... اُٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ ذرا دیر بعد ایک شخص بھاگتا ہوا

آیا اور اس نے دروازہ کھولا۔ ”اب پانچ منٹ میں تیار ہو جاؤ جونہی۔“

جونہی نے اسے پکارا۔ ”اے..... بات سنو..... ایک منٹ۔“

وہ پلٹ آیا۔ اس کا چہرہ بیجانی کیفیت میں تھما رہا تھا۔ ”جی..... کیا بات ہے؟“

”فائٹ کون جیتا؟“

”وہ..... ریڈ لوگن۔ اس نے تیسرے راؤنڈ کے آخری منٹ میں لارا کو گرا دیا۔
لارا اب تک بے ہوش ہے۔“

دروارہ بند ہوا تو رکس نے بے ساختہ سیٹی بجائی۔ ”ولکوکس اس لڑکے کو تمہارے مقابلے پر لانے کی کوشش کر رہا ہے۔“ اس نے جونی سے کہا۔

”یہ لڑکا یہاں بہت مقبول ہو گیا ہے۔“ جونی نے پر خیال لہجے میں کہا۔ ”میرا خیال ہے اب اس سے فائٹ مناسب رہے گی..... منفعت بخش ثابت ہوگی۔“

”ہاں جونی..... بشرطیکہ تم جیت جاؤ۔“
جونی کا منہ بن گیا۔ ”کیا مطلب ہے تمہارا؟ اس سے اگر میں ایک ہاتھ سے

لڑوں، تب بھی جیت جاؤں گا۔“
”اتنا یقین ہے تمہیں؟“

”ہاں۔ اور اس کی ایک وجہ ہے۔ وہ میں تمہیں ابھی نہیں بتاؤں گا۔ اس وقت مجھے صرف آج کی فائٹ کے بارے میں سوچنا ہے۔ اب تم لوگ تیار ہو جاؤ۔“



بینک کا چہرہ خوشی سے تھم رہا تھا۔ اس نے وان کی جیت پر بھاری رقیں لگائی تھیں۔
ولکوکس سمجھا کہ وہ نئے میں ہے۔ ”تم پیٹے رہے ہو؟“ اس نے پوچھا۔ ”اس لیے کہ اس صورت

میں جو کچھ مجھے کہنا ہے، اس کے لیے مجھے انتظار کرنا پڑے گا۔“
بینک کے دانت نکل پڑے۔ ”ارادہ تو ہے پینے کا مسٹر ولکوکس لیکن فی الوقت تو میں

نے سونگھی بھی نہیں ہے۔“
ولکوکس بھر مسکرا دیا۔ ”اور سناؤ، تمہارا لڑکا کیسا ہے؟“

”وہ بہت پٹا ہے لیکن پھر بھی فرسٹ کلاس ہے۔“ بینک نے فخریہ لہجے میں کہا۔ ”اور تم نے دیکھا مسٹر ولکوکس، لوگ اس کے لیے دیوانے ہو گئے ہیں۔“

”ہاں۔ تم نے ٹھیک کہا تھا۔ تم مجھ سے شرط بھی جیت گئے لیکن میں نے یہاں تمہیں جونی مورس کو دیکھنے کے لیے بلوایا ہے۔“

”یہ کون سا راؤنڈ ہے؟“
”دسواں۔“ ولکوکس نے کہا۔ ”اور جونی جیت جائے گا۔ تم یہ دیکھو کہ وہ باکس کے

کرتا ہے۔ اس کے پاس سب کچھ ہے..... اور کچھ اس سے سوا بھی ہے۔“
وہ خاموشی سے فائٹ دیکھتے رہے۔ جونی، ہرمن کا منہ چڑا رہا تھا، اسے اکسار ہاتھ۔

یہ اس کی خاص ٹیکنیک تھی۔ وہ حریف کو اشتعال دلاتا اور اشتعال میں حریف غلطیاں کرتا۔
”میرا اندازہ ہے کہ رکس اور جونی ہم میں انٹرسٹڈ ہیں۔“ ولکوکس نے کہا۔ ”کل وہ مجھ

سے بات کریں گے۔ تم موجود رہنا۔ جونی اس دولت کا بھوکا ہے جو آسانی سے اسے مل جائے۔“
گیارہواں راؤنڈ شروع ہو چکا تھا۔ ولکوکس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”اب دیکھنا فضول

ہے۔ نتیجہ مجھے معلوم ہے۔ میں اب وان لوگن سے ملنا چاہتا ہوں۔“
”میں بھی چلوں گا۔“ بینک نے کہا۔

وہ دونوں پہنچے تو وان لباس تبدیل کر چکا تھا۔ اس کا چہرہ ایک جانب سے بُری طرح سو جا ہوا تھا۔ وہ کیلی سے مذاق کر رہا تھا اور بہت اچھے موڈ میں تھا۔ ”ہیلو مسٹر ولکوکس!“ اس

نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”میں کیسا رہا جناب؟“
”بہت اچھے بیٹے۔ تم میری اور تماشاؤں کی توقعات پر پورے اُترے۔ اور سنو

لوگن، میں جونی مورس سے تمہاری فائٹ کے چکر میں ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے؟“
”کیوں نہیں جناب۔“ وان نے سرسری لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے لیکن میری ایک بات سن لو لڑکے! مورس کو شکست دیے بغیر تم ٹاپ پر نہیں پہنچ سکتے اور اصل دولت ٹاپ پر ہے۔“

بینک نے چونک کر سر اٹھایا۔ ”ایک منٹ..... پہلے شرائط تو بتاؤ۔“
”ابھی تفصیلات تو طے نہیں ہوئی ہیں لیکن معمول کے مطابق جونی کو گیٹ منی کے

ساڑھے سینتیس فیصد اور تمہیں ساڑھے بارہ فیصد ملے گا۔ باقی پر موٹر کا۔ تمہاری اب یہاں ساکھ بن گئی ہے۔ آج کی کارکردگی اور اخبارات کے تبصرے کے زور پر مجھے امید ہے۔ کہ

گیٹ منی دو لاکھ ڈالر سے کم نہیں ہوگی۔“
ولکوکس کے جانے کے بعد بینک، وان کے پاس آیا۔ ”بیٹے..... اب کمائی کے دن

شروع ہو رہے ہیں۔ ولکوکس کا منصوبہ کامیاب رہا اور تم پر میرا جوا بھی۔ اخبار والوں کو ہم دونوں کے متعلق پتا چل جائے تو کیسی زوردار کہانی بنے گی۔ دو فلاش، جو مال گاڑی میں بغیر ٹکٹ کے

سفر کر کے شہر پہنچے تھے۔ میں بہت خوش قسمت ہوں وان۔ ویسے تم شاید میرے بغیر بھی اس

سے نہیں دیکھا؟“

”آخری بار اس وقت دیکھا تھا، جب اس کے ساتھ اسپرنگ کی تھی۔“
 ”اس وقت تو وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ بچہ تھا۔ وہ ہاورڈ، کوئیلی اور کیلی نے اس پر
 بہت محنت کی ہے۔ اب وہ کوئی عام باکسر نہیں.....“
 ”میرے لیے تو وہ عام باکسر ہی ہے۔ میں جب چاہوں، اسے ناک آؤٹ کر
 دوں۔“ جونی نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

جونی کے جانے کے بعد ایک ٹریز نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”تم ایک بات بھول
 رہے ہو ریکس۔ یہ وان لوگن ایک بار جونی کا بہت مذاق اڑوا چکا ہے۔“
 ”وہ..... میرا خیال ہے، جونی اس واقعے کو بھول چکا ہے۔ اس نے کبھی اس کا
 حوالہ نہیں دیا۔“

”نہیں چیف، جونی کچھ بھی نہیں بھولا۔ اس نے اخباروں کے وہ تراشے بہت
 سنبھال کر رکھے ہیں۔“
 ”اوہ..... مجھے معلوم نہیں تھا۔“ ریکس نے پر خیال لہجے میں کہا۔ ”تب تو یہ بڑی خونی
 فائٹ ہوگی۔“



پرواز کے دوران وان، لوشیا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے حیرت تھی کہ لوشیا
 سے محبت کا اندازہ اسے اتنی تاخیر سے ہوا۔ شاید اس لیے کہ وہ خود سے ہٹ کر کچھ سوچتا ہی
 نہیں۔ وہ اپنے اندر کی دنیا سے باہر ہی کب نکلتا ہے۔ اگر لوشیا سے شادی ہوگئی تو.....؟ بچوں
 کا تصور..... باپ بننے کا تصور اسے عجیب سا اور غیر حقیقی سا لگ رہا تھا۔
 ایک عجیب بات تھی۔ وہ لوشیا کو تصور میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لوشیا کو کیا، کسی کو بھی نہیں
 دیکھ سکتا تھا۔ ہاں..... جون اور بینک کے چہرے کبھی اس کے تصور میں ابھرتے۔ البتہ اپنے
 باپ کو وہ جب چاہے۔ ”دیکھ سکتا تھا۔ وہ سوچتا..... اور جیتا جاگتا مائیکل لوگن اس کے تصور کے
 پردے پر آکھڑا ہوتا۔

اس وقت اس نے لوشیا کا تصور قائم کرنے کی کوشش کی اور ناکامی پر جھنجھلا کر رہ گیا۔

اس کے خیالات کی رو جون کی طرف مڑ گئی۔ اسے راکیل یاد آئی۔ جون اس لڑکی کا

مقام تک پہنچ سکتے تھے۔ کیوں کیلی؟“

”میرا خیال ہے بینک، تم نے وان کے لیے بہت کچھ کیا ہے“ کیلی نے کہا۔
 ”وان نے اپنا ٹیک اٹھالیا۔“ بس..... اب میں تمہاری دُکھ بھری کہانی نہیں سن سکتا۔“
 اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مخاطب بینک سے تھا۔ ”میں ہوٹل جا رہا ہوں۔“
 ”میں تو آج جشن مناؤں گا۔ صبح ہی آسکوں گا۔“ بینک نے کہا۔ ”کیلی..... آج
 میری ذمہ داری تم پوری کرو گے۔“ وہ سیٹی بجاتا ہوا باہر چلا گیا۔
 کیلی ہنسنے لگا۔ ”بینک اچھا آدمی ہے۔“ اس نے کہا۔ ”میں اس فیلڈ میں برسوں سے
 ہوں۔ میں نے چند ہی آدمی ایسے دیکھے ہیں، جو بددیانت نہیں۔ بینک انہی میں سے ہے۔“
 ”وائی کم ہی بولتا تھا مگر اس بار بولا۔“ مسٹر بینک نے بڑی بڑی شرطیں لگائی تھیں۔
 تمہاری ہر فائٹ پر وہ شرط لگاتے ہیں۔“
 وان سوچ میں پڑ گیا۔



چار دن میں شرائط اور تمام معاملات طے پا گئے۔ ریکس خوش نہیں تھا۔ اس کا کہنا تھا
 کہ وان سے لڑنے میں ہر نقصان جرنی کا ہی ہے، ہر ریسک جونی کا ہے لیکن جونی خود اس
 معاملے کو ایک اور زاویے سے دیکھ رہا تھا۔ اخبارات نے وان لوگن کو پیدائشی فائٹر قرار دیا تھا۔
 وان کی مقبولیت مسلسل بڑھ رہی تھی۔ ”وان۔ لارا“ فائٹ کو ”جونی، ہرمن“ فائٹ سے زیادہ
 کوریج ملی تھی۔ اس لیے کہ وان پبلک کا چہیتا بن گیا تھا اس لیے کہ وہ پنشن سے نہیں گھبراتا تھا
 اور مارنے پر تیار رہتا تھا۔ اس کی فائٹس گرما گرم ہوتی تھیں۔

ولکوکس نے زبردست پبلسٹی کی۔ دونوں باکسر مقبول تھے۔ جونی مورس تو پیدا ہی
 شکاگو میں ہوا تھا۔ اسے سب جانتے تھے۔ ہر شخص اس کی فائٹ دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ چیمپئن شپ
 ٹائٹل شکاگو کو دلانے والا تھا۔ دوسری طرف وان لوگن کی جیت کے بھی امکان تھے۔ دونوں
 کو ایک دوسرے کا قدرتی حریف قرار دیا جا رہا تھا۔ جونی بہت پر اعتماد تھا۔ وہ جانتا تھا کہ رقم
 ٹکڑی ملے گی اور یہ بھی جانتا تھا کہ اسے کیا کرنا ہوگا۔ وہ لوگن کو دیکھ چکا تھا۔ اس کے بارے
 میں جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ لوگن کو کیسے شکست دی جا سکتی ہے۔

”تم اتنے پر یقین ہو۔“ ریکس نے جونی سے کہا۔ ”تم نے اس لڑکے کو کب

وان کی طرح میں کسی کی طرف نہیں کھنچی۔“

”احقانہ بات ہے۔“

”ہرگز نہیں ڈڈلے..... ہرگز نہیں۔ تم نے مجھے پروپوز کیا، میں شکر گزار ہوں۔ میں تمہیں پسند کرتی ہوں لیکن تم سے شادی نہیں کر سکتی۔ اس لیے کہ میں پورے شعور کے ساتھ، جذباتیت کے بغیر وان سے محبت کرتی ہوں۔“

ڈڈلے نے کارڈ دوبارہ اشارت کر دی۔ انٹرپورٹ تک کا باقی سفر خاموشی سے کٹا۔ انٹرپورٹ پر اخبار نویسوں کا خاصا جوم تھا۔ جہاز کے لینڈ کرتے ہی وہ اس کی طرف لپکے۔ وان پہلے اُترا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اتنی دیر میں اخبار نویس اس کے گرد گھیرا ڈال چکے تھے۔ وہ ہنس رہے تھے، اس کی پیٹھ تھپک رہے تھے۔ بینک نے بڑی مشکل سے انہیں ہٹایا تب وہ بلڈنگ تک پہنچے۔

وان تیزی سے لوشیا کی طرف بڑھا۔ ”ہیلو۔“ اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔ ”مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آؤ گی۔“ اس کا دل عجیب سے انداز میں دھڑک رہا تھا۔

”ہاں..... ہم تمہیں ریسیو کرنے آئے ہیں۔“ لوشیا نے کہا۔

تب وان نے پہلی بار ڈڈلے کو دیکھا اور اس کا چہرہ تھمتھا اٹھا۔ ”اوہ سوری۔ میں نے تمہیں دیکھا ہی نہیں تھا۔“ اس نے ڈڈلے سے معذرت کی۔

ڈڈلے مسکرا دیا۔ ”کوئی بات نہیں۔ کسی سے ملنے کی بے تابی ہو تو ایسا ہوتا ہے۔

ہاں، میں نے اخبار میں پڑھا تھا۔ تم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔“

وان نے مسکراتے ہوئے اپنی متورم آنکھ پر ہاتھ پھیرا۔ ”یہ بھی تمہیں کوئی کہانی سنارہی ہے۔“

لوشیا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ”نہیں۔ تم بہت اچھے لگ رہے ہو۔ ہمارے ساتھ چلو گے؟“

”کیوں نہیں۔ بینک نے کہا کہ باقی معاملات وہ سنبھال لے گا۔ مجھے تین دن کی مکمل آزادی ملی ہے۔ بینک کا کہنا ہے کہ اتنی طویل ٹریننگ کے بعد یہ ضروری ہے۔“

”بہت خوب۔ آج ہمارے ہاں پارٹی ہے۔ میں نے تمہارے بھائی اور اس کی گرل

دیوانہ تھا۔ جون کبھی اس لڑکی سے پیچھا نہیں چھڑا سکے گا..... کم از کم اس کے ہاتھوں اذیت اٹھائے بغیر وہ ماننے والا نہیں۔ اس رات، جب وہ جون کو اپنے ساتھ فائٹ میں لے جا رہا تھا تو وہ لڑکی، جون کی نفرت سے کھول رہی تھی۔ ہاں..... وہ لڑکی بہت تند جذباتوں والی لگتی ہے..... بہت نفرت کرنے والی۔ وہ لوشیا سے مختلف ہے۔ لوشیا بہت پیاری لڑکی ہے۔ ابھی چند منٹ بعد وہ لوشیا سے ملے گا۔

وہ بینک کے بارے میں سوچنے لگا۔ بینک، جو بہت بدل گیا تھا مگر کبھی کبھی تنہائی میں پرانا والا بینک ہی لگتا تھا۔ بینک، جو بے ایمانی کا قائل نہیں تھا۔

□ □ □

ڈڈلے بینکس نے اچانک بریک لگائے۔ کارزک گئی۔ ”لوشیا..... پاگل ہو گئی ہو؟“

اس نے کہا۔ ”نہیں..... تم سنجیدہ نہیں ہو سکتیں۔ تم اس شخص سے شادی نہیں کر سکتیں۔“

”کیوں نہیں کر سکتی؟ میں اس سے محبت کرتی ہوں۔“

”یہ محض تمہارا خیال ہے۔ وہ بس تمہارے لیے ایک مختلف..... ایک نئی چیز ہے۔ یہ تمہارا پاگل پن ہے۔ تم اسے محبت کہتی ہو۔ حقیقت سے نظریں کیسے چراؤ گی؟“

لوشیا ہنس دی۔ ”تم محبت کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔“

”تم بے وقوف لڑکی..... یہ تو سوچو کہ وہ تمہاری دنیا کا آدمی نہیں۔ اس کے ساتھ ازدواجی زندگی تمہیں صرف چند ہفتوں میں ہی بور کر دے گی۔“

”تمہارے خیال میں مجھے کس قسم کے آدمی سے شادی کرنی چاہیے؟“

ڈڈلے نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ ”تمہیں مجھ سے کرنی چاہیے۔

میں اتنی دیر سے تمہیں یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔“

”تم کیسے شادی کرو گے؟ تمہارا اپنا گزارا نہیں ہوتا۔“

”تو یہ بات.....“

”نہیں۔ تم غلط سمجھ رہے ہو۔ تم سمجھ ہی نہیں سکتے کہ میں کیا چاہتی ہوں۔ میں صرف وان لوگن کو چاہتی ہوں، خواہ یہ ساتھ مختصر ہو۔ وہ میرے لیے دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہوگا۔ میں بچی نہیں ہوں۔ میں نے دنیا دیکھی ہے، بھانت بھانت کے لوگوں سے ملی ہوں مگر

فرینڈ کو بھی مدعو کیا ہے۔“

لوشیا اپنا ہونٹ کاٹنے لگی۔ پھر وہ کار کی طرف چل دی۔ ”ٹھیک کہتے ہو تم۔ رات کو تم اس سے مل ہی لو گے۔“



کمرالوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ راکیل نیلی آنکھوں والے ایک نوجوان کی باتیں سن رہی تھی۔ نوجوان پر جوش لہجے میں اسے اس کتاب کے بارے میں بتا رہا تھا، جو وہ تصنیف کر رہا تھا۔ جون اسے بد مزگی سے دیکھتا رہا پھر وہ وان کی طرف مڑا۔ وان ایک طرف بیڑ کا گلاس ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔

کسی نے ریکارڈ پلیئر آن کر دیا۔ کمرالموسیقی سے بھر گیا۔ راکیل نیلی آنکھوں والے جوان کے ساتھ رقص کرنے لگی۔ جون اپنے بھائی کے پاس جا بیٹھا۔ ”میں پاگل ہو جاؤں گا۔“ اس نے کہا۔ ”مجھے اس شہر سے نفرت ہے۔“

وان نے حیرت سے اسے دیکھا۔ ”تم چاہو تو آئندہ ماہ شکاگو چلے چلو میرے ساتھ۔“ ”شکریہ۔ مجھے جانا ہوتا تو میں جب چاہوں گا، چلا جاؤں گا۔“ جون نے جڑ کر کہا۔ ”میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ وہاں شاید میں اکیلا نہیں رہ سکوں گا۔ تم بھی میرے ساتھ.....“ ”یعنی میں تم پر لد جاؤں!“

”تم شاید نشے میں ہو اسی لیے ایسی باتیں کر رہے ہو۔“ وان نے تھل سے کہا۔

”وان..... تم میرا پیچھا چھوڑ دو۔“

”وان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی نگاہوں میں الجھن تھی۔ ”تمہیں ہوا کیا ہے؟ اتنے تلخ

کیوں ہو رہے ہو؟“

جون کا رخسار پھڑکنے لگا۔ ”میں تنگ آ گیا ہوں۔ میں اپنی زندگی آزادانہ نہیں گزار سکتا۔ تم مجھے پیسے دے کر سمجھتے ہو کہ تمہیں مداخلت کا حق مل گیا ہے۔ تم میری انا بننے کی کوشش کرتے ہو۔ تم اور تمہارے برتر دوست..... تم مجھے مضحکہ خیز سمجھتے ہو.....“

وان کا چہرہ تپنے لگا۔ ”بہتر ہے، تم واپس چلے جاؤ۔ تم نشے میں ہو۔“

جون نے جام فرش پر بیٹھ دیا اور کمرے سے نکل گیا۔ وہ راکیل کے پاس سے گزرا تو راکیل نے ہنس کر جیسے اس کا مذاق اڑایا۔ جون نے دروازہ دھماکے سے بند کیا۔ ”تمہارا بھائی

بہت بد تمیز ہے۔ اسے تمیز سکھاؤ۔“ راکیل کے ہم رقص نیلی آنکھوں والے نوجوان نے وان سے کہا۔

رقص کرنے والے اپنی جگہ ساکت ہو گئے۔ بارکر اور لوشیا وان کی طرف بڑھے۔ ”کیا بات ہے؟“ بارکر نے پوچھا۔

”کیسے بد تمیز دوست پال رکھے ہیں تم نے۔“ نیلی آنکھوں والے نے اکھڑپن سے کہا۔

راکیل، وان کے پاس آگئی۔ ”جون صبح ہی سے عجیب سا ہو رہا تھا۔ تم نے اس سے جھگڑا تو نہیں کیا؟“ اس کا لہجہ ہمدردانہ تھا۔

لوشیا نے وان کا ہاتھ تھام لیا۔ ”کیا ہوا وان؟“

”بس وہ بغیر کسی بات کے مشتعل ہو گیا اور گھر چلا گیا۔“ وان نے بھاری آواز میں کہا۔ ”وہ نشے میں تھا۔ میں نے اسے اس حال میں کبھی نہیں دیکھا۔“

ریکارڈ ختم ہو گیا تھا۔ کسی نے دوسرا ریکارڈ لگانے کی کوشش نہیں کی۔ کوئی بھی رقص کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ وان دوبارہ اپنی جگہ بیٹھا۔ لوگ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے گفتگو کا رخ کامیابی کی طرف مڑ گیا۔ ”تمہارے نزدیک کامیابی کی علامت کون ہے؟“ کسی نے بارکر سے پوچھا۔

”میرا خیال ہے، وان لوگن۔“ بارکر نے ذرا دیر سوچنے کے بعد جواب دیا۔

”نہیں، میں کامیاب آدمی نہیں ہوں۔“ وان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”میں صرف خوشحال ہوں۔ میں وہ کر رہا ہوں، جس کی مجھ میں صلاحیت ہے۔ لیکن میں کچھ اور کرنا چاہتا ہوں..... کوئی بہترین کام۔ مگر یہ سوچنا بھی بے سود ہے۔“

”اگر تم نے جونی مورس کو شکست دے دی تو کیا کرو گے؟“ ڈڈلے نے پوچھا۔

وان نے کندھے جھٹک دیے۔ ”میں نے یہ سوچنے کا کام دوسروں کو سونپ دیا ہے۔“

”اور میں اسی کو کامیابی قرار دیتا ہوں۔“ بارکر نے کہا۔ سب ہنسنے لگے۔

”اور میں مستقبل بعید کی فکر بھی نہیں کرتا۔“ وان نے کہا۔ لوشیا مسکرائی لگی۔

راکیل کو یہ احساس ستانے لگا کہ وہ پس منظر میں چلی گئی ہے۔ یہ اسے گوارا نہیں

تھا۔ ”اور اپنے بھائی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”جون کے پاس وہ کچھ ہے، جو میرے پاس نہیں۔ وہ مجھ سے بہت بہتر ہے۔“

”تمہارا اشارہ موسیقی کی طرف ہے؟“

”ہاں، موسیقی کی طرف بھی ہے لیکن اسے مجھ پر صرف یہی فوقیت حاصل نہیں۔ وہ بے حد ذہین بھی ہے۔“ وان کے لہجے میں فخر تھا۔

”لیکن اس معاشرے میں یہ کامیابی کی دلیل نہیں۔ یہاں طرح طرح کے جھکندے چلتے ہیں، سفارش کی بڑی اہمیت ہے یہاں۔ تعلقات کام آتے ہیں۔“ راکیل بولی۔

”اس سے تو کوئی معاشرہ پاک نہیں۔“ ڈڈلے نے کہا۔ ”انسان غیر جانب دار تو کبھی ہوتا ہی نہیں۔ وہ کچھ لوگوں کو دوسروں پر فوقیت دیتا ہے اور ان کے کام آنے کی کوشش کرتا ہے۔“

”چھوڑو! باتوں کو۔“ وان نے میز پر گھونسا مارتے ہوئے کہا۔ ”میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں۔ باہر چلو تا کہ تازہ ہوا میں سانس لیا جائے۔“

لوشیا اور راکیل اس کے ساتھ نکل آئیں۔ لوشیا اپنے ساتھ بڑی پیکار ڈلائی تھی۔ اس نے وان سے کہا۔ ”ڈرائیو تم کرو گے۔“ وہ اور راکیل اگلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔

”میں تمہیں گھر پہنچا دوں گا۔“ وان نے راکیل سے کہا۔

”کیوں زحمت کرتے ہو۔“ راکیل نے مسکراتے ہوئے شریں لہجے میں کہا۔

”زحمت کیسی۔ یوں میں جون سے بھی مل لوں گا۔“

”گاڑی مکان کے سامنے رکی۔ سڑک تقریباً تاریک تھی۔ وان نے راکیل کے

لیے دروازہ کھولا اور اسے لے کر مکان کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ”زیادہ دیر نہ لگانا، میں یہاں انتظار کر رہی ہوں۔“ لوشیا نے پکار کر کہا۔

زینے بھی تاریک تھے۔ راکیل نے وان کا بازو تھام لیا۔ جون کے کمرے کے دروازے کی چُلی درز سے روشنی نظر آئی۔ راکیل نے آہستگی سے دروازہ کھولا اور وہ دونوں اندر چلے گئے۔ جون ایک آرام کرسی میں بیٹھا تھا۔ اس نے بے تاثر نگاہوں سے انہیں دیکھا۔ اس کا چہرہ سادہ کاغذ کی طرح ہور ہا تھا۔

وان نے عقب میں دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ ”ہیلو جون! اب بہتر محسوس کر

رہے ہو؟“

جون نے کرسی کے ہتھوں کو اتنی سختی سے بھیچا کہ اس کی انگلیوں کی پوریں خون سے محروم نظر آنے لگیں۔ بھائی کی آواز سن کر جیسے وہ سکر سا گیا۔ ”ہاں، اب میں بہتر محسوس کر رہا ہوں۔“ اس نے کہا۔ ”اس لیے کہ مجھے سوچنے کی مہلت مل گئی۔“ اس نے تلخی سے راکیل کو دیکھا۔ ”راکیل..... اب تم یہاں سے نکل جاؤ۔ میں نے تمہارا سامان بیک میں پیک کر کے تمہارے پرانے کمرے میں پہنچا دیا ہے۔“ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

راکیل حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ ”لیکن جون، وہاں تو بیڈ بھی نہیں.....“

”بیڈ تمہارے لیے کوئی مسئلہ نہیں۔“ جون نے حقارت سے کہا۔ ”وہ تو تم میرے اس ہیرو بھائی کے ساتھ بھی شیئر کر سکتی ہو۔ سونے کے دل اور بھری ہوئی جیبوں والا یہ نوجوان تمہارے لیے موزوں رہے گا۔ ہے نا؟ یا پھر وہ نیلی آنکھوں والا.....“

”شٹ اپ جون۔ کیوں بکواس کر رہے ہو۔“ وان نے نرم لہجے میں اسے ٹوکا۔

”میں خاموش نہیں رہوں گا۔“ مجھے اس حرافہ کو کچھ بتانا ہے۔ یہ دیکھنے میں کتنی معصوم لگتی ہے لیکن یہ سب کو خوش کرنے کے لیے نیا رہتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ اس سے بور ثرواتی طبقے کے خلاف اور شخصی آزادی کے حق میں عالمانہ اور فلسفیانہ گفتگو کی جائے۔ یہی.....“

”جون! تم بہت کمینے اور ذلیل.....“

”میں تو کمینہ اور ذلیل ہوں۔ تم اپنی کہو۔ تم بس ایک انٹی لکچرل قسم کی طوائف

ہو اور کچھ نہیں۔“

وان تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کی آنکھیں غصے سے دھک رہی تھیں۔ ”بس بہت

ہو گئی۔ راکیل! تم نیچے جا کر لوشیا کے پاس بیٹھو.....“

جون اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور ہڈیانی انداز میں ہنسنے لگا۔ ”اوہ! تو لوشیا

بھی موجود ہے۔ تمہارے احساس برتری کے مارے دوست بھی ہوں گے.....“

”لوشیا نیچے کار میں میری منتظر.....“

”بہت خوب! وہ بھی خوبصورت باتیں کر کے مردوں کو لبھانے والی.....“

وان نے سختی سے جون کا ہاتھ پکڑ لیا۔ راکیل دروازے کی طرف چل دی۔ دونوں بھائی

ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔ دونوں کی آنکھوں میں خون اُترا ہوا تھا۔ جون پردیوانگی

طاری تھی۔ اس کا چہرہ پسینے میں تر ہو رہا تھا۔ ”میرا ہاتھ چھوڑ دو! حق۔“ جون غرایا۔ ”زور آزمائی کا کیا

فائدہ۔ میری بات غور سے سنو۔ تم سمجھتے تھے کہ اپنے ذہن دوستوں کے حلقے میں لے جا کر مجھے میری نظروں میں حقیر ثابت کر دو گے، یہ ثابت کر دو گے کہ تم بہت عقل مند ہو گئے ہو۔ وہ باتیں کرنے کی مشینیں تمہارے ساتھ کس قدر مریدانہ برتاؤ کرتی ہیں، تمہیں اس کا احساس بھی نہیں۔ تم مجھ پر حکم چلاتے رہے ہو۔ یہ کرو، وہ نہ کرو۔ یہاں جاؤ، وہاں نہ جاؤ۔ اس طرح رہو۔ تمہیں دیکھ کر مجھے کسی بوڑھی انا کا خیال آتا ہے، جو کسی کھلنڈرے بچے پر تھوپ دی گئی ہو۔ میں تم پر چیخوں، تمہارے ساتھ بدتمیزی کروں تو تم ہونٹوں پر ایسی درگزر بھری مسکراہٹ سجالیتے ہو، جیسے دلی ہو۔ تم مجھ پر ترس کھاتے ہو، مجھے کمزور سمجھتے ہو۔ میں تم سے عاجز آچکا ہوں۔ تمہیں دیکھ کر مجھے متکی ہونے لگتی ہے۔ میرا پیچھا چھوڑ دو۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ نکل جاؤ۔ نکل جاؤ۔“

”میں کہتا ہوں، دفع ہو جاؤ یہاں سے“ جون دھاڑا۔ ”اپنی ذہن اور خوبصورت طوائف کو لے کر چلے۔“

”جون! بکواس مت کرو۔ جانتے ہو، میں اس سے شادی کرنے والا ہوں۔“

جون کا جسم تن سا گیا۔ اس کا رخسار بری طرح پھڑکنے لگا۔ ”شادی؟ شادی اور تم!“ اس نے فحاش سے کہا۔ ”شاید کامیابی کے نشے میں پاگل ہو گئے ہو تم۔ اتنے بڑے وجود کے ساتھ اتنا بے وقوف ہونا۔ کتنی عجیب بات ہے۔ تو تم اس لڑکی سے شادی کر دو گے۔ اور شاید اس نے تمہیں بتایا ہوگا کہ میں دولت کے لالچ میں تم سے چپکا ہوا ہوں۔“

”جون۔۔۔۔۔ لعنت ہو تم پر۔ میں تم سے کہہ رہا ہوں، لوشیا کے پیچھے مت پڑو۔ آخر تم کیوں۔۔۔۔۔“

”تمہیں میری باتیں سننی پڑیں گی بن مانس۔ ہاں۔۔۔۔۔ میں تمہارے بل پر جی رہا ہوں، یہ سچ ہے کہ اگر تم مجھ سے دور رہتے۔۔۔۔۔ میرے پیچھے نہ پڑتے تو شاید یہ سلسلہ جاری رہتا۔ تمہارا پیسہ میرے راستے کی رکاوٹ ہے۔ ایک دن میں اسے پھلانگ کر تم سے پیچھا چھڑا لیتا۔۔۔۔۔ میں ہمیشہ سے آزادی چاہتا رہا ہوں۔ تم سے پیچھا چھڑانے کی خواہش تھی میری۔ میں ہمیشہ سے تم پر اپنی برتری ثابت کرنے کا خواہاں ہوں۔ تم کیا سمجھتے ہو، اسکول کے زمانے میں تم مجھے بچوں کے ہاتھوں پٹنے سے بچاتے تھے تو مجھے خوشی ہوتی تھی؟ نہیں! ڈیڈی کی موت کے بعد جو تم نے دو سال میری نگہداشت کی، وہ مجھے اچھی لگتی تھی؟ ہرگز نہیں۔۔۔۔۔“

وان نے اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ نہ اپنی

نگاہوں پر، نہ اپنے کانوں پر، وہ بھائی کو یوں گھور رہا تھا، جیسے زندگی میں پہلی بار اسے دیکھا ہو۔ ”جون، بس کرو۔ تم پاگل ہو گئے ہو۔“ اس نے التجا کی۔ ”یہ سب کچھ تم غصے میں کہہ رہے ہو۔ ہوش و حواس میں نہیں ہوتم۔“

”میں سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں۔ یہ سب درست ہے۔ میں۔۔۔۔۔“

”تو بینک ٹھیک کہتا تھا۔ میں تمہارے لیے صرف معاشی تحفظ کی علامت ہوں۔ بے وقوف آدمی، تم سمجھتے ہو کہ میرا سلوک تمہارے ساتھ مریدانہ۔۔۔۔۔“

”سٹ اپ! یاد کرو، تم فائنٹ بزنس میں میری خاطر گئے تاکہ تمہارے پیسے سے میں موسیقی کے میدان میں کچھ کر سکوں۔ تم ہمیشہ ہیرو بننے رہے۔ مجھے تم سے نفرت ہو گئی۔ اب جاؤ اور اس لڑکی سے شادی کر لو۔ جاؤ۔۔۔۔۔ دفع ہو جاؤ۔ مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ میں اب اپنے زور پر چیوں گا۔ جاؤ۔۔۔۔۔ دفع ہو جاؤ۔ دفع ہو جاؤ۔“

وان کا چہرہ سپید پڑ گیا۔ چند لمحوں میں ہی وہ اپنی عمر سے بڑا لگنے لگا۔ ”ٹھیک ہے، میں جارہا ہوں۔“ اس نے کہا۔ ”تم نے ایسی باتیں واضح کر دیں، جو میں کبھی نہیں سمجھ سکا تھا۔ تم بہت۔۔۔۔۔ بہت زیادہ گھٹیا آدمی ہو۔ تمہیں یہ سب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن تم نے کیا۔ اس لیے کہ تم حاسد انسان ہو۔ تم ہمیشہ سے حاسد رہے ہو۔ اور تم زندگی میں کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ تم میں جرات اور حوصلہ نہیں ہے۔ تم ایک سفاک، گھٹیا اور حاسد انسان ہو۔ تم تو مجھے خوش بھی نہیں دیکھ سکے۔“

جون زہریلی ہنسی ہنسنے لگا۔ ”مجھے اس پر شرط لگا لینی چاہئے تھی کہ اب جذباتیت والے مکالمے آئیں گے۔ تم سب کچھ اسکرپٹ کے مطابق کرتے ہو۔“

وان دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس نے پلٹ کر جون کو دیکھا۔ ”ٹھیک ہے، میں جارہا ہوں۔“ اس نے کہا۔ ”تم اپنی خواہش پوری کر لو۔ تھوڑا عرصہ آزاد رہ کر دیکھ لو۔ میں تمہارے لیے کچھ پیسے لایا تھا۔ یہ رکھ لو۔ تمہیں اپنے مرتبے اور مقام تک پہنچنے کے لیے ان کی ضرورت پڑے گی۔“ یہ کہہ کر اس نے جیب سے نوٹ نکالے اور اُچھال دیئے۔

جون وحشیانہ انداز میں جھپٹا اور اس نے میز سے نوٹ اٹھا کر وان کے منہ پر دے مارے۔ ”دفع ہو جاؤ یہاں سے“ وہ دھاڑا۔

وان باہر نکل آیا۔ غصے کی شدت سے اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔ اسے کچھ نظر نہیں

آ رہا تھا۔ وہ ٹول ٹول کر آگے بڑھ رہا تھا۔

اوپر کمرے میں جون فرش پر بکھرے ہوئے ٹولوں کو گھورتا رہا۔ وہ پر شور انداز میں سانس لے رہا تھا۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور کھڑا اپنے قدموں پر جھولتا رہا۔ اس کے ذہن میں ایک دُھن کے ٹکڑوں کی بازگشت گونج رہی تھی۔ اس نے بڑھ کر اپنا والکن اٹھایا اور بڑی نرمی سے اسے بجایا مگر پھر اس کے ہاتھ رُک گئے۔ ”اوکرائٹ، اوکرائٹ۔“ وہ بڑبڑایا۔ ”میں نہیں بجاسکتا۔ میں نہیں بجاسکتا۔“ اپنی آواز اسے چیختی ہوئی سی..... بہت اجنبی سی لگی۔ اس نے والکن کو بے جی سے میز پر دے مارا۔ چند ہی لمحوں میں والکن ٹوٹ پھوٹ گیا۔ وہ یوں ہانپ رہا تھا، جیسے میلوں بھاگ کر آیا ہو۔ گھنٹوں کے بل بیٹھ کر وہ والکن کے ٹکڑوں کو پیار سے سہلاتا رہا پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ ”وان..... وان..... تم نے اتنی جلدی کیوں کی؟“ وہ بڑبڑا رہا تھا۔ ”تم تھوڑا سا رُک نہیں سکتے تھے..... انتظار نہیں کر سکتے تھے۔“ کوئی ایک منٹ بعد وہ اٹھا اور اپنے بیڈروم میں چلا گیا۔



وان بہت کم رفتار میں ڈرائیو کر رہا تھا۔ راکیل اُتر چکی تھی اور اب صرف لوشیا اس کے ساتھ تھی۔ رات بہت گزر چکی تھی۔ سڑکیں سنسان تھیں۔ لوشیا خاموش بیٹھی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ کوئی بہت خراب بات ہوئی تھی۔ کچھ تفصیل تو راکیل نے ہی بتا دی تھی۔

اچانک وان کے جسم میں تناؤ سا پیدا ہوا۔ اس نے لوشیا کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا اور آنکھوں سے خوفزدگی جھانک رہی تھی۔ اس وقت وہ سہا ہوا کوئی بچہ لگ رہا تھا۔ اس نے اچانک اسٹیرنگ کاٹا اور پھر کار کو بیک کیا۔ کار کو ریورس کرنے کے بعد وہ پوری رفتار سے ڈرائیو کرنے لگا۔ ”ہمیں واپس جانا ہے۔ واپس جانا ہے۔“ اس نے حلق کے بل چیخ کر کہا۔ اب وہ دیوانہ وار ڈرائیو کر رہا تھا۔ اندھا دھند!

کار رُکتے ہی وہ اُتر اور مکان کے دروازے کی طرف لپکا۔ وہ کئی کئی زینے پھلانگتا ہوا اوپر پہنچا۔ دروازہ بند تھا۔ دروازے پر دستک دینے کے بجائے اس نے پوری قوت سے اپنا کندھا دروازے سے ٹکرایا۔ تیسری ٹکر پر دروازہ کھل گیا۔ اس نے کمرے میں ادھر ادھر دیکھا، ایک لمحے ہچکچایا اور پھر بیڈروم کی طرف لپکا۔

جون بستر پر پڑا تھا، اس کا سر بیڈ کی پٹی سے باہر لٹکا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ عجیب سا.....

ٹوٹا پھوٹا لگ رہا تھا۔ پھٹی پھٹی آنکھیں ایک جگہ جی کسی شے کو گھور رہی تھی۔ اس کے عین پیچھے دیوار پر گہرے رنگ کا ایک دھبہ تھا جس سے ایک متحرک لکیری نیچے جا رہی تھی۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے صرف پانچ انچ کے فاصلے پر پڑا تھا..... وہیں، جہاں ہاتھ سے چھوٹ کر گرا ہوگا۔



سورج نصف النہار پر تھا۔ بل کھاتی سڑک کے دونوں طرف درختوں کی قطار تھی۔ وہ بڑی کار فارم کی طرف جاتے ہوئے چڑھائی کا سفر طے کر رہی تھی۔

سڑک سنسان تھی۔ یہ ہائی وے سے دو میل دور اور شہر سے دو گھنٹے کی مسافت پر تھی۔ نیچے سرسبز وادی تھی لیکن دور در تک کوئی مکان دکھائی نہیں دیتا تھا۔

چند منٹ بعد کار پہاڑی کے اوپر پہنچ کر ایک تنگ کچے راستے پر مڑ گئی۔ اس راستے کے اختتام پر وہ فارم اور مکان تھا۔ وہ کولنس کی ملکیت تھا۔ کولنس نے اسے ہمسایہ فارم میں تبدیل کر دیا تھا۔ ٹریننگ کے دوران فائٹرز کی دیکھ بھال کے سلسلے میں کولنس کی ایک ساکھ بن چکی تھی۔ وان اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ وہاں پانچ افراد اور مقیم تھے۔ وہ اپنا وزن کم کرنے آئے تھے اور نتائج سے بہت خوش اور مطمئن تھے۔

کار مکان کے سامنے رُکی۔ کیلی وہیں موجود تھا۔ وہ ہاتھ ہلاتا ہوا کار کی طرف آیا۔ ”ہیلو مسٹر ولکوکس! ہیلو بینک!“

ولکوکس نے کار سے اُتر کر انگڑائی لی پھر ادھر ادھر دیکھا۔ ”لڑکا کیسا جا رہا ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”ٹھیک ٹھاک ہے۔ محنت بھی بہت کر رہا ہے۔ لیکن دشوار ثابت ہو رہا ہے باس۔“ کیلی نے جواب دیا۔

”دشوار! کیا مطلب ہے تمہارا؟“

”ایک دم سرد ہو گیا ہے۔ اپنی عمر سے برسوں آگے گیا ہوا لگتا ہے۔ پہلے جیسا نہیں رہتا۔ ہنسا بولتا بھی نہیں۔“

”مجھے کے لیے تیار ہے نا؟“

”میرا تو یہی خیال ہے دیے وہ سپر فٹ ہے۔ اگر اس نے فائٹ کی تو میں بڑی سے بڑی شرط لگا سکتا ہوں کہ جونی مورس اس کے سامنے نہیں ٹک سکے گا۔“

لیکن گڑبڑ اندر ہے۔ میں تھک گیا ہوں۔ جون والا معاملہ..... بینک، میرے اندر کوئی گڑبڑ ہوگئی ہے۔ میں کل اسپیرنگ پارٹر پر پل پڑا۔ بے چارہ بہت پٹا۔ مجھے افسوس ہے اس پر لیکن.....

”سب ٹھیک ہو جائے گا وان۔ فکر نہ کرو۔ تم نے ٹریننگ بھی زیادہ ہی کر لی ہے۔“

فلک اٹ ایزی۔ ویسے بھی آج آخری دن ہے۔“

”بینک اس فائنٹ کے بعد مجھے خاصے عرصے کے لیے آزادی دے دینا۔ میں چھٹیاں گزارنا چاہتا ہوں۔ پیسے تو ہیں نا ہمارے پاس؟“

”تم فکر نہ کرو وان۔ میں تم پر شرطیں بھی تو لگاتا رہا ہوں۔ میرے پاس جو کچھ ہے، وہ بھی ہم دونوں ہی کا ہے۔“

”شکر یہ بینک۔ یاد ہے پہلے پیسوں پر تم سے جھڑپ ہوتی تھی لیکن اب تو وہ صورت حال نہیں رہی۔“

بینک نے اس کے کندھے تھپتھپائے۔ ”تم فکر نہ کرو۔ تم نے مالی معاملات مجھے سونپ کر بہت اچھا کیا۔ اور وان..... میں ہر طرح سے..... ہر مرحلے میں تمہارے ساتھ ہوں بیٹے۔“

”اچھا یہ فائنٹ، ہم ہا ریں یا جھیتیں، ہمیں رقم تو اتنی ہی ملے گی؟“

”ہاں۔“ بینک نے اسے بغور دیکھا۔ لیکن بیٹے، اصل دولت تو اس فائنٹ کو جیتنے کے بعد سامنے آئے گی۔ اور ہارنے کی بات تم نے پہلی بار کی ہے کیا تمہیں اعتماد نہیں رہا خود پر؟“

”معلوم نہیں۔ اس بار معاملہ مختلف ہے۔ میرے پاس فائنٹ کرنے کا کوئی جواز نہیں رہا۔ یہ سارا فرق جون کے ہونے نہ ہونے کا ہے۔ تم یہ بات نہیں سمجھ سکو گے بینک۔ سمجھ ہی نہیں سکتے۔“

بینک نے کندھے جھٹک دیے۔ ”اور مس سر سر آئی تھی یہاں؟“

”ہاں۔ آئی تھی۔ بہت پیاری لڑکی ہے وہ لیکن میں اس کے لیے بھی تکلیف دہ ہو گیا ہوں۔“

اسی وقت ولکوکس باہر نکلا اور انہیں بیٹھا دیکھ کر ان کی طرف چلا آیا۔ ”اب واپس چلنا ہے کو نیلی۔ اس نے بینک سے کہا۔“ کل کے بہت سے کام نمٹانے ہیں۔“ پھر اس نے وان کے کندھے پر تھکی دی۔ ”یہ تمہاری زندگی کا سب سے قیمتی موقع ہے وان لوگوں۔“

وان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ ”میں بالکل ٹھیک ہوں مسٹر ولکوکس! آپ کو

”یہ اگر کا کیا مطلب ہے کیلی؟“ بینک نے تیز لہجے میں پوچھا۔ ”بدھ کو جو اسپورٹس رائٹر آیا تھا، اس کا کہنا ہے کہ لوگوں بہت اچھی کنڈیشن میں ہے۔“

وان نے بہت اچھا مظاہرہ کیا تھا۔ کیلی نے ہنسنے ہوئے کہا۔ ”وہ خود کو بہت اچھا اداکار ثابت کر رہا ہے۔ لیکن باس، وہ ایک دم ٹھنڈا ہو گیا ہے۔“

ولکوکس نے سر کو تعقیبی جنبش دی۔ ”بھائی کی خودکشی سے اسے پبلٹی تو زبردست ملی ہے لیکن اس کے مضراثرات لڑکے پر سے دور نہیں ہوئے ہیں۔“

بینک نے غصے سے اسے دیکھا۔ ”ہاں..... پبلٹی تو زوردار ملی ہے اسے لیکن ذرا خود کو اس کی جگہ رکھ کر سوچو۔“ یہ کہہ کر وہ مکان کی طرف بڑھ گیا۔

ولکوکس نے بد مزگی سے اسے دیکھا۔ ”اس شخص کا دماغ بھی آسمان پر پہنچ گیا ہے۔“

وہ بڑبڑایا۔ پھر اس نے کیلی سے پوچھا۔ ”لوگوں کہاں ہے؟“

”چمپل قدمی کے لیے گیا ہے۔ آتا ہی ہوگا۔ یہی ایک کام خوش ہو کر کرتا ہے وہ۔“

”کل کا کیا پروگرام ہے؟“

”ہم صبح دس بجے یہاں سے چلیں گے۔“ کیلی نے بتایا۔ ”اسٹیڈیم کے قریب فرانس ہوٹل ہے۔ وہاں ہمارے کمرے بک ہیں۔ پبلک آئے گی نا فائنٹ میں؟“

”لوگ تو پاگل ہوئے جارہے ہیں۔ اس فائنٹ کے لیے تمام ٹکٹ فروخت ہو چکے ہیں؟“

بینک، کولنس کے ساتھ مکان سے باہر آ گیا۔ ”ہیلومسٹر ولکوکس۔“ کولنس نے ولکوکس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ ”آئیے۔ کھانا کھالیں۔“

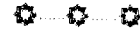
ڈائننگ روم میں تین آدمی موجود تھے۔ ولکوکس اور بینک بھی بیٹھ گئے۔ وہ کھانا کھا ہی رہے تھے کہ وان بھی آ گیا۔ وہ بہت جان دار اور صحت مند لگ رہا تھا لیکن اپنی عمر سے بڑا بھی لگ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ مسکراہٹ سے محروم تھے۔ اس نے آتے ہی بینک سے کہا۔

”مجھے تم سے بات کرنی ہے۔“ بینک، ولکوکس سے معذرت کر کے اٹھا اور وان کے ساتھ باہر نکل آیا۔

باہر آ کے وہ ایک بیچ پر بیٹھ گیا۔ وان اپنے ہاتھوں کو گھورے جارہا تھا۔ ”بینک، میں اچھا نہیں محسوس کر رہا ہوں۔“ آخر کار اس نے کہا۔ ”جسمانی طور پر میں فٹ ہوں، بلڈسکتا ہوں

میں نہیں کروں گا۔“

پینک اور ولکوس کار کی طرف بڑھ گئے۔ کل ملیں گے بیٹے۔ پرسکون رہو۔ آج رات ایک اچھی نیند تمہارے لیے بہت اہم ہے۔ گڈ بائی سن۔“



ٹرین میں بیٹھ کر واپس جاتے ہوئے وان اپنی جگہ خاموش بیٹھا رہا۔ کیلی اس کے پاس چلا آیا۔ ”کل مس سرسرافٹ دیکھنے آئیں گی؟“ اس نے پوچھا۔

”ہاں..... اور اس کے ساتھ میرے دو تین ملنے والے بھی ہوں گے۔“
”مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی۔“ دائی نے کہا۔ پھر وان کی سوالیہ نظروں کے جواب میں وضاحت کی۔ ”بس یونہی۔ تم ٹھیک تو ہونا وان؟“

”میں بالکل ٹھیک ہوں۔“

”ہوٹل پہنچتے ہی انہوں نے کھانا کھایا۔ پینک بھی آگیا تھا۔ وان نے سکون سے کھانا کھایا لیکن اس کی چپ بہر حال نہیں ٹوٹی۔ تین بجے وہ وزن کی تقریب کے لیے چل دیے۔ تقریب کے بعد وہ واپس آ گئے۔ وان اب بھی چپ تھا۔ وہ اپنے کمرے میں ٹہلتا رہا۔“
”تم پراعصابی دباؤ ہے بیٹے؟“ پینک نے پوچھا۔

”ہاں اعصابی دباؤ بھی ہے۔“

بیل بوائے نے آکر بتایا کہ کوئی مس سرسرافٹ لوگن سے ملنا چاہتی ہیں۔ ”انہیں اوپر بھیج دو۔“ پینک نے کہا۔ پھر وہ ان کی طرف مڑا۔ ”اس سے تمہیں فائدہ ہوگا وان۔ میں تم دونوں کو تنہا چھوڑ دوں گا مگر وعدہ کرو کہ کوئی شرارت نہیں کرو گے۔“

وان پہلی بار مسکرایا۔ ”تم مجھ پر اعتبار کر سکتے ہو۔“
”بس یونہی مسکراتے رہو، میرا دل سنبھلا رہے گا۔“ پینک نے چہک کر کہا۔ ”اچھا

..... اب میں جا رہا ہوں۔“

ایک منٹ بعد لوشیا کمرے میں داخل ہوئی۔ وان کھڑکی کے پاس کھڑا نیچے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کے پہلو میں آکھڑی ہوئی۔ ”ہیلو وان..... تم ٹھیک تو ہونا؟“ اس نے سر اٹھا کر وان کو دیکھا اور بولی۔ ”کچھ فائدہ نہیں وان۔ میں جانتی ہوں کہ تم کیا محسوس کر رہے ہو لیکن یہ بے سود ہے جان۔“

وان پلٹا اور لوشیا کے دونوں ہاتھ تھام لیے ”لوشیا..... میں اس مرحلے سے کیسے گزروں گا۔ یہ ناممکن ہے۔ میری بات سمجھنے کی.....“

”بے وقوف نہ بنو ڈارلنگ۔ پینک، کیلی اور دوسروں کے بارے میں سوچو، جو تم سے وابستہ ہیں۔ تمہیں ان سب کے لیے..... اور خود اپنے لیے لڑنا ہوگا۔ تمہیں یہ فائٹ جیتی ہے۔ اس بار تمہیں خود سے بھی لڑنا ہے وان۔ آج رات بہادری سے گزار گئے تو تم ہمیشہ ٹھیک رہو گے۔“

وان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ”تم ٹھیک کہہ رہی ہو لوشیا۔ مجھے خود اپنے آپ سے لڑنا ہے۔“

وہ بیڈ کی پٹی پر بیٹھ گیا اور لوشیا کو دیکھنے لگا۔ لوشیا نے کرسی گھسیٹی اور اس کے پاس آ بیٹھی۔ ”بہتر ہے، دل کا جھ ہلکا کرلو، کچھ سکون ہو جائے گا۔“ اس نے بڑی محبت سے کہا۔ ”باتوں کو..... تکلیفوں کو بار بار اپنے اندر دہرانے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، سب کچھ باہر نکال دو۔ ہلکے پھلکے ہو جاؤ گے۔“

وان دونوں ہاتھوں کو ملتے ہوئے فرش پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ لوشیا ٹھیک کہہ رہی ہے لیکن اس پر عمل کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ ”میں..... میں جون کے بارے میں سوچتا رہا ہوں۔“ بالآخر اس نے کہا۔

”لیکن وان، وہ مر چکا ہے۔ تمہیں اس حقیقت کا سامنا کرنا ہوگا۔“

”لوشیا، میں تمہیں وہ بات بتا رہا ہوں جو کسی کو معلوم نہیں ہے جون کی تدفین کے بعد میں نے اس کا سامان چیک کیا۔ تم نے اور پینک نے ٹھیک کہا تھا۔ وہ میرے ساتھ بے ایمانی کرتا رہا تھا۔ نہیں..... کچھ نہ کہو۔ میں صرف پیسوں کی بات نہیں کر رہا ہوں، اور بھی باتیں ہیں۔ ہم کیلی فورنیا سے نکلے تو ہمارے ڈیڈی کی تدفین نہیں ہوئی تھی۔ تمہیں یہ عجیب لگے گا لیکن اس کا ایک سبب تھا۔ ہمارے ایک دوست..... ایک ڈاکٹر نے ہماری طرف سے تدفین کے معاملات نمٹائے۔ ہم اس وقت سالٹ لیک سٹی میں تھے۔ میں نے دن رات محنت کر کے سوڈا جمع کیے اور جون کو دیے کہ وہ ڈاکٹر کو بھجوا دے لیکن جون وہ رقم پی گیا۔ اس نے میرے اور ڈاکٹر ولسن کے ساتھ بے ایمانی کی۔ اپنے باپ کی روح کو ہمیشہ کے لیے مقروض کر دیا۔ یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہا۔ میں نے اسے سینٹ لوئیس آنے کے لیے رقم بھیجی لیکن وہ مال گاڑی میں

اچانک کہا۔ ”میرے پاس اس کے سوا تھا ہی کیا۔ بچپن ہی سے سب کچھ ایسا ہی تھا۔ میرے ڈیڈی اسے جانتے..... سمجھتے تھے۔ میں نے ڈیڈی سے وعدہ کیا تھا کہ جون کا خیال رکھوں گا لیکن مرتے ہوئے ڈیڈی نے مجھے بتا دیا تھا کہ یہ کوئی آسان کام نہیں ہوگا۔ میں اور جون ایک دوسرے سے منسلک تھے لوشیا۔ اس بندھن سے میں بھی واقف تھا اور جون بھی۔ شاید جون اسی بندھن سے نفرت کرتا تھا۔ اس لیے کہ وہ اسے توڑ نہیں پاتا تھا۔ اس نے میرے ساتھ جو بھی زیادتی کی اور مجھے برا بھلا کہا، اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ کم از کم اب نہیں رہی۔ اب میں سوچتا ہوں کہ جون زندہ ہوتا تو صورت حال ویسی ہی رہتی۔ سب کچھ ویسے ہی چلتا رہتا۔ وہ بندھن ٹوٹنے والا نہیں تھا۔ جون کو اس سے نفرت تھی۔ وہ اس حوالے سے مجھ سے چڑتا تھا مگر مجھے وہ بندھن برا نہیں لگتا تھا۔“

لوشیا اسے بغور دیکھ رہی تھی۔ ”تم اب بھی مجھے چاہتے ہو وان؟ اس نے پوچھا۔ وان نے سرگھما کر اسے دیکھا۔ اس کا چہرہ تہمتانے لگا۔ ”مجھے نہیں معلوم لوشیا، میں نہیں جانتا۔“ اس نے دھیرے سے کہا۔ ”میں اپنے بارے میں سوچنے کی کوشش کرتا ہوں تو پتا چلتا ہے کہ میرے اندر کوئی چیز مرچکی ہے۔ میں تمہارے لیے بھی تکلیف دہ ہو گیا ہوں۔ میں بہت آسانی سے کہہ سکتا تھا کہ میں اب تمہیں چاہتا ہوں لیکن یہ تمہارے ساتھ زیادتی ہوتی۔ پہلے مجھے اپنے اندر کے معاملات کو سلجھانا ہوگا۔“

”میں تمہاری بات سمجھ رہی ہوں۔ تم خوب سوچ لو۔“

دو منٹ تک خاموشی رہی پھر لوشیا اٹھ کر آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ ”میں سمجھتی ہوں کہ یہ مسئلہ خود بخود طے ہو جائے گا۔“ وہ بولی۔ ”ہمیں صرف انتظار کرنا ہوگا۔“ وان اسے محویت سے دیکھ رہا تھا۔ ”میرا بہت برا حال ہے۔“ اس نے کہا۔ ”میں جانتا ہوں کہ آج رات کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن فی الوقت میں بڑی اذیت میں ہوں۔“ لوشیا اس کے پاس چلی آئی اور اس کے دونوں ہاتھ محبت سے تھام لیے۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ آج یہاں آ گئیں۔“ وان نے کہاں۔ ”میں بہت پریشان تھا۔ لیکن اب بہت بہتر محسوس کر رہا ہوں اندر لگتا ہے کہ دھند چھٹ سی گئی ہے۔ مجھے پہلے سے صاف نظر آ رہا ہے۔ سنو لوشیا، فائٹ کے بعد مجھ سے ملنا۔ بار کر سے کہنا کہ وہ تمہیں میرے ڈیرنگ روم میں لے آئے۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔ بشرط زندگی۔“

بغیر ٹکٹ سفر کر کے آیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مجھے اور بینک کو اسٹیشن پر نہیں ملا۔ ایسی ہزاروں باتیں ہوں گی۔ وہ بس مجھ سے رقم نکلواتا تھا تو مجھے بے وقوف بنانے کے لیے۔“

”لیکن وہ رقم کا کرتا کیا تھا؟“

”مجھے نہیں معلوم۔ اس کے چند سو ڈالر بینک میں تھے۔ خاصی رقم گھر میں موجود تھی۔ اور ہاں..... اسے منشیات کی لت بھی پڑ گئی تھی۔ اسی لیے اتنا اعصاب زدہ رہتا تھا۔“

”کیا پتا راکیل بھی اُسے لوٹی رہی ہو۔“ لوشیا نے منہ بنا کر کہا۔

”نہیں۔ راکیل نے مجھے بتایا تھا کہ اس کے والدین نے اس کے کیونٹس نظریات کی وجہ سے اسے گھر سے نکال دیا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنی آزادی کی بات کرتی تھی، اسے اہمیت دیتی تھی۔ وہ جون سے رقم کیسے لیتی۔ جنہیں آزادی عزیز ہوتی ہے، وہ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ ویسے بھی میں نے اسے کبھی اچھے حال میں..... اچھے لباس میں نہیں دیکھا۔“

لوشیا ہنسنے لگی ”راکیل کے بارے میں تھوڑا بہت میں بھی جانتی ہوں۔ یہ کیونٹس راگ بس دکھاوا تھا۔ وہ یہودی تھی وان اور یہودی کبھی خون کو جدا کرنے کے قائل نہیں ہوتے۔ وہ رشتوں کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ یہ طے ہے کہ اسے کیونٹس ہونے کی بنا پر نہیں نکالا گیا ہوگا۔ کوئی بہت بڑی بات ہوگی، جس نے اس کے گھر والوں کو شاک پہنچایا ہوگا۔ ممکن ہے، انہیں پتا چلا ہو کہ وہ پاک دامن نہیں..... کسی شریف آدمی سے شادی کرنے کے قابل نہیں رہی۔“

وان اسے حیرت سے دیکھتا رہا۔ ”تمہارا مطلب ہے..... وہ بدکار تھی!“

”اس کے عاشقوں کی فہرست میں جون کا ساواں نمبر تھا۔“

”حیرت ہے۔ مجھے تو وہ بہت پیاری سی..... معصوم سی بچی لگتی تھی۔“

لوشیا مسکرائی۔ ”تم اس کے سوا کچھ سوچ بھی نہیں سکتے۔ تم اچھے ہو تو ہر شخص کو اچھا سمجھتے ہو۔ میں تمہاری جگہ ہوتی تو یہ سب کچھ بہت پہلے سمجھ چکی ہوتی۔ تم اپنے بھائی کی خاطر جیتے رہے۔ تم نے اس کی عادتیں بگاڑ دیں محبت نبھاؤ کر کے۔ اب وہ مرچکا ہے تو تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اب کیا کرو گے۔ مجھے اسی بات پر تو غصہ آتا ہے۔“

”لوشیا تم نہیں سمجھ سکتیں۔ مجھے لگتا ہے کہ میں آدھا مر گیا ہوں۔ اس کی موت سے مجھے کیا فرق پڑا ہے، میں نہیں بتا سکتا۔“ وہ اٹھا اور بھاری قدموں سے کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ نیچے سڑک پر گہما گہمی تھی..... رونق تھی۔ ”ہاں..... میں اس کے لیے زندہ تھا۔“ اس نے

”وان، تمہیں یہ فائٹ جیتی ہوگی ورنہ.....“

”ورنہ کیا؟“

”ورنہ میں خود تمہیں مار ڈالوں گی۔“

وان نے ہنستے ہوئے اسے لپٹا لیا۔ اسی وقت بینک کمرے میں آگیا۔ ”میں معذرت خواہ ہوں مگر سر لیکن اب تمہیں جانا ہوگا۔“ اس نے کہا۔ ”اب وان کو سونا ہے۔ نیند اس کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔ پلیز، مائنڈ نہ کرنا۔ میں مجبوری میں تمہیں نکال رہا ہوں۔“

لوشیا مسکرائی۔ وہ اور وان ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ”گڈ بائی وان۔ فائٹ کے بعد ملیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ تم جیتو گے۔“

اسے رخصت کر کے آتے ہی وان بیڈ پر پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا۔ وہ واقعی خود کو بہتر محسوس کر رہا تھا۔ اعصاب پر سکون ہو گئے تھے۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ کسی سے بات کر کے آدمی اتنا ہلکا پھلکا بھی ہو سکتا ہے۔

بینک آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر تھکن ظاہر ہو رہی تھی۔ وان بیڈ پر خاموش لیٹا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ سو گیا۔

کمرے میں تاریکی در آئی تھی۔ بینک بدستور بیڈ کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کی نظریں ایک لمحے کے لیے بھی وان کے چہرے سے نہیں ہٹی تھیں۔ وان کے پرسکون چہرے کو دیکھ کر وہ وقتاً فوقتاً مسکرا دیتا تھا۔ اس وقت وہ اسے پہلے جیسا بے فکر وان لگ رہا تھا۔ وان نے آنکھیں کھولیں اور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جمہا بی۔ بینک پر نظر پڑتے ہی وہ اٹھ بیٹھا۔ اس کی نگاہوں میں استعجاب تھا۔ ”بینک..... گڈ گاڈ..... تم تمام وقت یونہی بیٹھے رہے ہو؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں میں بھی سو گیا تھا۔“ بینک نے جھوٹ بولا۔

وان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ”جانتے ہو، میں بہت بہتر محسوس کر رہا ہوں۔“ اس نے انگریزی لیتے ہوئے کہا۔ ”بینک..... تم میری طرف سے فکر مند تھے نا؟“ بینک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ”یہ تمہارا اور میرا عجیب معاملہ ہے۔ میں تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔“

”تو آج سن لو۔ میں نے کبھی کسی کو اپنے بارے میں نہیں بتایا۔ کسی کو نہیں معلوم کہ میرا باپ کون تھا۔ مجھے بھی نہیں معلوم۔ میری ماں نیو یارک کے ایک بار میں وٹیرین تھی۔ وہ ہر

وقت نشے میں رہتی تھی۔ میں دس سال کا تھا کہ وہ مر گئی۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں کیسے زندہ رہا۔ میں ایک پھیرے کے ساتھ کام کرتا رہا۔ اٹھارہ سال کا ہونے کے بعد میں کسی ایک جگہ نہیں ٹکا۔ ملک بھر میں آوارہ گردی کرتا پھرا۔ بارہا حالات میں بند ہوا۔ پندرہ سال پہلے نیو انگلینڈ میں، میں ایک والٹرویت باکسر کے ساتھ اسپرنگ کرتا تھا۔ وہاں سے میں نے کچھ سیکھا۔ میں نے دیکھا کہ قسمت کیا چیز ہوتی ہے۔ میں نے اپنے سے زیادہ نا اہل لوگوں کو دولت کماتے دیکھا۔ پھر مجھے تم ملے۔ تم نے جونی مورس کو گرایا تو میں نے سمجھ لیا کہ تم میری خوش قسمتی کی علامت ہو۔ میرا اندازہ درست ثابت ہوا۔ اس وقت سے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں نے تمہارے ذریعے بہت کچھ کمایا ہے لوگوں۔“

”اب جب کہ تم خوشحال ہو، شادی کیوں نہیں کر لیتے بینک؟“

”شادی! ہرگز نہیں۔ دیکھو بیٹے، آدمی آوارہ گردی کی زندگی گزارے تو اس میں لازماً کئی عادات بد پیدا ہو جاتی ہیں۔ وہ آزادہ رو ہو جاتا ہے۔ شادی، اس کی پابندیاں اور مرتب زندگی اسے راس نہیں آتی۔ نہیں بیٹے، شادی کا تو میں سوچتا بھی نہیں۔“

”تمہیں اولاد کی خواہش نہیں ستاتی؟“ وان نے پوچھا۔

بینک کی آنکھوں میں جگنو سے جھکے۔ ”پہلے جی چاہتا تھا، اب نہیں چاہتا۔ شاید اس لیے کہ اب میں نے تم جیسے بڑے بن مانس کے لیے پریشان ہونا سیکھ لیا ہے۔ میں تمہارے لیے یوں فکر مند رہتا ہوں، جیسے تم چھوٹے سے بچے ہو..... میرے بیٹے تم ہو..... اب مجھے اولاد کی کوئی خواہش نہیں۔“

وان کو ہنسی آگئی۔ اسی وقت کیلی اور وائی بھی آ گئے۔ ”باس، اب چل دیں۔“ کیلی نے کہا۔ ”ٹیکسی باہر کھڑی ہے“ بینک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔



وہ ڈرائیگ روم میں منتظر تھا۔ بالآخر واکوئس نے آکر کہا ”اب تم لوگ چل دو۔ سب کچھ سیٹ ہو گیا ہے۔“

وہ تینوں باہر نکلے لگے۔ اسی وقت بینک متمنایا ہوا چہرہ لیے اندر آیا۔ ”تیار ہو وان؟“

وان نے سر ہلا دیا۔ وہ سب باہر کارپڈور میں نکل آئے۔

تاریکی میں اسٹیڈیم بہت بڑا لگ رہا تھا۔ دُھند لے چروں اور سایوں سے بھرا ہوا۔

سگریٹ سلگانے والوں کی دیا سلائیاں وقتاً فوقتاً چمک اٹھتی تھی۔ وسط میں روشنی میں نہایا ہوا رنگ نظر آرہا تھا۔ وہ رنگ کی طرف جانے والے راستے پر پہنچے تو اسٹینڈیم نعروں اور تالیوں سے گونج اٹھا۔

وان رسیاں پھلانگ کر رنگ میں داخل ہوا اور اپنے کارز میں چلا گیا۔ دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر اس نے مجمع کے خیرمقدمی نعروں کا جواب دیا۔ نیچے رنگ سائیڈ کی ایک سیٹ پر بیٹھی ہوئی لوشیا بیجانی انداز میں ہاتھ لہرا رہی تھی۔ لیکن وان کو کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ اسے اپنے معدے میں پڑتی..... تنگ ہوتی گرہ کے سوا کسی چیز کا احساس نہیں تھا۔

ایک منٹ بعد جونی مورس آیا تو لوگ دیوانے ہو گئے۔ جونی کی مقبولیت میں کوئی شبہ نہیں تھا۔ وہ مقامی تھا اور لوگ جانتے تھے کہ اسے مارنا بھی آتا ہے اور پٹنا بھی..... جونی کے رنگ میں اترنے کے بعد ریس، وان کی طرف آیا اور اس کے دستاویزوں میں چھپے ہاتھوں کو ٹٹولنے لگا۔ بینک نے دانت نکال دیئے۔ ”کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرنا۔“ ریس نے کہا۔

”ہمیں اوجھے ہتھکنڈوں کی ضرورت نہیں۔“ بینک بولا۔ ”تم اپنے لڑکے کو ویسے ہی مردہ سمجھو۔“

اناؤنسر دونوں باکسروں کے ناموں اور وزن کا اعلان کر رہا تھا کہ ریفری رنگ میں داخل ہوا۔ وہ پست قامت لیکن سخت جان آدمی تھا۔ اس کا تعلق نیویارک سے تھا۔

شوروغل اتنا زیادہ تھا کہ اناؤنسر کی آواز دب کر رہ گئی تھی۔ وان نے رنگ سائیڈ میں لوشیا کو ڈٹلے اور بارکر کے درمیان بیٹھے دیکھا۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلارہے تھے اور چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہے تھے لیکن وان ایک لفظ بھی نہیں سن سکا۔

ریفری نے دونوں باکسر کو رنگ کے وسط میں بلایا اور معمول کے مطابق ہدایات دینے لگا۔ جونی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں سرد مہری اور سفاکی۔ ”ہیلو لفنگے۔ یہ وہ جگہ ہے، جہاں میں تمہیں وہ چیز دوں گا، جو عمر صے سے دینا چاہتا تھا۔“ اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔

وان مسکرا دیا۔ ”مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو مسز؟“

”اس بار تمہیں اس فائٹ کے لیے اپنے بھائی سے توجازت نہیں لینا پڑی۔ ہے نا؟“

بینک تیزی سے ان کے درمیان آگیا اور وان کو اس کے کارز کی طرف لے گیا۔

وان کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور چہرہ کاغذ کی طرح سپید ہو رہا تھا۔ ”خود کو سنبھالو وان۔“ بینک نے کہا۔ ”وہ تمہیں اسی طرح اشتعال دلاتا رہے گا۔ تم اس کی طرف سے اپنے کان بند کر لو۔ ٹیک اٹ ایزی بوائے۔“

”یہ سوچنے کا وقت اور مقام نہیں بیٹے۔ میری بات غور سے سنو اور میرے کہنے پر عمل کرو۔ اسے باکس کرنے کا موقع نہ دینا۔ اس پر دباؤ ڈالنا۔ اسے گھیرنا اور بیچ کرنا۔ تم اس کے مقابلے میں باکس نہیں کر سکو گے۔ بس تم موقعے کا انتظار کرو اور موقع ملے ہی ہاتھ دکھاؤ۔ تم پٹ کر اپنے قدموں پر کھڑے رہنے کی اہلیت رکھتے ہو۔ اس سے قریب تر ہونے کی کوشش کرتے رہنا۔ صرف جڑے کی تاک میں نہ رہنا، جسم کو بھی نشانہ بنانا۔“

لوشیا اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنی عمر سے بڑا لگ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور آنکھوں میں سرد مہری تھی۔ اس لمحے وہ اسے اجنبی سا لگا۔

”گڈ گاڈ۔“ ڈڈلے نے اس کے کان میں کہا۔ ”شکر ہے، مجھے ان میں سے کسی سے نہیں لڑنا ہے۔ دونوں ہی قتل کے موڈ میں معلوم ہوتے ہیں۔“

تماشائی شور مچا رہے تھے۔ شرطیں لگائی جا رہی تھیں۔ بھاؤ جونی مورس کے حق میں 1-2 تھا۔

پہلے راؤنڈ کی گھنٹی بجی تو سنانا چھا گیا۔ دونوں باکسر رنگ کے وسط میں آئے اور دستاویزوں سے دستاویز چھوئے۔ وان کے معدے میں پڑی گرہ اور سخت ہو گئی۔

جونی عیاری سے مسکرایا اور وان کے چہرے پر لیفٹ جیب اور رائٹ کراس رسید کیا۔ کراس زوردار تھا اور وان کے زخماں کی ہڈی پر لگا تھا۔ تماشائی جوش میں سیٹوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وان تلخی سے مسکرایا۔ ”ابھی سے ایکسائٹ ہو رہے ہیں۔ ایسے تو میں درجنوں گھونٹے کھا کر مسکرا سکتا ہوں۔“ اس نے سوچا۔ اب جب کہ جنگ شروع ہو چکی تھی، وہ خود کو بہتر محسوس کر رہا تھا۔ معدے کی گرہ بھی جیسے کھل گئی تھی۔ جونی کو دیکھ کر اسے اس سے نفرت کا احساس ہوا۔

کارز میں بینک کے برابر بیٹھے ہوئے کیلی نے بینک سے پوچھا۔ ”تم نے اس بار بھی وان کے حق میں شرط لگائی ہے؟“

”ہاں۔ دس ہزار ڈالر۔“

لیکن ایک بات تھی، جو اس کے سوا کسی کو معلوم نہیں تھی۔ جونی کے لیفٹ جیب میں اب پہلے جیسی جان نہیں رہ تھی۔ جونی تھک رہا تھا۔

چھٹے راؤنڈ کے وسط میں جونی نے رفتار بڑھائی۔ اس کا فٹ ورک قابل دید تھا۔ اب وہ دونوں ہاتھ پوری قوت کے ساتھ استعمال کر رہا تھا۔ راؤنڈ ختم ہونے میں تیس سیکنڈ تھے اور اس نے وان کو ایک کارز میں گھیر لیا تھا۔ اس نے سوچی ہوئی آنکھ پر پھر جیب کیا۔ ساتھ ہی اس کا رائٹ بجلی کی سی تیزی سے اٹھتا ہوا اوپر آیا۔ وان نے اپنا سر ایک جانب ہٹایا۔ اسے موقع نظر آ گیا تھا۔ جونی کے سنہلنے سے پہلے وان کا ہاتھ بندوق سے نکل ہوئی گولی کی طرح چلا۔ آواز ایسی تھی، جیسے کسی بورڈ پر ہاتھ لگا ہو جونی لڑکھڑایا اور وان اس پر لپٹا۔ تماشائی چیختے ہوئے اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے۔ وان کالیفٹ جونی کی بائیں چھاتی پر لگا..... اور جونی کے قدم اکھڑ گئے۔

ریفری نے پانچ تک ہی گنا تھا کہ راؤنڈ ختم ہونے کی ٹھنٹی بج گئی۔
ہینک بے ساختہ کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں..... خدایا..... صرف پانچ سیکنڈ کا فرق پڑ گیا۔ اس کے چہرے سے پسینہ پھوٹ نکلا۔ اس نے مخالف کارز کی طرف دیکھا۔ جونی ہوش میں آ گیا تھا اور بار بار سر جھٹک رہا تھا۔ اس کی چھاتی پر ایک بہت برا سرخ دھبہ نظر آ رہا تھا۔

رکس بیٹھا ہوا جونی کے کان میں کہہ رہا تھا۔ ”خود کو سنبھالو جونی۔ یہ محض اتفاق تھا۔ تم اسے خود سے دور رکھو بس اور لیفٹ چلاتے رہو۔ وہ تمہیں ہٹ کر ہی نہیں سکتا۔“

”کیا خاک نہیں کر سکتا۔ یہ تو مجھے معلوم ہے۔“ جونی نے چڑ کر کہا۔ اس نے وان کے کارز کی طرف دیکھا۔ زندگی میں پہلی بار وہ خوف محسوس کر رہا تھا۔ اسے لوگن اور لارا کی فائٹ والی رات یاد آئی۔ جونی نے کہا تھا..... ”لارا خوفزدہ نظر آ رہا ہے۔“ اور اس نے اس کا مذاق اڑایا تھا۔ لیکن اب خود خوفزدہ تھا۔ جونی نے اپنے بائیں ہاتھ کو دیکھا۔ مسلسل مارنے کی وجہ سے اس کا ہاتھ چپٹا ہو گیا تھا لیکن لڑکے کا کچھ نہیں بگڑا تھا۔ جونی نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ وہ فکر مند تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی مشین سے لڑ رہا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ لڑکے کو ایسے مواقع اور بھی ملیں گے۔ اس سے مفر نہیں۔ وہ خود کو تھکا ہوا محسوس کر رہا تھا اور اس کی چھاتی جہاں وہ بک لگا تھا، دکھ رہی تھی۔

ٹھنٹی بجتے ہی وان لپکا اور اس کے جسم پر دو گھونے مارے۔ جونی نے وہ گھونے

کلی کی آنکھیں پھیل گئیں۔ ”خدا کی پناہ! دس ہزار!“
پہلا راؤنڈ ختم ہوا تو وان رسیوں سے ٹکا کھڑا تھا۔ اس کی اچھی خاصی پٹائی ہو چکی تھی۔ پوائنٹس کے اعتبار سے جونی اس سے میلوں آگے تھا۔

وان آنکھیں بند کیے اسٹول پر بیٹھا تھا۔ اس کا ذہن جیسے پرواز کر رہا تھا۔ اس کے تصور میں جونی کا مسکراتا چہرہ اور پھر ہینک کا نزوس چہرہ اتنا نزوس کیوں ہے جون بھی نزوس ہوتا تو ایسا ہی..... نہیں، مجھے جون کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیے۔“ اس نے خود کو سنبھالیا۔ اس کے چہرے پر پسینہ پھوٹ پڑا۔

ٹھنٹی بجتے ہی وہ تیزی سے اٹھا۔ اس نے سوچا، جونی کو جلدی نمٹانا ہی بہتر رہے گا۔ میں اس بار کچھ اچھے حال میں نہیں ہوں۔ دوسروں کو تو اس بات کا علم بھی نہیں، صرف میں جانتا ہوں۔“

جونی کا زور دار لیفٹ، اس کے چہرے پر ہتھوڑے کی طرح لگا۔ پھر یہ معمول بن گیا۔ وان ہاتھ نیچے کئے لپکتا اور جونی کالیفٹ حرکت میں آتا۔ جونی کالیفٹ اس نے ایک بار بھی مس نہیں کیا تھا۔ کبھی جونی رائٹ کر اس بھی کرتا لیکن ایسا کم ہی ہوتا۔ وہ صرف لیفٹ پر انحصار کر رہا تھا اور وان اب تک اسے ہٹ نہیں کر سکا تھا۔

لوشیا اپنی کرسی پر آگے کو جھکی رنگ کو گھور رہی تھی۔ وان اس کے سامنے تھا۔ وان آگے بڑھا۔ جونی کالیفٹ حرکت میں آیا۔ وان کی آنکھ کے اوپر ایک چھوٹا سا گومڑا ابھر آیا۔ ”گلد گاڈ۔“ اس نے بار کو کہتے سنا۔ ”یہ تو بہت مار جھیل رہا ہے۔“ لوشیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وان پٹ رہا تھا۔ شاید اس لیے کہ اسے پٹنے کی کوئی پروا نہیں تھی۔
وان، جونی کو گھیرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے او پٹنگ کی تلاش تھی لیکن او پٹنگ نہیں مل رہی تھی اور اس کی داہنی آنکھ میں تکلیف شروع ہو گئی تھی۔

جونی نے ایک اور لیفٹ رسید کیا۔ وہ ایک مخصوص مقام کو ہدف بنا رہا تھا۔ دائیں آنکھ کے اوپر ”آؤنا لفٹے۔“ وہ بڑبڑایا۔ ”تم کب اشارت لو گے؟“ میں منتظر ہوں۔“

پانچ راؤنڈ تک یہی صورت حال رہی۔ پوائنٹس کے اعتبار سے جونی کہیں کا کہیں پہنچ گیا۔ اس کالیفٹ خود کار انداز میں چل رہا تھا۔ وان کی دائیں آنکھ سوچ گئی تھی لیکن وہ اب بھی مضبوط تھا البتہ آنکھ کے اوپر جہاں مسلسل لیفٹ جیب لگے تھے، وہاں ٹیسس اٹھ رہی تھیں

پیچھے ہٹتے ہوئے کھائے۔ اس کے باوجود اسے کراہنا پڑا۔ اس کا بایاں ہاتھ خود کار انداز میں حرکت میں آیا۔ وان کی آنکھ پر ضرب لگی اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔

”بارکر، تمہارے خیال میں وان اب بھی جیت سکتا ہے؟“ لوشیا نے بارکر سے پوچھا۔
بارکر نے کندھے جھٹک دیے۔ کیا کہا جاسکتا ہے۔ مورس تھک گیا ہے۔ لیکن اس کی برتری فیصلہ کن ہو چکی ہے۔ اگر وان اسے گرانہ سکا تو وہ یقیناً جیت جائے گا۔“
بینک کے چہرے پر کھنچاؤ تھا۔ ”اسے رفتار بڑھانا ہوگی کیلی۔ جونی تو اسے دھیرے دھیرے قتل کر رہا ہے۔“

کیلی نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ خود فکر مند تھا۔ یہ دوراؤنڈ میں ختم ہونے والی فائنٹ نہیں تھی۔ جونی بے مثال باکسر تھا۔ راؤنڈ ختم ہونے کی گھنٹی بجی تو کیلی اٹھ کھڑا ہوا۔



وان اسٹول پر بیٹھا تھا۔ اس نے پوچھا۔ ”یہ کون سا راؤنڈ ہے بینک۔؟“

”دسواں۔ کیوں، تھک گئے ہو؟“

”نہیں تھکا تو نہیں ہوں لیکن آنکھ کی تکلیف بڑھ گئی ہے۔“

”جونی میں اب پہلے جیسی تیزی نہیں رہی بیٹے۔“

”لیکن وہ بول بول کر میرا دماغ خراب کر رہا ہے۔ لگتا ہے، میں پاگل ہو جاؤں گا۔“

”یہ اس کا خاص حربہ ہے۔ اسے اپنے اعصاب پر سوار نہ ہونے دو۔“

وان نے آنکھیں کھول دیں اور اسے غور سے دیکھا۔ ”تم فکر مند ہو بینک؟“

”باتیں مت کرو۔ اپنی سانسیں بچا کر رکھو۔“ بینک نے اسے ڈانٹ دیا۔

دوسری طرف جونی اکھڑی اکھڑی سانسیں لے رہا تھا۔ باڈی ہک اپنا اثر دکھا رہے

تھے۔ وہ تھک بھی چکا تھا۔ اب پیچھے ہٹتے ہوئے باڈی ہک ریسیو کرنے کے امکانات کم ہوتے

جارہے تھے۔ یہ اور بھی خطرناک بات تھی۔ اور لڑکے کے ہک بہت جان دار تھے۔ اس نے

اپنے ہینڈلر سے پوچھا۔ ”یہ کون سا راؤنڈ ہے؟“

”دسواں۔ فکر نہ کرو، تم آسانی سے جیت جاؤ گے۔“

جونی نے پلکیں جھپکائیں۔ ”میری ٹانگیں جواب دے رہی ہیں۔ میں تھک گیا ہوں۔“

”جونی اسکور میں تم اس سے بہتر آگے ہو۔“ رکس نے چڑکھ کہا۔ ”بس اسے خود سے دور رکھو۔ تم ہار ہی نہیں سکتے۔“

تماشا کی پاگل ہو گئے تھے۔ فائنٹ اتنی بھر پور تھی کہ ان کے لیے ہر راؤنڈ سنسنی سے پر تھا اور یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ کون جیتے گا۔ لوگن بہت مضبوط اور جان دار تھا۔ اب امکان تھا کہ وہ جونی کو تھکا مارے گا۔ آخری راؤنڈ یقینی طور پر خوں ریز ہونا تھا۔ اب تک جونی نے لوگن کو بہت مارا تھا لیکن لوگن کے جاندار بکس نے جونی کو تباہی کے کنارے بھی پہنچا دیا تھا۔ وہ خود پٹ کر بھی نہیں گرا تھا۔ یہی اس کی برتری کا راز تھا۔

لوشیا نے ادھر ادھر دیکھا مجمع کی سفاکی سے اسے خوف آ رہا تھا۔ وہ معقول اور ہوش مند انسان نہیں لگ رہے تھے۔ وہ ایکشن کے منتظر تھے۔ خون دیکھنا چاہتے تھے۔ کسی کو گرا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ ڈڈلے، لوشیا کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”تمہیں یہ بے رحمانہ رویہ اچھا نہیں لگا ہے نا؟“ میرا اشارہ فائنٹ کی طرف نہیں..... تماشا نیوں کی طرف ہے۔“
بارکر کنس دیا۔ اس کا چہرہ متمایا ہوا تھا اور وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔

وان آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔ اسے احساس تھا کہ وہ پٹ رہا ہے۔ وقت بہت سست روی سے گزر رہا تھا۔ راؤنڈ ایک ایک کر کے گھٹ رہے تھے مگر اب کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ کبھی کبھی اسے جون کے مڑے تڑے چہرے کی آخری جھٹک تصور میں نظر آتی تھی..... اور دیوار پر بہتا ہوا خون۔ اسے اپنے چہرے پر پسینہ پھوٹا محسوس ہوا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ لوشیا نے کہا تھا..... یوں سوچنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، اس نے سوچا، کیوں نہ میں لوشیا کے بارے میں سوچوں، مگر پھر اس کی نگاہوں میں باپ کا زخم زخم چہرہ پھر گیا۔ اس کے باوجود باپ مائیکل لوگن کے چہرے پر مسکراہٹ تھی..... ہاں..... مائیکل لوگن کو جس وقت بے دردی سے سڑکوں پر گھینا جا رہا تھا..... مارا جا رہا تھا، وہ تب بھی یونہی مسکرا رہا تھا۔ جیسے اسے پروا ہی نہ ہو..... جیسے وہ سب کچھ حقیقی ہی نہ ہو۔

گھنٹی بجی تو وان آہستگی سے اٹھا۔ دو سیکنڈ وہ اور جونی ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ساکت کھڑے رہے۔ مجمع کی جھنناہٹ سے بے نیاز، جونی لڑکے کی پیش قدمی کا منتظر تھا۔ وان اس پر جھپٹا تو اس نے ایک جانب ہٹتے ہوئے اپنا لیفٹ آزما دیا۔ اس کی ٹانگیں

کر ریفری سے فائٹ روکنے کو کہہ رہے تھے اور کچھ جونی سے وان لوگن کو ختم کر دینے کی اپیلیں کر رہے تھے۔

وان آگے کی طرف گرا۔ گرنے سے پہلے اس کے گھٹنے خم کھا گئے تھے۔ ایک سیکنڈ وہ گھٹنوں کے بل کیونوس پر گر گیا۔ گنتی چھ تک پہنچی تھی کہ اس نے آنکھیں کھولیں۔ وہ رسیوں سے چند فٹ دور ہینک کے مخالف سمت میں تھا۔ ہینک چیخ کر اس سے کچھ کہہ رہا تھا لیکن اسے کچھ سنائی نہیں دیا۔ اس نے سر جھٹکا۔ آنکھ کی تکلیف جیسے پورے جسم میں دوڑ رہی تھی۔ جسم میں جیسے سیسا..... بھر گیا تھا۔ اس کے ذہن میں بس ایک خیال تھا..... اسے کسی نہ کسی طرح اٹھنا ہے۔ ریفری کی آواز میلوں دور سے آتی محسوس ہو رہی تھی، پھر وہ آواز آہستہ آہستہ قریب آتی گئی۔ ہینک نے ٹائم کیپر کی طرف دیکھا اور مایوسی سے سر ہلا دیا۔ اب تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ مزید دو منٹ کی مہلت مل جاتی تو بھی وان نہیں اٹھ سکتا تھا۔

لیکن ”نو“ پر وان ایک گھٹنے پر اٹھ بیٹھا۔ ریفری، جونی کا بازو پکڑے ہوئے تھا۔ دس سے پہلے پوری طرح اٹھ چکا تھا۔

جونی تیزی سے جھپٹا۔ وان نے ہاتھ بڑھا کر اسے روکا۔ اس کی سانس سینے میں نہیں سما رہی تھیں۔ جونی کے دو پنج سر پر لگے پھر ایک جیب چہرے پر اس کے ساتھ ہی راؤنڈ ختم ہونے کی گھنٹی بج گئی۔ وان نے محسوس کیا کہ ہینک اور کیلی اسے اٹھا کر کارز میں لے جا رہے ہیں۔ رسیاں اسے برف کی طرح سرد لگ رہی تھیں اور پشت میں چھ رہی تھیں۔ اپنے سامنے روشنیاں اسے ناجتنی محسوس ہو رہی تھیں۔ کیلی اس کی گدی اور سینے کی ماش کر رہا تھا۔ ہینک اس کے پیٹ کو دبا رہا تھا، جہاں تکلیف سب سے زیادہ تھی۔ وہ کچھ بڑبڑا بھی رہا تھا۔ پھر کیلی نے سالٹ کی بوتل اس کی طرف بڑھادی۔ وان نے بوتل ناک کے قریب رکھ کر گہری سانس لیں۔ اسے دماغ میں جلیبے سے اٹھتے محسوس ہوئے۔ اسے پھندا لگا لیکن وہ گہری سانس لیتا رہا۔ بالآخر دماغ پر چھائی ہوئی دھند جیسے چھٹ گئی۔ اسے سب کچھ واضح اور صاف نظر آنے لگا۔

”بیٹے..... لڑ سکو گے؟“ ہینک شفقت آمیز لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ ”نہ لڑ سکو تو ہم ہتھیار ڈال دیتے ہیں بولو۔“

وان نے آنکھیں کھول دیں۔ اب وہ خاصا بہتر محسوس کر رہا تھا لیکن کمزوری اور

جواب دے رہی تھیں اور پھر تکی ختم ہو گئی تھی۔ وان کی پیش قدمی جاری تھی۔ اس کا رائٹ ہک جونی کی چھاتی پر لگا۔ جونی کراہتا ہوا پیچھے ہٹا۔ پھر اس نے وان کے چہرے پر تین لیفٹ ہک رسید کیے۔ تب وہ کچھ ہوا جس کا وہ منتظر تھا۔ وان کے داہنی آنکھ کے اوپر بالآخر ایک زخم سا کھل گیا اور اس کا چہرہ ایک جانب سے خون میں نہا گیا۔ یہ دیکھتے ہی جونی میں جیسے نئے سرے سے جان پڑ گئی۔ اس کے دونوں ہاتھ مشینی انداز میں چلنے لگے۔ اس نے دوبارہ لیفٹ جیب اور پھر رائٹ کر اس لگایا، جو وان کی آنکھ پر لگا۔

وان کو ایسا لگا، جیسے اس کے سر میں کوئی بم پھٹ گیا۔ اذیت آگ کی طرح دہک اٹھی۔ اس کا چہرہ خون میں نہا گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ کور کیا۔ جونی اب دونوں ہاتھ نیچے گرائے اس پر جھپٹ رہا تھا۔ وہ مسلسل ہک کر رہا تھا۔

وان یوں گرا، جیسے اس کا جسم بے جان ہو گیا ہو۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن درد مہیب موجوں کا روپ دھار گیا تھا۔ اس کی آنکھیں ابلی پڑ رہی تھیں۔ لوگ بری طرح چیخ رہے تھے لیکن اسے آوازوں کی دھمک کے سوا کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ اسے ہینک کا چہرہ نظر آیا، جو آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ پھر کیلی کا چہرہ..... اور اسے ریفری کی آواز چیخ کی طرح اپنی سماعت میں اترتی محسوس ہوئی۔ وہ ریگلتا ہوا گھٹنوں پر اٹھا لیکن فوراً ہی گر گیا۔ اسے لگ رہا تھا کہ اس کی ٹانگوں کا باقی جسم سے تعلق ختم ہو گیا ہے۔ لوگ بیجانی آوازوں میں چیخ رہے تھے۔ اسے ہوت کر رہے تھے۔

گنتی نو تک پہنچی تھی کہ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اندھوں کی طرح سامنے کھڑے جونی کو دیکھا، جس کے ہونٹوں پر ڈراؤنی مسکراہٹ تھی۔ وہ آگے بڑھا۔ اسے اپنی ٹانگیں اکڑی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ جونی کی نظروں میں بے یقینی اور انداز میں ہچکاہٹ تھی لیکن ریفری نے اسے دوبارہ فائٹ شروع کرنے کا اشارہ دیا۔

جونی آگے بڑھا۔ اس کا لیفٹ پھر متحرک ہوا۔ وان کا سر جھٹکے سے پیچھے کی طرف گیا۔ جونی نے ہک وان کے پیٹ میں مارا۔ اب وہ جلد از جلد فائٹ نمٹانا چاہتا تھا۔ وان کے ہاتھ پیٹ سے چپکے ہوئے تھے اور جھول رہا تھا۔ اس کی زخمی آنکھ پر ایک اور لیفٹ لگا۔ خون اب بہت تیزی سے بہہ رہا تھا۔ اور اس کے منہ میں جارہا تھا۔ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کچھ چیخ چیخ

تھکن اپنی جگہ تھی۔ پیٹ کا درو بھی قدرے کم ہو گیا تھا لیکن متورم آنکھ کی تکلیف بہت شدید تھی۔ اس آنکھ سے وہ پوری طرح نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ”نہیں بینک۔ میں لڑوں گا۔“ اس نے آہستہ سے کہا۔ ”تم فکر مت کرو۔“ اس نے پھر آنکھیں موند لیں اور ہموارانہ انداز میں سانس لینے کی کوشش کی۔ وائی نے اس کے سینے اور بازوؤں پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا، جس سے اسے بڑا سکون ملا۔ اب اسے سب کچھ بہت دور کا..... بہت غیر حقیقی لگ رہا تھا۔ ہر خیال، ہر احساس جیسے دھل گیا تھا۔ سب کچھ بدل گیا تھا۔ آدمی جب اذیت اٹھاتا ہے تو اکیلا ہوتا ہے..... بالکل اکیلا! یہ وہ واحد موقع ہوتا ہے، جب آدمی کو خود سے پوری طرح متعارف ہونے کا موقع ملتا ہے۔ یہ جاننے کا موقع ملتا ہے کہ وہ کیا تھا، کیا ہے اور اس کی قوت برداشت کتنی ہے۔ اور جب آدمی یہ جان لیتا ہے، تب اس کے اندر اپنے احترام کا جذبہ جاگتا ہے۔

وہ اسٹول پر سامنے کی طرف پاؤں پھیلائے بیٹھا رہا۔ اس کی کھوئی ہوئی طاقت اور توانائی تھوڑی تھوڑی واپس آ رہی تھی۔

گھنٹی بجی تو وہ خود کار انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

لوشیا اپنی سیٹ پر کئی بیٹھی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر تھے۔ پچھلے راولڈ کے آخری لمحوں میں اس کے ناخن اس کے چہرے پر غیر محسوس طور پر گڑتے رہے تھے۔ لوگ دیوانہ وار چیخ رہے تھے۔ لوشیا کو اندازہ تھا کہ وان اب بھی پٹ رہا ہے۔ تماشائیوں کے رد عمل سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا لیکن اس میں دیکھنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔ جونی کے دونوں ہاتھ برق رفتاری سے چل رہے تھے۔ ابتدائی ڈھائی منٹ میں اس نے تیز رفتاری سے وان کے چہرے پر لیفٹ برسائے۔ پھر وہ اس کے بہت قریب ہو گیا۔ گھنٹی بجنے سے ذرا پہلے وان نے اس کے دل کے مقام پر زوردار ہٹ مارا۔ جونی کے چہرے پر پسینہ نمودار ہوا۔ اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا۔ وہ آگے کی طرف گرا۔ وان کے دماغ میں سیٹیاں سی بج رہی تھیں مگر اس نے اپنے کندھے سے جونی کو دھکیل کر سیدھا کیا اور اسکے جڑے پر بیچ رسید کر دیا۔

شور اتنا زیادہ تھا کہ راولڈ ختم ہونے کی گھنٹی بھی بمشکل سنائی دے سکی۔

بینک اپنی سیٹ پر ڈھے سا گیا۔ اس بار اس میں حوصلہ نہیں تھا کہ وہ رنگ میں اترتا۔ اس نے اپنے چہرے پر پسینہ پونچھا اور قیص کا کارڈھیلا کر لیا۔ پریس سیکشن میں بیٹھے

ہوئے ایک اخبار نویس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے چیخ کر اس سے کہا۔ ”کونیلی، یہ تمہارا لڑکا ٹاپ کلاس ہے۔ میں نے اتنا پٹنے کے بعد کبھی کسی کو اتنا شارپ..... اتنا موثر نہیں دیکھا۔ کل تم دیکھنا، پہلے صفحے پر۔ میں اس صفحے کو وان لوگن کے نام کر دوں گا۔“

بینک خود کار انداز میں مسکرایا۔ اس نے رنگ کی طرف دیکھا۔ وان کی متورم آنکھ بہت خوفناک لگ رہی تھی۔ بینک کی طبیعت بگڑنے لگی۔ کیلی، وان کی آنکھ کے کٹ کی صفائی کرتے ہوئے جلدی جلدی کچھ کہہ رہا تھا۔ بینک نے اس طرف دیکھا، جہاں لوشیا بیٹھی تھی۔ لوشیا کا حال بھی برا ہو رہا تھا..... بینک کے اپنے حال جیسا..... بلکہ اس سے بھی برا۔ ولکوس مسکرا رہا تھا۔ سب کچھ اس کی خواہش کے عین مطابق ہو رہا تھا۔ وہ یہی کچھ چاہتا تھا چنانچہ بے حد خوش تھا۔ وان نے آنکھیں کھولیں اور مخالف کارز کی سمت دیکھا۔ جونی اسٹول پر تڑپا بیٹھا تھا..... وہ بار بار سر جھٹک رہا تھا۔ اس کے ہینڈلرز پاگلوں کی طرح اس پر کام کر رہے تھے۔

جونی کے حلق میں کراہ نکلی اور اسے دانت پر دانت جما دیئے۔ دو راولڈ اور..... اپنے قدموں پر کھڑا رہنے کے لیے وہ ایک طویل عرصہ تھا۔ اب اتنی طویل فائٹ کے بعد وہ اس لفٹے کو کیسے جیتنے دیتا لیکن یہ طے تھا کہ لڑکے کے ہک اور بیچ تباہ کن ہیں۔ اتنا پٹنے..... اور ایک آنکھ تباہ ہونے کے باوجود۔

”جونی، اسے خود سے دور رکھو۔“ رکس نے کہا۔ ”تم پاگل ہو گئے ہو۔ اسے ناک آؤٹ کرنے کی ضرورت نہیں۔“

جونی نے تمنائے ہوئے چہرے سے اس کی طرف دیکھا۔ ”بکواس مت کرو۔ میں پاگل نہیں ہوں۔ اس سے میں لڑ رہا ہوں، تم نہیں لڑ رہے ہو۔ رنگ میں جا کر اسے بھگتو گے تو پتا چلے گا۔ یہ بک بک کرنا بھول جاؤ گے۔“

جونی کی ٹانگوں کی مالش کرنے والے نے سراٹھا کر اسے دیکھا۔ ”جونی..... تم اپنی سانس ضائع مت کرو۔ اس کی رنگ میں ضرورت ہوگی۔ صرف چھ منٹ باقی ہیں۔ اور وہ تمہیں جیتنے سے نہیں روک سکتا۔ تم اس سے میلوں آگے ہو۔“

مجمع اب خاموش ہو گیا تھا۔ گھنٹی بجی تو ہلکی سی بڑبڑاہٹ ابھری، جیسے طوفانی ہوانے اپنی آمد کا اعلان کیا ہو۔

وان کھڑا ہوا۔ اس نے دستانے سے دستانہ رگڑا۔ اب اس کا دماغ پوری طرح قابو میں تھا۔ اب وہ جونی کے سوا کسی کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں جونی کے سوا کوئی خیال نہیں تھا۔ اسے وہ وقت یاد آیا، جب اس نے پہلی بار جونی کو دیکھا تھا۔

دونوں باکسر چونکہ انداز میں ایک دائرے میں حرکت کر رہے تھے۔ وان نے دیکھ لیا کہ جونی کی ٹانگیں بے جان ہو رہی ہیں۔ اس کی حرکت میں تیزی اور پھرتی نہیں رہی۔ اس کی ٹانگوں میں جوا سپرنگ لگے تھے، ختم ہو گئے ہیں اور بہت تھکا ہوا ہے۔

وان لپکا۔ جونی کا بایاں ہاتھ آگے بڑھا۔ وہ مس نہیں کر سکتا تھا۔ یہ جیسے ایک خود کار عمل تھا۔ وان کی مضروب آنکھ ہدف بنی۔ جونی مسکرایا۔ پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے ایک اور لیفٹ ٹرائی کیا۔

وان تقریباً سسک رہا تھا۔ اس کے دانت بھینچے ہوئے تھے۔ اب صرف درد ہی ایک حقیقت تھی..... واحد حقیقی شے! بروسوں کی تنہائی، پریشانیاں، ناخوشی..... ہر چیز مٹ گئی تھی۔ بس درد اور اذیت رہ گئی تھی۔ وہ سب سے بڑی اور واحد حقیقت تھی۔ درد..... لگتا تھا، درد سے دنیا بھر گئی ہے۔ اس کے دماغ میں درد کے احساس کے سوا کچھ بھی نہیں تھا اور درد اسی وقت ختم ہوتا جب دماغ میں کچھ بھی نہ بچتا..... صرف سناٹے ہوتے۔

اسے ایک آنکھ سے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ اندھا دُھند جونی پر جھپٹا اور اسے دھکیل کر رسیوں تک لے گیا کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ کیا ہو رہا ہے۔ کسی نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ انہوں نے بس آخری لمحے وان کے داہنے ہاتھ کو نیچے سے اوپر کی طرف اٹھنے دیکھا۔ اس کے ہاتھ کی رفتار ناقابل یقین تھی۔ ہدف جونی مورس کی ٹھوڑی بنی۔ اس کا سر پیچے کی طرف گیا۔ اس کی آنکھوں میں دُھند تیزی سے چھائی۔ دوسروں پر گرا اور آہستگی سے پھسلتا ہوا کلبوس پر ڈھیر ہو گیا۔

وان دوسری طرف رسیوں کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے دستانے سے مضروب آنکھ کو سہلایا۔ اس کا سر سنسنار رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ رنگ میں اترے کئی گھنٹے ہو چکے ہیں۔ وقت جیسے رُک گیا تھا۔ وہ جونی کو دیکھ رہا تھا لیکن اسے پوری طرح دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ رلیفری، جونی پر جھکا ہوا تھا۔ اس کا ہاتھ بار بار اٹھ اور گر رہا تھا۔ گنتی جاری تھی۔

وان سوچ رہا تھا کہ یہ معاملہ اب ختم ہو گا..... یا نہیں۔ اس نے آنکھیں موند لیں۔

اچانک اسٹیڈیم میں جیسے بھونچال آ گیا۔ بینک اور کیلی رنگ میں اتر آئے۔ جن لوگوں کو وہ جانتا بھی نہیں تھا، مربیانہ انداز میں اس کی پیٹھ تھپک رہے تھے۔ کسی نے اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اوپر اٹھا دیا اور چیخ کر کچھ کہا، جو اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ کیلی نے اسے لبادہ اوڑھا دیا پھر لوگوں کے شور و غل کے درمیان اتانوسر کی آواز ابھری۔

وان اندھوں کی طرح اپنے کارز کی طرف بڑھا۔ وہاں بینک موجود تھا۔ پیارا بینک..... وہ رو بھی رہا تھا اور ہنس بھی رہا تھا۔ نیچے ڈڈلے اور بار کر تھے۔ وہ ہاتھ ہلاتے ہوئے چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہے تھے۔ ”جاؤ..... جا کر جونی کی مزاج پرسی کرو۔“ بینک نے اس سے کہا۔ وان کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ لوگوں کو ہناتے ہوئے بڑھا۔ جونی اپنے اسٹول پر تقریباً لیٹا ہوا تھا۔ اس کا حال اتنا برا تھا۔ رکس نے وان کو آتے دیکھا تو اس کا منہ بن گیا۔

”ہیلو جونی!“ وان نے کہا۔ ”کیا حال ہے دوست؟ تم نے زبردست فائٹ لڑی۔“ جونی خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔ ”اس کا پیچھا چھوڑ دو۔“ رکس نے تلخ لہجے میں کہا۔ ”تمہیں اس کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا، کر چکے ہو۔ بس اب چلے جاؤ۔“ ”ہیلو کس!“ وان نے میکائیک کی انداز میں کہا۔ ”یہ واقعی زبردست فائٹ تھی۔ جونی نے زبردست کارکردگی پیش کی۔“ رکس اسے دیکھتا رہا۔ کچھ بولا نہیں۔

بینک جیسے تیسے وان کو رنگ سے باہر لایا۔ ڈریسنگ روم تک کے سفر میں ہر شخص اس کی پیٹھ تھپکنے کی کوشش کرتا رہا۔ کیلی آگے آگے تھا اور لوگوں کو ہٹا کر راستہ بنا رہا تھا۔ ڈریسنگ روم میں وان ایک کرسی پر ڈھے گیا۔ کمر اخبار نویسوں سے بھرا ہوا تھا۔ پھر لوشیا آئی۔ ڈڈلے اور بار کر اس کے پیچھے تھے۔ اس نے بڑھ کر وان کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ تقریباً رو رہی تھی۔ اس نے ٹٹولنے والی نظروں سے وان کے چہرے کو دیکھا۔ دونوں چند لمحے خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر لوشیا نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اس کے انداز میں مایوسی تھی، جیسے وہ سب کچھ ہار گئی ہو۔

وہ جانے کے لیے پلٹی تو وان نے اچانک اس کا ہاتھ تھام لیا۔ لوشیا نے پلٹ کر وان

کی آنکھوں میں دیکھا۔ اس باروان کی نگاہیں بے تاثر نہیں تھیں۔ اس باران میں اس کے سوال کا جواب تھا۔ مثبت جواب۔

لوشیا نے ہاتھ تھامے وان کرسی پر بیٹھا اپنے اور لوشیا کے ہاتھوں کو دیکھتا رہا۔ اس کے ارد گرد لوگ باتیں کر رہے..... ہنس رہے تھے۔ وہ سب لوگ، جو اسے جانتے تھے، پسند کرتے تھے، اس سے محبت کرتے تھے۔ وہ سب بہت خوش تھے۔

وہ خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ اتنے لوگ..... اور پھر لوشیا!! اتنے چاہنے والوں کے ہوتے ہوئے بھی کوئی تنہا ہو سکتا ہے۔ ہاں..... رنگ میں آدمی تنہا ہوتا ہے۔ وہاں کوئی اس کا نہیں ہوتا اور وہاں سب سے حقیقی چیز اذیت ہوتی ہے..... درد ہوتا ہے۔ لیکن اس کے بعد محبتیں ہی محبتیں.....

